يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

الحمد للہ کہ این وجیزہ ہدایت باستنباط کلام ربّ العزۃ در انواع خلافت سہ اقسام
بیعت بضمن جواب صلح و محاربت اصحاب عصمت با امراء جور و بدعت مسمی بہ

کشف الخلافۃ

از رشحات خامہ ودادمحی شعائر رشاد و محی آثار لداد کہ خامہ اش کحل البصر للعمیا
و مدادش مداد العلماء افضل من دماء الشہداء است

در مطبع ضیائی افزا مطبوع طبائع و قاد گردید

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

الحمد لله که این وجیزه هدایت باستنباط کلام رب العزة در انواع خلافت مع اقسام
بیعت بضمن جواب صلح و محاربت اصحاب عصمت با امراء جور و بدعت مسمی به

کشف الخلافة

از رشحات خامه وداد مجی شعائر رشاد و محی آثار لداد که خامه اش کحیل البصر للعمیا
و مدادش مداد العلماء افضل من دماء الشهداء است

در مطبع ضیا اثر ها مطبوع طبائع وقاد گردید

وكل شيء احصيناه في امام مبين

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم

الحمد لله الذى انزل القرآن على حرفٍ واحدٍ ليكون للنّاس قرآنه وفهمه يسيراً ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً وقارن الكتاب بعترة النبّى فى حكمٍ واحدٍ فى قوله قد جآءكم من الله نور وكتاب مبين مستنيراً وجعل عترته صلعم ملتحقاً به فى درجته العليا بقوله تعا الحقنا بهم ذرّيّتهم جعلاً تابيداً لا تغييراً بقوله ولا تجد لسنّة الله تبديلاً وطهّرهم تطهيراً وميّزهم عن غيرهم فى المواضع الشتى تميزاً مستطيراً بقوله حتى يميّز الخبيث من الطيّب لئلا يكون بينهم وبين غيرهم الالتباس قليلاً ولا كثيراً ⁘ والصّلوة والسلام على نبيّه ورسوله الّذى اجمع ذلك الكتاب وعترته الاطياب فى امرٍ واحدٍ فى حديث الثقلين وفى اخبارٍ شتّى وخصّص اخاه ووصيّه وخليفته عليّاً الشفيع فى اليوم الذى كان يوماً قمطريراً من سائر الورى بقوله انا وعلىّ من شجرةٍ واحدةٍ والنّاس من اشجارٍ شتّى مشيراً الى العصابة

الذین کانوا من الشجرة الخبیثة المذکورة فی القرآن والی انفسهما بالشجرة
الطیبة التی اصلها ثابت وفرعها فی السماء واخبر عن احوال تالک البعض
فی اخبار الحوض بانہم یرجعون عنه بالرجعة القهقری الی دار الجزاء
اور خداوند تعالے نے پہلے سے ہی اتباع ہر دو طائفہ وعصابہ مطائعین کی
شناخت قلت اور کثرت کے عدد سے جابجا فرما دی ہے کما قال ولاکن اکثرهم
لایشکرون واکثرهم لایومنون واکثرهم یجهلون واکثرهم فاسقون و
قال الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ماهم وثم تولیتم الا قلیلا
منکم وبقوله بل لعنهم الله بکفرهم فقلیلا مایومنون وما آمن معه
الا قلیل اور اسلام میں بھی اسی تفریق پر دو گروہ مقلدین کے ممیز مطاعین بین عترة
النبی وبین اصحابہ کی جدا جدا کثرةً ومرتبةً وشہرةً وعظمةً ہو گئے ایک وہ گروہ ہے
کہ امر دین میں جسنے اپنا پیشواے مسلماً صحابہ کو ہی قرار دلیا ہے اور اہلبیت نبی کی
صرف توقیر زبانی مانتے ہیں مگر اونکا قول وفعل بمقابلہ عمل صحابہ کے حجت نہیں گردانتے
اس مقام پر چند نظائر جو ممبران جماعت متعددہ امیر معاویہ نے مشتہر فرمائی ہیں بثبوت
مدعا پیش کیجاتی ہیں فضل بن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل میں فرمایا ہے
اما ما ذکره ان اجماع العترة حجة ماذا اراد من العترة فان اراد به علیاً
فهو واحد من العترة اما قوله مجرداً اذا خالف جمهور الصحابة فلیس
بحجة موجهه الی ان قال فان بعضهم ذهبوا الی ان قول الصحابة حجة

کما هو فی بعض الکتب واما غیره من العترة فعدم کون قولهم حجة فبالطریق الاولی فاجماع العترة لایکون حجة وان کانوا صادقین وان سلمنا انهم معصومین انتهے ملخص ترجمہ یہ ہی کہ قول مجرد جناب امیر کا امر دین مین حجت نہین جبکہ جمہور صحابہ اوسکے مخالف ہون نہ اجماع عترت رسالت حجت ہی بلکہ قول صحابہ کا حجت ہی انتہے اور محقق دوانی نے شرح عقائد مین تو یہ تفریق صاف لفظون مین بذکر نجات فرقہ اشعریہ کے افادہ فرمائی ہے کہ فانہم یتمسکون فی عقائدهم بالاحادیث الصحیحة المرویة عنه صلعم وعن اصحابه ولا یتجاوزون عن ظواهرها الی ان قال لا مع النقل من غیرهم کالشیعة المتبعین بما روی عن أئمتهم لاعتقادهم العصمة انتهے یعنے فرقہ اشعریہ عقائد مین احادیث صحیحہ پیغمبر خدا و احادیث صحابہ سے تمسک کرتے ہین اور ظاہر معنے الفاظ احادیث سے تجاوز نہین کرتے اور غیر صحابہ سے مثل فرقہ شیعہ کے استرسال اور موانست و آویختگی نہین کرتے ہین کہ شیعہ تتبع کرنے والے ہین اون روایات کی جو انکے ائمہ سے مروی ہین بسبب اونکے اعتقاد کرنے معصوم ہونے ائمہ کے انتہے اس فصاحت مرام سے تفرقہ و تمیز دونون گروہ اور اونکے تمسک بھم فی امر الدین کے ہوگئی اور طائفہ اول الذکر کا نام سنہ ۴۱ ہجری مین بوجہ اونکے اجتماع کرنے خلافت پر امیر معاویہ کے اہل السنة والجماعت قرار پایا اور وہ قبل اوسکے شیعہ عثمان مشہور و نامزد تھے اس مقام پر اسناد وجہ تسمیہ کو بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے علامہ یحیی بن الحسن

القرشی نے کتاب منہاج التحقیق مین افادہ فرمایا ہو ان معاویۃ حین من سب
علیاً سمّی ذلک العام عام السّنۃ وبہ سُمّیت اہل السنۃ اور اسی روایت کو
حسن مہیل نے اوائل کتاب انوار البدریہ مین نقل کیا ہو اور ابن بطہ نے کتاب
ابانۃ مین لکھا ہو سمّی معاویۃ السنۃ التی اجتمع فیہا علیہ النّاس بعام السنۃ والجماعۃ
وکانت تلک السنۃ اربعین اور حسین کرابیسی نے یہ لکھا ہو کہ انما سمّی ھذا
الاسم یزید بن معاویۃ الخ اور شیخ العسکری نے کتاب الزواجر مین ذکر کیا ہے۔
ان معاویۃ سمّی ذلک العام عام السنۃ اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد مین
اس طرح افادہ فرمایا ہو لمّا صالح الحسن معاویۃ سمّی ذلک عام الجماعۃ اور
حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین نقل کیا ہو کہ فاستقر فیہا (فی الخلافۃ) من
ربیع الآخر وجمادی الاولی سنۃ احدی واربعین فسمّی ھذا العام الجماعۃ
لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد انتہٰی اور ماحصل جملہ مرویات کا یہ ہے
کہ معاویہ نے جس سال مین امیر المومنین کو ناسزا کہا اُس سال کا نام سنت رکھا
اور اوسی سال نام رکھے گئے اہل السنۃ اور معاویہ نے اُس سال کا نام جسمین مردمان
نے اجتماع اونکی خلافت پر کیا سنت وجماعت رکھا اور کرابیسی نے لکھا ہو کہ یہ نام
یزید بن معاویہ کا مقرر کردہ ہو بہر کیف یہ نام عطیہ امیر معاویہ یا یزید مستحق ہاویہ کا ہے
اور متتبعین کتب سیر ومحاربات جمل وصفین وواقعات مابعد عہد امیر معاویہ پر
مخفی نہین ہو کہ محاربین جناب ولایتماب شیعہ عثمان کے لقب سے کہی جاتی تھی کہ جنگ جمل

وصفین مین حیلہ محاربت کا بطلب دم عثمان کے تھا اور اگر لکھا جاوے کہ محاربت صفین
مین مقابل امیر المومنین گروہ بنی امیہ و نواصب ملک شام کا تھا نہ فرقہ اہل السنتہ والجماعۃ
اسکے دفع دخل کو جوابات شتے ہین مگر یہان اندکے از بسیار حالی کیا جاتا ہی کہ کیا یہ بہی
لکھا جاویگا کہ مقابل امیر المومنین کے صحابہ ذوی الحلوم کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
مین سے بہی کوئی نہین تھا جنکی سیرت اساس مذہب اہلسنت قرار پائی ہی اور کیا اِس
سیرت محاربت کو ترک کر کے اہلسنت مقلد و مقتدی بھی اُن صحابہ کالنجوم کے رہ سکتے
ہین اور کیا اہلسنت والجماعت نے سنہ جماعت امیر معاویہ مین شرکت نہین کی اور خلیفہ واحد
امیر باتدبیر کی بیعت علی الخلافہ نہین فرمائی جو سنہ ۴۰ ہجری یوم بیعت عامہ امیر معاویہ
سے سنہ ۹۹ ہجری عہد عمر عبد العزیز تک سب و شتم علی الاتصال تمام ممالک اسلام مین خطیب
اموی اہلبیت نبی پر کرتے رہے کیا یہ بہی لکھا جاویگا کہ اون خلفاء کی بیعت اہلسنت نے
اختیار نہین کی جنکے زمانہ مین یہ بدعت و شناعت مورث ضلالت ہوا کی اور مخفی
نرہے کہ وہ خلفاء سنہ ۹۹ ہجری تک کے امیر معاویہ و یزید و عبد الملک و ولید و سلیمان
ہین اونکو بھی قاضی عیاض و شیخ الاسلام عسقلانی نے خلفاء اثنا عشر مین شمار
کیا ہی کما فی فتح الباری و فی المفہم و تاریخ الخلفاء والصواعق المحرقہ یا یہ بیعت حضرات
اہلسنت کو اور سب و شتم کرنا اور سننا تقیۃً جائز تہا اور اِس واقعہ قطعیہ سب و شتم
کو ہر چند بپاس بنی امیہ کے چھپایا گیا ہی کہ کہیں مصداق حدیث من سبّ علیاً
فقد سبنی الخ کے ثابت ہو کر نظر معتقدین مین مردود الخلافہ و کافر خارج الملۃ

نہ سمجھے جاوین مگر طشتیکہ از بام افتادہ باشد کرا مجال انکار است اور لطف یہ ہی کہ بمصداق سے کیا لطف جو غیر پردہ کھولے + جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے خود ہی حضرات نقل فرماتے ہین کہ امیر معاویہ جناب امیر پر سب و لعن کیا کرتے تھے اور غیرونکو اسکی ترغیب دیا کرتے تھے ہم یہانپر ستار روایات پر بخوف طوالت اقتصار کرتے ہین کہ امام مسلم نے باب فضائل علی ع مین نقل کیا ہی قال[1] امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال مامنعك ان تسب ابا تراب الخ وامام ابن ماجہ نے عبد الرحمن عن سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہی قال[2] قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیا فنال فغضب سعد الخ اور ملا علی القاری نے باب مناقب العشرہ المبشرہ مین شرح مشکوۃ کی نقل کیا ہی ثم[3] تعلم ان علیا ومعاویۃ کانا علی القتال والخصام وکان الطائفتان یسب بعضہم بعضا اور سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص الامۃ مین ذکر فضائل علی مین حدیث مسلم مامنعك ان تسب ابا تراب کو نقل فرماکر لکھا ہی فان[4] معاویۃ لما سب علیا وامر الناس بذلك تورع سعد عن سبہ الخ اور محب طبری نے ریاض النضرۃ مین صاف نقل کیا ہی عن سعد

[1] معاویہ نے سعد وقاص سے کھا کہ کس چیز نے تجھے منع کیا ہی کہ جو گالیان ابو تراب کو نہین دیتا ہے

[2] معاویہ بعض حج کے سفر مین آیا سعد وقاص ملنے کو گئے علی ع کا لوگونے ذکر کیا معاویہ نے علی پر سب و لعن کیا سعد خفا ہوگئے

[3] پھر جانتا ہی تو کہ ہر آینہ علی و معاویہ مین قتال و خصومت تھی اور ہر دو گروہ ایک دوسرے کو سب و دشنام کرتا تھا

[4] پس معاویہ نے جبکہ علی ع کو دشنام دیئے اور لوگونکو حکم کیا کہ علی کو دشنام دین سعد وقاص نے دشنام دینے سے پرہیز کیا

قال[1] امر معاویہ سعداً ان یسب ابا تراب اور محدث عبد الحق نے شرح مشکوۃ کے
کتاب القنوت مین نقل کیا ہی عن انس[2] ان النبی صلعم لایقنت الا اذا دعیٰ علیہم وقد
روی عن الصدیق انہ قنت عند محاربۃ علیٰ اہل الکتاب وکذا علی ع فی محاربۃ معاویہ
وما وی فی ھذا العکس ایضاً اور شیخہم فی الاسلام ابن تیمیہ نے اوائل کتاب منہاج السنۃ
مین تائید حدیث مسلم کے لکھا ہی اما سعد[3] لما امرہ معاویۃ بالسب فابیٰ فقال ما
منعک ان تسب علیاً فقال ثلاث قالہن رسول اللہ فلن اسبہ لان یکون لی
واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم الحدیث فہذا حدیث صحیح رواہ مسلم فی صحیحہ[5]
اندکے از غم دل گفتم و خاموش شدم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
پس یہ فرمایا جاوے کہ حضرات سلف صالحین اہلسنت زمان سب و شتم مین کہان
روپوش تھے حالانکہ عمائد صحابہ لعب سال جماعت کے مطیع و منقاد امیر معاویہ کے ہو کر دست
بیع ہو چکے تھے اور سلسلہ سب و شتم کا علی الاتصال جاری رہا اگر حقیقۃً تقیہ فرماتے تھے
جیسا کہ امام شعبی سے ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہی کہ قال الشعبی کنا جماعۃ ما سلاً الا
من نال من علی ع مقاربۃ للحجاج غیر الحسن بن ابی الحسن ح یعنے امام شعبی نے لکھا

---

[1] امیر معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ ابو تراب کو برا کہو [2] ملخص یہ کہ پیغمبر خدا قنوت نہ فرماتے تھے مگر جبکہ نفرین
کرتے تھے اونپر اور صدیق نے اہل کتاب پر نفرین کی اور اسیطرح علی ع نے جنگ مین معاویہ کو اور معاویہ نے
عکس پر علی کو برا کہا [3] سعد کو جب معاویہ نے حکم سب و شتام کا دیا تو سعد نے انکار کیا معاویہ نے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع
کیا ہے کہ جو علی کو دشنام نہین دیتا کہا تین چیزون نے کہ جو رسول اللہ نے [illegible] برا علی کو کہونگا الخ

کہ ہم جماعت علمار سے کوئی ایسا نہین تھا کہ جو سب و لعن علی پر نکرتا ہو بہ نیت تقرب حجاج بن یوسف کے مگر حسن بصری۔ تو تقیہ جایز رہا فہو المطلوب و اگر سب و شتم قطعاً جایز نہین تھی تو سواد اعظم اپنی برارت ثابت فرماوین کہ اونکی بیعت و اطاعت سے کس طرح اُنکو چھٹکارہ ہوا کیا سنۃ جماعت مین اہلسنت شریک جماعت نہین ہوے جسکی نسبت ابھی مذکور ہوا فسمی ہذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃٍ واحدٍ کیا ولید و سلیمان کی خلافت تک بیعت خلفار سے کنارہ کش رہے جنکی شوکت خلافت کے بیان مین حافظ سیوطی نے صدر تاریخ الخلفا مین لکھا ہی[1] کان فی ایام بنی عبد الملک یخطب للخلیفۃ فی جمیع الاقطار من الارض شرقاً و غرباً یمیناً و شمالاً الخ کیا اہلسنت اس شرق و غرب و یمین و شمال سے کہین باہر بیعت و حکومت خلافت سے چھپکر چلے گئے تھے کیا اُسوقت مین یہ سواد اعظم نکھے جاتے تھے کیا خلفار مذکورین نے اس سواد اعظم کی بیعت کے علاوہ اپنی خلافت پر جہانکی عامۃ الناس کی بیعت لی تھی جو وہ بیعت عامہ سمجھی گئی اگر کہین کہ اُنکی بیعت بالکراہتہ تھی تو مقصود ہمارا ابھی اِس رسالہ کی تحریر سے بس اسیقدر ہی کہ فعل بیعت خلافت کے حق ہونے کو ثابت کرنے والے نہین ہی اور اگر بیعت بالکراہت سے بوجہ سُنت سقیفہ ہونے کے گریز و کراہت ہی اور بیعت بنی امیہ کا بھی قلادہ طاعت در گردن ہی جو ناگزیر ہے تو اہلسنت والجماعۃ کی بیعت بالرضا و بالرغبت اُن خلفار و امرا کی خلافت پر ثابت ہوگی جنسے خدا و رسول ناخوش تھے اور جنکی خلافت کی خبر پانے سے پیغمبر خدا رنجیدہ ہوے اور جنکے قوم سے

[1] پسران عبد الملک کے زمانہ مین شرق سے غرب تک و یمین سے شمال تک خطبہ خلافت اون بنی امیہ کا ہی پڑھا جاتا تھا۔

انحضرت تا رحلت کراہت فرماتے رہے اور جو اغیلمہ قریش کے لقب سے بحکم پیغمبر
زبان زد صحابہ رہا گئے اور وہ احادیث نبوی مین امرائے جور کے ساتھہ نامزد ہوئے
جو یہ احادیث کتب ملاحم و فتن صحیحین مین ماثور ہین گلے از گلشن و خوشۂ از خرمن نقل
کیجاتی ہین عن ابن عباس رضہ ان النبی صلعم نظر الی قوم من بنی فلان یتبخترون
فی مشیتہم فعرف الغضب فی وجہہ ثم قراء والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن فقیل
ای شجرۃ یا رسول اللہ حتی یتجنبہا فقال لیست بشجر نبات انما ہم بنو امیۃ
اذا ملکوا جاروا واذا اوتمنوا خانوا الحدیث کما روی السیوطی فی تاریخ الخلفا
بسند الصولی فی ترجمہ المعتصم باللہ اور بخاری شریف مین ماثور ہی ابو ہریرہ
سے عن النبی ھلکۃ امتی علی یدی اغیلمۃ من قریش الحدیث اور ترمذی مین
منقول ہی کہ مات النبی وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیفا و بنی حنیفۃ و بنی امیۃ اور واضح رہے
کہ خلیفہ ثانی نے خلافت کے لئے اپنی فراست کی رو سے شوری مین اونکو منتخب کیا تھا
جنسے پیغمبر خدا خوش رہی تھی پس معلوم ہوا کہ بنی امیہ جن مین عثمان و معاویہ وغیرہما خلیفہ ہوئے

---

۱ پیغمبر خدا نے ایک قوم کو دیکھا بنی امیہ سے کہ وہ تبختر سے چلتے ہین آپکے چہرہ مبارک پر غضب نمایاں پائی گئی اور
آخر آیہ والشجرۃ الملعونۃ کو پڑھا آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سا درخت ہی تاکہ ہم اوس سے حذر کرین فرمایا وہ شجرہ
نباتات سے نہین ہی جڑین نیست وہ قوم بنی امیہ ہی جب وہ متملک ہونگے ظلم کرینگے اور جب وہ امین بنائے جائینگے خیانت کرینگے

۲ فرمایا آپنے کہ میری امت قریش کے چھوکرون کے ہاتھون ہلاک ہوگی -

۳ پیغمبر خدا نے اوس حالت مین وفات پائی کہ آپ تین قبیلون سے ناخوش رہے بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے

بوجہ ناخوشی رسالتمآب کے مستحق خلافت نہین تھی اور یہ حدیث مات النبی کی منافی اوس فراست کے ہے جو فاروق نے بزعم خود سمجھ لیا کہ رسولخدا عثمان سے خوش تھے پس سواد اعظم نے کیا اسی قوم کی خلافت کو امارت حقہ اعتقاد فرماکر بیعت انکی برضا و رغبت فرمائی اور احادیث صحیحہ صحاح کو باطل اور اخبار مخبر صادق کو باتباع عمری معطل گردانا یا اونکے اجبار پر تقیۃً بیعت اختیار کرلی اور صحت احادیث پیغمبر کو جو اونکے شان مین وارد ہین اعتقاد اً ہاتھہ سے نہین دیا فانظروا یا ایھا الناظرون

ے باش تا آفتاب جلوہ کند٭ کاین ہنوز از نتائج سحر ست۔ اور ایک دوسرا گروہ ہے جو ائمہ اہلبیت کو ہی خلفاء نبوت مفترض الطاعۃ واہل طہارت جانتے ہین اور صحابہ نبی صلعم ہین اونکا اعتقاد بس اسیقدر ہے کہ[۱] ھم الذین آمنوا باللہ و رسولہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٓئک ھم المفلحون اور بعد حضرت رسالت جو پیرو امیر المومنین خیر الوصیین کے رہے ہین اونکو بزرگان دین الٰہی مانتے ہین باقی صحابہ کو جو آپسے منحرف و مخالف رہی بس او نکو مرتد جانتے ہین اور وجہہ تسمیہ اس گروہ شیعہ ہین احادیث کثیرہ وارد ہین از انجملہ حدیث نبوی مخاطباً لعلی علیہ السلام[۲] انت وشیعتک فی الجنۃ وحدیث وشیعتک ھم الفائزون ہ

---

[۱] اصحاب نبی وہ لوگ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے اور نبی کی رفاقت اور نصرت بالسیف کی اور پیروی کی اونہون نے اوس نور کی جو نور پیغمبر مین ملا ہوا نازل ہوا (اس مین اشارہ ہے نور علی کیطرف) وہی لوگ فلاح پانیوالے ہین[۲] تو اے علی اور شیعہ تیرے جنت مین ہونگے اور تیرے شیعہ فائز ہین۔

کما فی الصواعق المحرقہ والمودۃ القربیٰ للسید الہمدانی وفی غیرہما و باوجود تقیہ کے تہہ تیغ بیدریغ ہی عہد بنی امیہ و بنی عباس مین فائز ہوا کئے ہین کما یاتی بیانہ۔ اور مختصراً وجوہ تمسک فریقین کے بھی اس مقام پر لکھے جاتے ہین کہ گروہ اہلسنت و الجماعۃ صحابہ نبی کو من حیث المجموع ممدوح القرآن اور فیضیاب صحبت نبوی کہتے ہین اور جو آیات قرآنی فضائل صحابہ مین لکھتے ہین وہ بوجہ عموم خطاب کے مقید باعیانہم المخصوصہ وباشخاصہم المعینہ کے نہین ہین لہذا نقل منتجات بہا کو یہانپر عبث دیکہا گیا کہ صاحب مواقف وغیرہ نے خودہی فرمادیا ہی[1] لاثناء علیہم خاصۃ ای لاثناء فی القرآن علی واحد من الصحابۃ بخصوصیتہ انتہی ما اردناہ اور جب من حیث المجموع پر علی زعمہم ارتداد مالک بن نویرہ سے ایراد کیا جاتا ہی جو اصحاب نبی مین شمار کئے جاتے ہین اور رسولخدا کے مقرر کردہ عامل صدقات تھے تو مقننین اس گروہ کے دست و پاچہ ہوجاتے ہین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل مین بجواب علامہ حلی کے اول تو اپنا یہی مسلک واجب التعظیم ہونے صحابہ کلہم کا بدین الفاظ افادہ فرمایا ہی[2] فنقول مذہب عامۃ العلماء انہ یجب تعظیم الصحابۃ کلہم والکف عن القدح فیہ لان اللہ تعالیٰ عظمہم واثنیٰ علیہم فی غیر موضع من کتابہ

---

[1] ثناء وہ کسی خاص صحابی کی قرآن مین نہین آئی [2] مذہب جمہور علماء کا یہ ہی کہ کل صحابہ کی تعظیم کرنا اور انکی قدح کرنے سے باز رہنا واجب ہے اسلیئے کہ اللہ تعالےٰ نے صحابہ کی تعظیم و مدح جگہ جگہ قرآن مین فرمائی ہے

عقیدت اہلسنت در اصحاب رسالت

بعد ازان جواب حدیث انا فرطکم علی الحوض الی قولہ صلعم فیقال انک لا تدری[1] ما احدثوا بعدک الخ کے مضطرب ہوکر یہ کہدیا کہ فاتفق العلماء ان ھذا فی اھل الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ صلعم ثم ارتدوا بعدہ انتہی بقدر الحاجۃ ملخص ترجمہ یہ کہ علما نے اتفاق کیا ہی کہ حدیث حوض مین جنکے ارتداد کی خبر ہی وہ بعد رسول خدا مرتد ہوگئے تھے اور زمانہ حیات پیغمبر مین آپ کے اصحاب تھے اور لطف یہ ہی کہ جنکو اہلسنت والجماعۃ کے علماء ومقتدا مرتدین کہتے تھے اور کہتے ہین وہ لوگ ابوبکر عتیق کو ہی مرتد جانتے تھے چنانچہ ابن حزم وغیرہ محدثین عامہ نے لکھا ہی کہ ان الذین منعوا ابابکر عن اداء الزکوۃ[2] حتی سماھم باھل الردہ لم یکونوا مرتدین بل کانوا یدعون الردۃ علی ابی بکر بارتکاب مالا یستحقہ من الخلافۃ والامامۃ انتہی موضع الحاجۃ اور جن صحابہ کی کہ علماء اہل سنت نے تعیین وتشخیص وتعریف فرمائی ہی وہ بہت ہی عام ہی چنانچہ امام بخاری نے بزوطبع آرائی لکھا ہی کہ من صحب النبی اورآہ من المسلمین فھو من اصحابہ یعنے جو شخص پیغمبر خدا صلعم کی صحبت مین رہا یا جس کسی نے اہل اسلام مین سے آپکو دیکھہ لیا پس وہ آپکے صحابہ مین ہی وہکذا قال امامھم

تعریف صحابہ کی

---

[1] پس کہا جاویگا کہ ہر آئنہ ای پیغمبر تو نہین جانتا ہی کہ انہون نے تیرے بعد کیا احداث دین مین کیا ہی

[2] وہ لوگ کہ جنہون نے ابوبکر کو زکوۃ ادا کرنے سے منع کیا یہانتک کہ اونکا نام منع زکوۃ پر مرتد رکھا گیا وہ اہل ردت نہین تھی بلکہ وہ ابوبکر کو مرتد کہتے تھے بسبب ارتکاب کرنے ابوبکر کے اوس چیز کو جسکے کہ وہ مستحق نہین تہی امر خلافت وامامت سے۔ احقاق الحق ورق ۱۳۴-

احمد و جمہور المحدثین اور متقدین صحابہ نے اسی مجموعہ کے حق مین والزمہم کلمۃ التقوی
تجویز فرمایا ہے حالانکہ صحبت دیرینہ انبیاء نے ارتداد کو الذین آمنوا کے ہنین روکا
چہ جائیکہ محض رؤیت موجب لزوم کلمۃ التقوی کے اون مخصوصین صحابہ کے لئے ہو سکتے
جنکا ارتداد باتفاق علماء مسلم ہی اور من صحب النبی او راٰہ من المسلمین کے حق مین
ہی تو آیہ وافی ہدایہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ[1] آیا ہی اور اصحاب
موسیٰ کلیم اللہ مدت العمر بمقابلہ فرعون کے حق رفاقت نبی اللہ ادا کرتے رہی اور
فیض صحبت اپنے نبی سے مستفید ہوتی ہی مگر آخر مین باغوای سامری گوسالہ پرستی مین
مبتلا ہو گئے اور اخبار مین انتم اشبہ الامم ببنی اسرائیل[2] بھی صحابہ حاضرین خدمت
کی ہی خاصۃً وارد ہوا ہی اور علی بن مدینی شیخ بخاری نے وفور عقیدت اور رسوخ ارادت
سے تعریف صحابہ مین یہ توسیع فرمائی ہی کہ من لقی النبی او راٰہ ساعۃً من نہار فہو من اصحاب
النبی یعنے جس شخص نے رسولخدا صلعم سے ملاقات کی یا اونکو ایک گھڑی دنمین دیکھہ لیا
وہ آپکے اصحاب مین ہی کما نقلہ العسقلانی فی فتح الباری اس وسعت حد مین قید صحبت
اور قید اسلام صحابی کی بھی نہین رہی اور اس گروہ پرشکوہ صحابہ کی مزید توقیر و تعظیم
مین حدیث مشہور بین الجمہور جسکا پتہ صحاح ستہ سی نہین ملتا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم[3]

---

[1] ای وہ لوگو جو ایمان لائے جو شخص تم مین اپنے دین اسلام سے مرتد ہو جائیگا - الخ

[2] تم یعنے اصحاب اور امت زیادہ مشابہ ہو بنی اسرائیل قوم موسیٰ سے -

[3] اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین اون مین سے جسکے اقتدا کرو گے ہدایت یافتہ ہو گے

روایت کیجاتی ہی اس مقام پر جو تعریف صحابی اور حدیث نجوم کو منطبق کیا جاتا ہی تو نتیجہ
یہ برآمد ہوتا ہی کہ جس دیکھنے والے پیغمبر خدا کی اقتدا کیجاوی عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو
اور اُسکو رویت پیغمبر خدا کی ایک ساعت ھی نصیب ہوئی ہو یا زیادہ ایک ساعت سے تو مہتدی
ہدایت یافتہ ہی اور صحابہ کی تجویز و تعریف جو کچھ بھی ہو یہان پر اطلاق صحابہ مین حدیث نبوی
کا ظاہر کرنا بھی موثر اور بہتر معنے ہے کتاب شرح شفا مین مذکور ہی الذی[1] رواہ البخاری فی
عبد الله بن ابی سلول قال بعض الصحابہ تقتل انفاقہ فقال صلعم فکیف اذا تحدث
الناس ان محمدؐ ایقتل اصحابہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولخدا منافقین کو بھی اپنا
صحابی فرمایا کرتے تھے اور لا ادری[2] ما تحدثون بعدے بھی اونسے ارشاد کیا کرتے تھے کما فی
الموطا لامامہم مالک بن انس اور بناے خلافت سقیفہ انہین صحابہ ذوالاقتدار سے
کانہم خشب مسندہ کی غور و پرداخت سے قایم ہوئی ہی اور تابعین امیر معاویہ نے
برغم خاندان رسالت اور دربدر و خانہ بخانہ دائر و سائر ہونے اوس خلافت کے
جو حقیقۃً خلافت دنیویہ تھی امامت دینیہ و خلافت نبویہ سی بنصوص مخترعہ کے تبدیل
بدل کرلیا ورنہ یوم سقیفہ سے الی یومنا ہذا ثابت نہین کہ کسی نے صحابہ ذوی الوجوہ

---

[1] امامہم بخاری نے جو عبداللہ بن ابی سلول کے بارہ مین لکھا ہی کہ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ابن ابی سلول کو آپ حکم قتل کا بسبب اوسکی نفاق کے فرمادیجئے تو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کیونکر حکم دیا جاے جبکہ لوگ کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین + [2] مین نہین جانتا ہون کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے ۔ [3] گویا کہ وہ لوگ گھڑی ہوئی لکڑیان خوبصورت ہین ۔

نے کسی آیہ قرآنی کو فضائل خلیفہ اور نصوص اجماع سقیفہ مین نقل کیا ہو اور اوس راوی ناقل
نے قبل سال جماعت کے بلا فیض بیعت امیر معاویہ کے وفات پائی ہو نہ یوم سقیفہ کوئی حدیث
کوئی خبر کوئی قول بمقابلہ انصار خصوصًا سعد بن عبادہ مدعی خلافت کی شان عالی عتیقی
مین براہ مفاخرت دنیوی و قومی یا حجت دینی و شرعی کے پڑہا گیا جس سے استحقاق خلافت
عتیقی اور کم از کم فضائل ہو بقہ اونکے کچہہ نہ کچہہ ثابت ہو سکتے بہر نوع مسلک قوی ہی
اہل سنۃ اربعین کا اسپر ہی مستحکم ہو گیا کہ بعد رسول خلیفہ مقبول اور افضل صحابہ عدل و
حضرت ابوبکر ہی ہین اور خلفا بنی امیہ و بنی عباس کی خلافتون نے جو سنوال سقیفہ
پر ہی قرنًا بعد قرن و دہرًا بعد دہر منسوج ہوا کین اوسکو برغم عترت رسالت زیادہ قوی
کردیا جسے کہ شروع عہد امیر معاویہ سے ہی قسم قسم کے فاقد الاستحقاق وانحطاط مدارج جناب
امیر علیہ السلام کے بذکر سب و شتم و اظہار و اعلان احادیث فضائل موضوعہ و مناقب
مخترعہ اصحاب ثلاثہ تعلیم اطفال مین داخل کیگئی تہی تاکہ آیندہ نسلین دین حق کی تعلیم
مین فضائل مفتعلہ لاحقیقۃ لہا بحق اصحاب ثلاثہ کو اور خطبون مین سب و شتم اہلبیت
مصطفے صلعم کو دیکھکر خوگرفتہ اوسی مسلک کے ہوجاوین فمن شاء ان یطلع علی تلک
القصص مفصلا فعلیہ ان یرجع الی کتاب الاحداث لابی الحسن وہو المداینی والی الجزو
الحادی عشر من شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید المعتزلی اب مختصرًا وجوہ عقیدت فرقہ
اثنا عشریہ کے درباب تمسک کرنے امر خلافت و دین رسالت مین ائمہ عترت سے
بیان کیجاتی ہین کہ خداوند عزوجل نے اونکو آیہ مباہلہ مین نفس پیغمبر اور اولاد پیغمبر کہا ہے

اور اونکی مودت کو امت پر آیہ مودت مین واجب کیا ہی اور آیہ اطیعوا اللہ مین انکو
اولی الامر فرمایا ہی اور امت پر اونکی اطاعت کو مقترن باطاعت نبی واجب گردانا ہی
کما فی کتاب الاربعین لجمال الدین صاحب روضۃ الاحباب اور آیہ انما ولیکم اللہ
مین اونکی ولایت کو اپنی ولایت اور اپنے نبی کی ولایت کے بعد بنا بر ترتیب مدارج
کے حالی فرمایا ہی تاکہ رعایا و برایا کو خلیفہ نبی و امام دینی کی شناخت اسی ترتیب سے ہوجاے
اور بعد اعلام قصہ ابراہیم علیہ السلام فی قولہ لا ینال عہدی الظلمین کے آیہ تطہیر مین
اہلبیت کی عصمت و طہارت کو بھی واسطے تمیز و تخصیص حاصل ہوجانے ائمہ دین
و خلفا ختم المرسلین کے ظاہر فرمادیا ہی تاکہ مسلمین و مومنین امامت کو عہد ظالمین نہ
سمجھ لین اور خاصۃً عہد رب العالمین جانکر خلافت کبری و امامت عظمی کو من عند اللہ
ہونا باور کرین اور عوام الناس کی دست درازی بیعت اور امرا کی خلافت کو
بمصداق آیہ لیس لک من الامر شئی کے امور دینیہ سے بغایت اقصی متجاوز جانین
اور یہ عہد امامت مخصوص بآل عصمت دیکھ کر حق امامت ذریت رسالت کا ہی
منحصر او محدود اچھی طرح سمجھ لین کہ سواے اہلبیت نبوت کے عام یا خاص گروہ امت کی
طہارت و عصمت کسی آیہ مین نازل نہین ہوئی اور امامت مستلزم عصمت کو ہے
کما ھی مذکورۃ فی مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مصرحا و مدللا
فمن شاء ان یطلع علی کتاب الامامۃ مع شرائطھا و نصوصھا فلیرجع الیہ
لان جامع المباحث کلھا مع موجبات الخلافۃ لعلی و سوالب الحق عن

[illegible]

۲۷ نہین ہی تیرے لئے اے پیغمبر کسی امر مین کوئی شے یعنے اختیار کسی امر مین نہین

ابی بکر مفصلاً پس یہ اسلام دین خیر الانام (جو من عند اللہ الاحد الواحد الوحید المنفرد المنعام ہی اور بمصداق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے) قطعاً اختلافات سے مبرا تھا مگر اہل اسلام نے بوجہ ذیل خلافت کے اُسکو بہت ہی مکدر کر دیا ہی حالانکہ باہمی فیصلہ اس اختلاف مقتدیئن صحابہ و معتقدین ذریت طاہرہ کا حدیث ثقلین اور اخبار کثیرہ حوض نے فرما دیا ہی کہ صحابہ حضرات کو حوض سے ارتداد قہقری نصیب ہوگا اور ذریت پیغمبر بموافقت قرآن کے حوض کوثر پر یقیناً فایز ہونگے مگر اس قول فصیل پر ایک فریق نے رضامندی نہین فرمائی اور فیصلہ اختلاف کا بزور شمشیر اور خونریزی طرف مقابل کے بنا بر فتوے نفس امارہ خود رائی سے کر لیا گیا اور اسیوجہ سے شرائط امامت مین قہر و غلبہ و استیلا مقرر کیا گیا ہے تاکہ جواز قہر کے صورت ہوجاوے لاکن یہ ظلم و غلبہ کب اطفار نور اللہ کر سکتا ہے ظہور مخالفت مذہب جماعت صحابہ کا بوجود اہلحق کے ہر زمانہ مین ہوتا رہا ہر چند جبروت بنی امیہ و بنی عباس مین پے درپے شیعہ قتل ہوا کئے اور ہمیشہ مضروب و منکوب کئے گئے لاکن صمیم قلب سے کبھی امر حق کو فرقہ شیعہ نے زائل نہین کیا اور اور بالاستقلال مخالف ہے رہتے کہ باہمی اختلاف فریقین نے اسقدر طوالت کھینچی کہ اسلام مین مسئلہ خلافت عظمی و زعامت کبری کو مبدر فسادات و اعظم اختلافات و رأس النزاعات کر دیا گیا صاحب ملل نے لکھا ہی الخلاف الخامس فی الخلافة و اعظم

۱؎ یعنے پانچواں خلاف صحابہ کا امر امامت مین ہوا اور یہ خلاف بین الامة اعظم ہی دیگر مختلفات سے

الخلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمان اور اس نزاع اور خصومت نے جس طرح سابق مین تفرقہ قایم رکھا اسی طرح تعلیم یافتگان مدرسہ امیر معاویہ اور درس کنندگان خطبا بنی امیہ کا شیوہ الی الآن کما کان دیکھا جاتا ہی اور وہ ثابت کرنیوالا اُسی تفرقہ صحابہ و عترت خیر الوریٰ کا ہی جو صدر مین مذکور ہوا کہ گروہ اہلسنت تابع ومنقاد معاشر صحابہ کے ہین اور ائمہ اہلبیت کی امامت وخلافت کے قائل نہین اور گروہ شیعہ معتقد امامت ونیابت ووصایت امیر المومنین اور اونکی ذُرّیت طیبین کے ہین اور صحابہ منحرفین کو بزرگان دین نہین جانتے اور ظہور تفرقہ عنی ثبوت تمسک فرقہ شیعہ کا ساتھ ائمہ طاہرین کے اور ترک اعتصام اہلسنت کا حضرات ائمہ موصوفین سے طرح طرح کے اعتراض کرنے سے فرقہ اہلسنت والجماعت کے مخاطباً گروہ شیعہ نشان ائمہ طاہرہ کیے ہوتا اگر اہلسنت ائمہ عترت طاہرہ کو اپنے پیشواے دین جانتے اور فرقہ شیعہ کا انتساب حقیقۃً ساتھ اہل بیت طاہرین کے نہوتا تو یہ گروہ امیر معاویہ شاہی ہرگز قسم قسم کے اعتراض اونحضرات عصمت درجات پر وارد نکرتے بلکہ وہ اعتراض اونکی زبان پر ہی جاری نہوتے نہ وہ فرقہ شیعہ کو اون اعتراضات مین مخاطب فرماتے یہانپر از جملہ معترضات اہلسنت کے امر بیعت وخلافت کو بیان کیا جاتا ہی جو ان مطاعن مین بعض وہ اعتراضات ہین کہ اونکے جواب دینے کے مخصوص فرقہ شیعہ تنہا نہین بلکہ ہر مسلمان جو دین محمدی سے بہرہ مند ہی مجیب اونکا ہوتا اس ایراد مخصوص کی فقط

اسوجہ سے کہ اسلام مین قاعدہ دینیہ پر سبھی تیغ نہین کھینچی مثل اوسکی کہ جو ہر زمان مین بوجہ نزاع امامت کے کھینچی جاتی

گروہ شیعہ ہی مخاطب نہ کیے جاتے بلکہ سادات اثنا عشری بجرم مودت ذوی القربیٰ رسولخدا کی آپ کی آل ہونے سے خارج نہ گردانی جاتی اور اراذل امت برسوخ محبت حضرات ثلاثہ کی آل محمدؐ نہ کہی جاتی کما یاتی بیانہ اب ہم مطاعن اہم دربارہ بیعت وخلافت اتم وارد کردہ سواد اعظم کو (جو بشان امیر اہم وجناب سنین عصمت تشیم کے پیش کیا کرتے ہیں اور جنکی تعظیم بھی بدلیل ویجب تعظیم الصحابہ کلہم علاوہ وجوب منصوص قرآنی واحکام محکمہ رسول یزدانی امت پر واجب ولازم ہے اور استخفاف اونکا کفر ہے) حیز تحریر میں لاتے ہیں جو محصل ایراد یہ ہے کہ تقرر خلافت میں مذہب جناب امیر المومنین علے بن ابی طالب کا بنا بر اجماع امت کے تھا او رجہانتک کہ کتب اخبار وسیر سے دریافت ہوتا ہے آپنے دعوی خلافت کا بنا بر استحقاق ذاتی وقرابت واخوت پیغمبر خدا کے فرمایا ہے نہ برطبق نص بالخصوص قرآنی واستخلاف رسول سبحانی کے چنانچہ آپ کے اقوال واحتجاجات وکلمات بلاغت آیات سے ثبوت اسکا بخوبی ہوتا ہے اور بعد رفع نزاع آپ کی رضامندی وحسن معاشرت با خلفاء وقت باحسن وجہ ثابت ومتحقق ہے قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم کما احتججتم علی الانصار یعنے میں احتجاج کرتا ہوں تم اہل سقیفہ پر امر خلافت میں جیسا کہ تمنے احتجاج انصار سے بقرابت پیغمبر خدا کی ہے اور ابوبکر صدیق نے سقیفہ میں بروایت تاریخ محب طبری وغیرہ کے بقولہ نحن[1] اوسط العرب وذو رحم واقاربہ کے استحقاق اپنا امر خلافت میں بوجہ نص نہونے کے ظاہر فرمایا تھا پس جناب امیر اسی حجت پر کہ انا احتج علیکم

[1] ہم اشرف عرب ہیں اور صاحب رحم و اقارب آنحضرت ہیں

کما احتججتم علی الانصار قناعت نہ فرماتے بلکہ بحالت وقوع استخلاف کے بروقت
محاجہ لامحالہ آنحضرت ولایت منزلت نص استخلاف کو پیش فرماتے اور دوسرا قول آنحضرت کا
شکایت قریش مین فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی
حقی واغتصبونی سلطان ابن عمی اور چوتھا قول ان اللّٰہ عزوجل لما قبض
نبیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ قلنا نحن اہل بیتہ وعصبتہ وذریتہ واولیاءہ
واحق الخلق بہ لا ینازع حقہ وسلطانہ فینا الخ پانچوان قول اللّٰہم استعدیک
علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا
علی منازعتی امرا ہو لی کتب فریقین مین منقول ہے پس اس مجموع کلام ہدایت انضمام
امام علیہ السلام سے دعوے خلافت کا بربنا حق قرابت وشکایت غصب حق کی
جو منافی نصب امام من عند اللہ کی ہے بخوبی ثابت ہے اگر حق خلافت آپکا منصوص

ہوا جنکا حاصل ترجمہ یہہ ہوا کہ قریش نے مجھے میرے حق سے ممنوع رکھا اور امر خلافت میرا غصب
کرلیا اور مجھے میرے حق مین مظلوم کیا اور سلطان ابن عم میرے کو غصب کیا۔ اور جب پیغمبر خدا کی
خداوند تعالے نے روح قبض فرمائی تو ہمنے کہا کہ ہم اونکے اہل بیت اور اونکے عصبہ اور اونکی ذریت
اور اونکے وارث اور زیادہ حق دار خلق اللہ سے اونکے ساتھ ہین ہم سے اونکے حق وسلطان مین کوئی
منازعت نہ کریگا اور فرمایا کہ بار خدایا مین تجھ سے نصرت طلب کرتا ہون قریش پر اور اُن لوگون پر
کہ جنہون نے قریش کی میری مخالفت پر اعانت کی ہے کہ اونہون نے میرے رحم کو قطع کردیا اور
بزرگی منزلت کو میری گھٹا دیا اور مجھسے منازعت کرنے پر اوس امر مین اتفاق کیا جو وہ میرا حق تھا۔

من عند اللہ ہوتا غصب ہوتا نہ فرماتے چھٹا قول آپکا زمانہ شوریٰ کا ہی جو فرمایا ہی
انَّ[1] لنا حقًّا اِن نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الاِبِل وان طال
السریٰ ساتوان قول آنحضرت کا ہر چند تناقض و تنافی قول ان نعطہ ناخذہ
کے ہے بلکہ عمومًا منافی دعوی خلافت کے ہی کہ خلافت عقیقیہ اور مجلس شوریٰ مین
آپنے دعوی فرمایا اور جب لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی
پیش کی تو کیسے الفاظ سے ابرام کیا ہی کہ جسمو ہم عدم استحقاق خلافت ہین لاکن باابن
ہمہ تناقض کے یہ کلام بہی مفید و متحد المعنے منصوص من عند اللہ نہونے خلافت
مین ضرور ہی کہ بعد قتل عثمان غنی کے بجواب استدعائے بیعت کرنے اہل الحل والعقد
کے آپنے بیعت لینے اور خلافت عامہ سے اکراہ فرماکر ارشاد کیا کہ دعونی والتمسوا
غیرے الی قولہ وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلّی اسمعکم واطوعکم لمن ولّیتموہ
وانا لکم وزیرًا خیرٌ لکم منّی امیرًا انتہے ہذا کلہا فی نہج البلاغۃ و شروحہم تو ان تمامتر

[1] یعنے خلافت ہمارا حق ہی اگر ہمکو عطا کیا جاوے (یعنے تصرف امور رعایا مین ہمین مداخلت کرنے دین) تو ہم اسکو
قبول کرین گے اور اگر ہمکو باز رکہین اس حق سے تو ہم اونٹ کی پچھلی بیٹھک پر سوار ہونے والے ہین اگرچہ طوالت سیر مین
ہووے انتہے [2] مجھے اور بیعت خلافت کے لئے تکلیف مدو اور میرے غیر سے درخواست بیعت لینے کی
کرو حتے کہ آپنے فرمایا۔ اور اگر مجھے ترک کردو گے خلافت سے تو مین مثل تمہاری احاد الناس
کے رہونگا اور جمیع مثل تمہاری اوس خلیفہ کی اطاعت واجب ہو گی جسکو کہ تم مقرر او متولی اور والی
کرو گی۔ اور مین تمہارے لئے بحالت وزیر ہونے کے بہتر ہون اوس سے کہ مین تمہارے لئے بحالت امیر ہونے کے رہون

دعوی وشکایت وبعد ازان اس کراہت سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ولایت مرتبت
قبل از بیعت وبعد از قتل خلیفہ ثالث کے کسی منصب پر من جانب اللہ والرسول
مقرر نہین ہوئے تھے اور یہان پر اجنبا یہ ہے کہ جب صحابہ نے آپکو خلیفہ کرنا بمصلح
عدیدہ نہ چاہا او سوقت تو آپنے خلافت کی خواہش فرمائی حتے کہ ایک خطبہ نہج البلاغۃ
سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی طلب خلافت کے اہتمام بلیغ فرمانے پر بعض صحابہ نے
حریص علی الخلافہ کہا اور جب صحابہ نے بعد قتل عثمان آپکو خلیفہ کرنا چاہا تو آپنے بیجہ
کراہتین فرمائین جو آخر کلام مین مذکور ہوا اور آٹھوان وہ کلام محبت التیام ہی کہ جب
بعد از کراہت و انکار آپنے خلافت قبول فرمالی اور امیر معاویہ نے آپ کی خلافت سے
انحراف فرمایا تو ایک نامہ مین آپنے معاویہ کو بدین عبارت تحریر فرمایا[1] اما بعد فان
بیعتی یا معاویۃ لزمتك وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر
وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب
ان یردوانما الشوری للمهاجرین فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان
ذلك رضی فان خرج منهم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ملخرج منہ فان ابی
قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین الخ مانقلہ الشیخ محمد عبدہ المصری فی شرحہ علی نہج البلاغۃ
وھو خلاف مانقلہ عبد الحمید المعتزلی بھر نہج جناب امیر خلافت اجماعی کو حجت

[1] یعنے ہر آئینہ بیعت میری تجھ پر اے معاویہ لازم ہوگی اگرچہ تو ملک شام مین ہی اسلیئے کہ اوس قوم نے میری بیعت
کی ہی جنھون نے ابوبکر او عمر اور عثمان کی بیعت کی تہی پس مرد حاضر کو حق نہین ہی بعد اوسکے کہ جو وہ خود نحتا ہی کرے

شرعی جانتے تھے اور یہی مذہب دیگر ائمہ طاہرین از امام زین العابدین تا امام آخر
رہا ہی کہ ہر امام نے خلیفۂ وقت کی بیعت اختیار فرمائی ہی اور امام حسن مجتبی سبط اکبر
رسولخدا صلعم کا مذہب بھی اونکی سیرت اور اثر سے موافق اجماع امت کے پایا جاتا
اگر وہ حضرت خلافت من عند اللہ تجویز فرماتے تو امیر معاویہ کو خلافت حوالہ نکرتے
چنانچہ آپنے باوجود اپنی خلافت محققہ کے امیر معاویہ سے باوصف کثرت لشکر کے مصالحت
فرماکر اونسے بیعت کرلی اور اپنی کو خلافت سے خُلع فرمالیا اور اگر ہر غیر مقید شخص و طاغی
کی بیعت کو ناجائز جانتے یا خلافت کو محدود اہلبیت مین ہی سمجھتے تو یہ نفرماتے
ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ بلکہ آپ کی اس سیرت سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ خلافت حق مختص اقارب نبی کا ہی نہین بلکہ صاحب شوکت خلیفۃ المسلمین
ہوسکتا ہی اگرچہ قرابت مین رسولخدا سے ابعد ہووے مثل امیر معاویہ کی پس
یہ سیرت منافی حجت انا احتج علیکم کما احتجتم علی الانصار کے ہی جو خصوص
اس بارہ مین مابین مذہب علی مرتضی و حسن مجتبی کے فرق بین پایا گیا اس لئے کہ جناب

ص اور شخص غائب مجاز نہین کہ جو انکار اوس سے کرے اور اجماع اور شوری کرنا خاصۂ حق اور منصب
مہاجرین و انصار کا ہے پس یہ لوگ اگر کسی شخص کے واسطے خلافت پر اجماع کرلین اور اوسکو امام گردان
لین اوس مین باہمی رضامندی ہو اگر کوئی خارجی اوس شوری سے خارج ہوکے وطعنہ زنی کے ساتھہ [illegible]
اوس ما[illegible] علیہ سے اس شخص کو بازلانا چاہے اور اگر انکار کرے تو قتال اوس سے کرو کہ اوس نے اتباع خلاف سبیل مومنین کا اختیار
[illegible] اہلبیت مین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ جس کی گردن مین بیعت خلیفہ طاغی از جہ گذرنده بے قید و نامقید کی نہ

اس بارہ مین مابین مذہب علیؑ مرتضی وحسن مجتبی کے فرق مین پایا گیا اس لئے کہ جناب امیرؑ
نے بمقابلہ ابوبکر عتیق کے قریب تر ہونے قرابت مین پیغمبر خدا سے اپنی خلافت کیلئے احتجاج
فرمائی اور جناب امام حسن نے اوس کو غیر بنی ہاشم مین معاویہ کے حوالہ ومفوض فرمادیا اور
امام حسین علیہ السلام نے دونون حضرات معصومین اپنے پدر عالی قدر اور برادر بجان برابر
کے مذہب اور سیرت سے اختلاف فرمایا اور بیعت یزید خلیفہ مجمع علیہ کو باوصف نازل
ہونے جبال مصائب کے جسکو زمانہ جانتا ہی کسی طرح اختیار نکیا بلکہ فرمایا لقد سمعت
جدی یقول الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان وکیف ابایع اهل بیت قد قال
فیهم رسول الله هذا - ہذا فی جلاء العیون اور بروایتے یہہ بھی فرمایا کہ خدا نے ہمسے نبوت
وخلافت کو کشادہ فرمایا ہی اور ہم پر ہی خلافت وامامت کو ختم کریگا اور یزید ایک مرد
فاسق اور شرابخوار ہی اور لوگون کو ناحق قتل کرتا ہی اور قسم قسم کے فسوق ومعاصی کا مرتکب
ہوتا ہی مجھہ ایسا اوس ایسے فاسق سے ہرگز بیعت نہین کرسکتا ہذا ایضاً فی جلاء العیون
اور یہ حدیث اور یہ ارشاد امام حسینؑ منافی ومتناقض ہے حدیث ما منا احد الا
جو امام حسنؑ نے فرمائی تھی اور امام حسینؑ نے نہ محض تباین سیرت پدر عالی مقدار
وبرادر بزرگوار پر ہے اکتفا فرمایا بلکہ دیدہ ودانستہ خلاف ظاہر معنے آیہ ولا تلقوا بایدیکم
الی التهلکہ کے جو عند الشیعہ رخصت تقیہ مین ہے خروج علی الخلیفہ کو باوجود قلت

---

۱ یعنی ہر آئینہ مین نے اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہی مین کیونکر اوس گھرانے
کے خلیفہ سے بیعت کرون جنکے حق مین سو خدا نے ایسا ارشاد کیا ہی ۲ مت ڈالو ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین ⁂

انصار و کثرت گروہ اشرار کے اختیار فرمایا حالانکہ جہاد مین وجود اعوان کی تعداد
نصف عدد مخالفین کے شرط ہے بحکم محکم الآن خَفَّفَ اللّٰہُ عَنکُم وَعَلِمَ اَنَّ فِیکُم
ضَعفًا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا
الفین باذن اللّٰہِ اور امام حسینؑ اس جہاد و محاربت مین مجبور نہین تھے بلکہ اس خروج
مین خیر خواہون نے بہت کچھ عرض مصلحت کر کے مَامَنِ حفظان مال و جان کی طرف
توجہ دلائی مگر آپ نے اسکو قبول نہین فرمایا چنانچہ اس مقام پر مختصراً مواقع عدیدہ جو
مَامَنِ مال و جان تھے نقل کیجاتے ہین کہ جب دوسرا فرمان یزید رأس الطغیان
کا عامل مدینہ کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ جو میری بیعت سے انکار کرے اوسکا سر
کاٹ کر بہت جلد میرے پاس بھیجدے تو امام حسینؑ نے مدینۂ طیبہ سے مہاجرت
اختیار فرما کر مکہ معظمہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا کہ وہ مقام مصداق
آیہ کریمہ وَمَن دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا کے مَامَنِ مومنین رہا ہے اور ہے مگر اوس مَامَنِ ایمان نے
اوس جگہ بھی اقامت نفرمائی ہرچند کہ محمد حنفیہ اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ
بن جعفر نے ترک عزم عراق و قیام حریم حرم آفاق پر اصرار کیا اور تین روز قبل روانگی
اون حضرت کے زرارہ بن صالح وغیرہ نے کو الُفت قلبی اہل کوفہ سے خبر سنائی کہ اَنَّ
قلوبہم مَعَکَ وسیوفہم علیک اور محمد حنفیہ نے عرض کیا تھا کہ یَا اَخِی اِنَّ

ع‍ ۱ اب اللہ نے تپر سے تخفیف فرمائی اور اب جانا اللہ نے کہ ہر آئنہ تم مین ضعف ہے پس اگر تم مین سو مجاہد ثابت قدم ہو
تو وہ دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم مین ایکہزار مجاہد ثابت قدم ہون تو دو ہزار پر غالب ہونگے خدا کے حکم سے
ع‍ ۲ کوفیون کے قلب آپکے ساتھ ہین اور تلواین اونکی آپکے قتل پر تیار ہین۔ ع‍ ۳ یعنے اے برادر عالی قدر

ع‍ ۵ جائے امن

اہل الکوفۃ قد عرفت غدرہم بابیک واخیک وقد خفت[1] ان یکون
حالک کحال من مضی فان رأیت ان تقیم فانک اعز بالحرم اور آن حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ قد خفت[2] ان یقتلنی یزید بن معاویۃ بالحرم فاکون الذی
یستباح بہ حرمۃ ہذا البیت محمد حنفیہ نے پھر عرض کیا فان[3] خفت ذلک فسر
الی الیمن او بعض نواحی البر فانک امنع الناس بہ ولا یقدر علیک احد مگر اس
عرض مصلحت ابن حنفیہ کو بھی آپنے کسیطرح قبول نہین فرمایا اور سفر عراق اختیار
کیا یہانتک کہ شروع منازل مین عبداللہ بن جعفر طیار نے عامل مدینہ سے ایک امان
نامہ بھی لکھوا کر اوسکے بہائی یحیی کے معرفت امام حسین کے پاس بھجوایا لاکن حضرت نے
اس امان نامہ پر بھی بلحاظ اپنے مرکوز خاطر الہام مآثر کے جسکی وجہ سے کوئی نصیحت
آپنے خیر اندیشون کی پذیرا نہین فرمائی کچھہ التفات نفرمایا جو بہ عدم قبولیت مخالف
حفظ النفوس و مبا عد حفظ ناموس کی ہوئی اور اثنا راہ مین فرزدق شاعر نے خبر
زرارہ کی سوافق عرض کی کہ قلوب الناس معک واسیافہم علیک اور منزل
ثعلبیہ مین ابو ہرہ الازدی اور عبداللہ ابن سلیمان اور منذر ابن مشمعل سے حال

---

[1] آپ جانتے ہین اہل کوفہ کے غدر و بیوفائی کو کہ جو آپکے پدر بزرگوار و برادر عالیمقدار کے ساتھہ کر چکے ہین اور مین خوف کرتا ہون کہ آپکا وہی حال ہو جو ان کا ہوا پس اگر آپ مناسب خیال فرماوین تو یہان حرم مین ہی مقیم رہین کیونکہ آپ حرم کی بہت لائق ہین

[2] فرمایا کہ مین خوف کرتا ہون کہ حرم مین تابعین یزید مجھے قتل کرین اور میرا قتل موجب بیحرمتی حرم کا ہو اور اباحت حرمت الحرم کا جانو

[3] کہا کہ اگر یہ خوف ہی تو آپ یمن یا دیگر نواح آبادانی کو تشریف لیجائین کہ وہان پناہ ملے اور کوئی آپ کی ایذا رسانی پر قادر نہو

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل و حضرت ہانی کی خبر در داثر معلوم ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون و غمناک ہوکر پیش روی کو ہی مسلم رکھا اور کچھ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص و واپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ فمن[1] احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذوا یمینًا وشمالًا حتے بقی فی اصحابہ الذین جاءوا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم کا تھا کہ فان[2] وجدت اعوانًا فبادر الیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف یدک واحقن دمک حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے قصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر و نیزرون مین بوجہ تنہائی و عذر شرعی و لحاظ حفظ نفوس و تحفظ ناموس تشریف نہ لیجاتے کہ شرعًا و عقلًا حذر کرنا مہالک سے واجب تھا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد و مصائب بے حد کے وارد کربلاے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے بھر گیا اوسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

[1] فرمایا کہ جو شخص تم مین سے واپس چلے جانا دوست رکھے پس چاہیے کہ وہ چلاجاوے اوسپر ملامت نہین ہے پسنکر لشکر کے لوگ منتشر ہوکر داہین بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آے تھے باقی رہ گئے۔

[2] پس اگر اعوان میسر آوین تو مبادرت کر اونکی طرف اور اونپر جہاد کر اور اگر اعوان نپاوے تو پس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو نگاہ رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہووے۔ کمافی الاحتجاج للطبرسی ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین یہ ژاژ خائی کی کہ ما ندری ماتقول ولکن انزل علی حکم من نبی عمک فانہم لن یریدوا بک الا ما تحب[۱]

امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرمارہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل وتاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا الا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید[۲] تاآنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب ازبسکہ مختلف رہا ہی تاہم امام حسین علیہ السلام بھی خلافت کا تحقق ہونا بربنا بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ[۳] فلیس علیہ ذمام اسپر شاہد ہی اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہو سکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان وامامزادگان کا مذہب بھی بنا بر اجماع امت کے تھا اور امام تقرر ونصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

---

[۱] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپکو اپنی بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے[۳] یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے۔

[۲] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل لوگونکی بیعت کیلئے نہ دونگا اور اقرار تم سے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

دمحمد وابراہیم کے دعوے خلافت اور خروج نفرماتے اور ائمہ طاہرین کو بوجہ اونکے خمول اور عدم خروج وعدم تسلط امام نہین جانتے تھے ورنہ اونکی سعایت خلفاے وقت سے بجالت اعتقاد اونکی امامت کے ہرگز نہ کرتے جس سے معلوم ہوا کہ امام زادگان اہلبیت کا مذہب بہی خلافت مین من عند اللہ ہونے کا نہین تھا اور جو سادات اونکے مخالف مذہب ہین وہ بمفہوم حدیث من سلک علی سنتی فھو من آلی کے حق سیادت نہین رکھتے ہین کیونکہ سالک سنت آل حضرت رسالت ہی اور جو سالک سنت نہین وہ پیغمبرؐ کی آل نہونا چاہئے اور سنت پیغمبر امر خلافت مین بنا بر مذہب اہلسنت کے جیسا کہ مفصل بیان کیا باجماع امت ہی نہ اوسکا من عند اللہ ہونا۔

اقول وبہ نستعین ہر ذی فہم وشایق علم پر مخفی نہین ہی کہ شبہ وارد کرنا سہل ہی لاکن جواب اوسکا از بس مشکل اور رفع شبہ تو بلا تائید خداوند عزوجل محال لا انحل ہی مگر الحمد للہ کہ مادہ جواب بالاستیعاب ان شبہات سراسر ارتیاب کا کتاب لاجواب مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مین مولف حقیر وعجیب سراپا تقصیر نے حسب ضرورت مقامات کتاب مستطاب کے بتائید رب الارباب پہلے ہی قلمبند کر دیا لہذا اوسی کے مطالب سے مستنبط کر کے جواب شبہات مذکورہ پانچ باب مین اور چوتھا باب پانچ فصلون پر مرتب کر کے ابتداے جواب کے کلام لطیف ہی کہیجاتی ہی وباللہ التوفیق وہو خیر الرفیق **اول** جواب اجمالی واسطے اطمینان اہل ایقان کے یہ ہے

۱؎ جس شخص نے میرے طریقہ پر سلوک کیا پس وہ میری آل سے ہے۔

کہ سلسلہ قرب و قرابت ائمہ اہلبیت کا بحضرت رب وحید و رسول مجید دونون طرف
بنص قرآن و حدیث ملتا ہی بلکہ ثابت ہے بدین نہج کہ خدا وند احد تو لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفواً احد ہی اس لئے اوسکے کلام سے جو قرب و قرابت منص حدیث ثقلین کے
متحتم ہی وہ عین قرب باری ہی اور زیادہ اوس قرابت قریبہ سے ہی جو بین الناس جاری
و ساری ہی اور قرابت فی النسل و قرب فی الاصل رسول اجل سے محتاج شہود نہین
مگر انتہا قرب مدارج کو نقل کیا جاتا ہی قال اللہ تعالے الذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم
بایمان الحقنا بہم ذریاتہم اسکی تفسیر مین ابن عمر نے فرمایا فـفاطمۃ مع رسول
اللہ فی درجتہ و علیؑ معہما کما فی مودۃ القربیٰ اور صاحب مرقات نے شرح حدیث
سنن ابو داؤد مین از ابن عمر قال کنا نقول فی زمن النبی صلعم لا نعدل بابی بکر ثم عمر ثم
عثمان ثم نترک اصحاب النبی ﷺ بہ افادہ فرمایا ہی و نقل ہذا التفاضل بین الاصحاب
واما اہل البیت فہم اخص منہم وحکمہم یغایرہم فلا یرد عدم ذکر علیؑ والحسنؑ
والحسینؑ اور اسی مضمون کی ایک حدیث علی الہمدانی نے ابن عمر اور ایک قول امام احمد
کا مودۃ القربیٰ مین نقل فرمایا ہی کہ جو باہم متحد المعنے ہی اور ملخص اونکا یہ ہی کہ علی من اہل البیت
لا یقاس احد بہ مع رسول اللہ صلعم و فی درجتہ الخ اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے

۱ وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اونکی ذریت نے پیروی اونکی ایمان لانے مین کی ہمنے اونکی ذریت کو اونہین سے ملحق کر دیا ۲ پس فاطمہ ساتھ پیغمبر خدا کے
اونکے درجہ مین ہے اور علی اون دونو کیساتھ مین ہے ۳ شاید کہ یہ تفاضل اور باہمی تفضیل مابین اصحاب کے کہی جاتی تہی لاکن اہل بیت پیغمبر
صحابہ سے اخص ہین حکم اونکا امر فضیلت مین مغایر حکم صحابہ کو ہے پس تفضیل صحابہ مین ذکر نہ کرنا اہلبیت کا موجب طعن نہین ہو سکتا ہو ۴
علی اہلبیت مین سے ہین کوئی اونکے ساتھ فضیلت مین قیاس نہین کیا جاتا ہی کہ وہ درجہ پیغمبر مین ہین ۵

ان اللہ تعالیٰ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابیطالب[1]

جو بعد تحقیق و تفسیر یکے باد یگرے قرآن و حدیث کے یہ ثابت ہوا کہ ائمہ اہلبیت مدارج حضرت نبوت و رسالت کے وارث اور سہیم ہیں اور رسولخدا سے ملتحق ہیں پس اونکی سیرت بعینہ سنت حضرت رسالت ہی ورنہ الحاق فی المدارج نہ ہوگا وہو خلف اس لئے کہ حضرات ائمہ کی عصمت بعد از وحدانیت رب العزت و نبوت حضرت رسالت کے مسلم و متحتم ہے پس کوئی فعل کوئی قول ائمہ معصومین کا منافی احکام شریعت و متناقض باہمدگر صادر نہیں ہو سکتا نہ محظور ہو سکتا ہی رسولخدا نے تفسیر میں آیہ تطہیر کی جو عصمت آل عبا و ذریت خیر الوراہیں منصوص ہی حدیث انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون[2] کو فرمایا ہے کما رواہ العلامۃ المحدث ابراہیم الحموینی فی فرائد السمطین وعلی الہمدانی فی مودۃ القربی اور تفسیر آیہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا[3] میں تبیینیہ نبوی بھی واجب الاعتقاد و لازم ہے معنی آیہ ہدایت بنیاد ہے کہ علی مع القران والقران مع علی[4] کما فی الصواعق المحرقۃ بلکہ حدیث ثقلین مخبر صحیح ہی کہ حکم ثقلین کا واحد ہے

---

[1] بیشک اللہ نے ذریت ہر نبی کو اوسکے صلب میں گردانا اور میری ذریت کو علی بن ابی طالب کے صلب میں گردانا ہی

[2] میں اور علی و حسنین اور نو اولاد حسین کی مطہر و معصوم ہیں۔

[3] اگر قرآن غیر اللہ کیطرف سے ہوتا تو اوس میں اختلاف بہت ہوتا۔ [4] علی ساتھہ قرآن کے ہی اور قرآن ساتھہ علی کے ہے یعنے علی کا فرمانا مطابق حکم قرآن کے اور حکم قرآن کا موافق حکم علی کے ہے

لن یفترقا حتےٰ یردا علےٰ الحوض باین معنی کہ وہ دونون مختلف ومفترق کبھی نہونگے
یہانتک کہ وہ دونون بحالت واحدہ حوض کوثر پر نبیؐ سے ملاقی ہون چونکہ قرآن مین
اختلاف نہین اور قرآن اور اہلبیت مین بنص نبوی افتراق نہین لہذا باہم اہلبیتؑ کے
بھی تباین ممکن نہین ہی نہ مذہب ائمہ اہلبیت کا خلاف قرآن کے ہوسکتا ہی ورنہ افتراق
لازم آئیگا جو بنص نبوی منفی ہی پس جو شخص آنحضرات معصومین کے مذہب وسیرت وآثر مین
مشتبہ ہووے اُسکو باور کرنا چاہیے کہ وہ مثل شخص احول کے ہی کہ قوت مدرکہ احول کی
جسطرح کجی نظر کی سبب ایک کو دو علی الاعیان سمجھ لیتی ہی اسیطرح کے شبہات واردہ بشان
ائمہ معصومین ہین کہ حقیقت مین لاوجود تھا ہین اور ظاہر دیکھنے مین مجسم نظر آتے ہین۔ دوم۔
جواب تفصیلی واسطے رفع اوہام ودفع مطاعن انام کالانعام کے ذیل ابواب مین مذکور ہونگے

پہلا باب

دفع دخل عامۃ الورود مین ہے کہ جو حقیقۃً کل شبہات کا جواب تفصیلی بوجہ کلی ہی کہ معنی بیعت و
خلافت وامامت کا بیان اصل اصول جواب شافی تمامتر اعتراضات کا ہے جاننا چاہیے
کہ امامت لغت مین بمعنی پیشوائی کے امور دین مین ہین عام اس سے کہ دین حق ہو یا باطل
قال اللہ تعالےٰ فے الامامۃ الحقہ انی جاعلک[1] للناس اماما وقال وجعلنا[2] هم

[1] ہر آئینہ مین تجھے اے ابراہیم امام کرنے والا ہون [2] اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ ہدایت کرتے ہین وہ ساتھ
حکم ہمارے کے

الکفر انہم لا ایمان لہم اور آیہ وجعلنا ہم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لا ینصرون وارد ہین
ایمۂ یہدون بامرنا اور امامت دین باطل مین آیہ فقاتلوا ائمۃ[۱]

اور خلافت لغۃً بمعنے بادشاہی و جانشینی کے ہین کما فی القاموس اور یہ بھی منقسم[۲]
بریاست دینی و دنیوی کے ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مین بحق حضرت ہارون کے مقولہ
حضرت موسی کا وارد ہوا ہے اخلفنی فی قومی ولا تتبع سبیل المفسدین[۳]
اور بحق اہل اجماع گروہ سامری کے آیا ہی بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم[۴]
لہذا ریاست دینیہ مین امامت و خلافت مترادف المعنے ہین چونکہ ریاست دینیہ حاصل ہے
اطلاق اسکا منصب رسالت و وصایت انبیاء پر بھی صحیح ہی اسلئے تعریف جانشینی نبوی
یعنی نیابت الرسول بعدہ فی مقامہ متفق علیہ ہے اب یہ امر متنازع فیہ رہا کہ آیا نیابت
بلا تقرر منیب کے بھی باتفاق اہل الحل کے صحیح ہے یا نہین اس بحث کو یہاں پر بوجہ غیر مبحوث
عنہ ہونے کے فروگذاشت کیا جاتا ہی پس اس منصب ما بعد النبی کو امامت کبری و
خلافت عظمی کہتے ہین بناءً علیہ امام و خلیفہ انام بعد ہر نبی کے قایم مقام و متولی امور دین
ہین اور وارث علوم نبوی و مستحق حقوق انبیاء منیب و مستخلف کا یعنی اوس مستخلف کا
جسنے اوسے اپنا خلیفہ گردانا بحکم محکم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا کے و بحکم منصوص آیہ
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون[۶] کے کما یاتی بیانہ بالقطع

۱ پس قتل کرو ائمہ کفر کو کہ ہر آئینہ اونمین ایمان نہین ہی ۲ اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ وہ لوگونکو دوزخ کیطرف بلاتے ہین
اور بروز قیامت نصرت نکیجاویگی ۳ تو خلیفہ میرا ہو میرے قوم مین اور مفسدونکی راہ کا اتباع نکر ۴ بری خلافت کی تمنے
میرے بعد میرے کیا عجلت کی تمنے امر پروردگار مین ۵ اس آیہ مین ظاہر اخلافت دینی مذکور ہی ۶ اس مین ظاہر اخلافت حقہ دینیہ مذکور ہے

والیقین ہوتا ہے اسی لئے اوسکو امام مفترض الطاعۃ بلحاظ حقوق پیغمبر کے مسلماً وحتماً کہا جاتا ہے پس اگر رسول نبیؐ و نبی مستخلف صاحب ریاست عامہ کبریٰ بہی ہے کہ علاوہ عہدہ رسالت و نبوت کے متصرف فی امور الرعایا رہا ہے تو اوسکے اوصیاء و خلفا بہی علاوہ حصول خلافت دینیہ کے مستحق تصرف اور حقدار تولی امور رعایا مین ہوتی ہین اور بنظر استحقاق مذکور کے علماے جمہور عامہ نے تعریف مین امامت کی یہ افادہ فرمایا ہے کہ ھی ریاسۃ عامۃ فی امور الدین والدنیا یعنے امامت کبریٰ و خلافت عظمیٰ جامع ریاست دینی و دنیوی کے ہے اور اگر پیغمبر نبی کو تصرف فی امور الرعایا اور منصب حکمرانی نہین ہوا تو اونکے جانشین بہی باعتبار قائم مقامی کے وارث ریاست دنیوی کے نہین ہوئے اور خلافت دنیوی بہی عام ہے کہ انبیاء و اوصیاء حکمران رعایا ہوئے ہین اور ملوک و سلاطین دنیا بہی خلافت دنیوی پر قابض ہوتے ہین اسی لئے یہ خلافت دنیوی ازبس ملتبس رہی ہے کما یاتی بیانہا اور ریاست عامہ انبیاء مین خاص خاص موقع پر پائی گئی ہے تمام انبیاء مستفید نہین ہوئے پس جمع ہونا نبوت و امامت کا بحیثیت حکمرانی و تصرف فی امور الرعیۃ کے اولاً حضرت آدمؑ مین بقولہ تعالےٰ وعلم آدم الاسماء کلہا[1] و بآیہ ثم اجتباہ ربہ[2] کے کہ مفید منصب رسالت ہی و بقولہ تعالیٰ وانی جاعل فی الارض خلیفۃ[3] کے کہ بظاہر معنے خلافت مذکورہ کے مخبر بادشاہت ہے پایا گیا اور مؤید اس کی احادیث کثیرہ صحیحہ متفق علیہا بین الفریقین کتب صحاح مین مذکور ہین چنانچہ کتاب کافی مین تو ربہ

[1] تعلیم کیا اللہ نے آدم کو اسماء کل اشیاء کے [2] پہر برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے [3] ہر اینہ مین تجہے زمین مین خلیفہ کرنیوالا ہون

کہ ان اللہ خلق آدم واقطعہ الدنیا قطعیۃ فما کان لآدم فلرسول اللہ و
ما کان لرسول اللہ فھو للائمۃ من آل محمد اور کتاب سنن ابوداؤد کے باب اخراج
یہود مین ماثور ہے واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ[۲] کما یاتی بیانہا اور حضرت
ابراہیم خلیل اللہ بعد آزر ونمرود کے متصرف امور اپنی امت کے ہوئے[۳] آیہ رب
ھب لی حکما والحقنی بالصالحین بر مفاد حکماً کے مفید حکومت مطلقہ کو ہی جو جامع
حکومت دینی ودنیوی کی ہے اور قول تعالے انی جاعلک للناس اماما اسکا موید
ہی اسلئے کہ امامت یعنی ریاست عامہ در امور دین ودنیا ہی کما مضی اور حضرت یوسف[ع]
پیغمبر کو نبوت وحکومت جمع ہوگئی تھی قولہ تعالے اتیناہ حکما وعلما وآیہ وافی الہا[؟]
مقولہ عن یوسف[ع] قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم[۴] ونیز آیت
وکذلک[۵] مکنا لیوسف فی الارض الآیۃ اسپر ناطق ہی اور حضرت موسی کلیم اللہ بھی
بعد فرعون کے اپنی قوم بنی اسرائیل پر صاحب تصرف تھے اور کسی ملک دنیوی کے
ماتحت نہین رہے حتے کہ ملک شام مین سلطنت ملوک عمالقہ کو نیست ونابود
فرما دیا اور ہارون کو بھی اپنی خلافت تفویض فرمائی قولہ واخلفنی فی

---

[۱] بیشک اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور تمام دنیا کی حکومت اونکو عطا کی پس وہ شی جو آدم کی تھی رسولخدا کیلئے تھی اور جو
رسولخدا کیلئے تھی وہ ائمہ آل محمد کی ہی[۲] جانو تم اے یہود کہ تمام زمین اللہ اور اوسکے رسول کی ہی ہے[۳] ای پروردگار
مجہ حکومت عطا فرما اور صالحین سے ملحق فرما دے[۴] گردان تو مجھ خزائن ارض پر محافظ کہ ہر آئینہ مین بڑا محافظ اور حساب
جاننے والا ہون[۵] اور اسیطرح تمکن دیا ہمنے یوسف کو زمین پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہوئی ولا تتبع سبیل المفسدین اس کا شاہد ہی اسلیئے کہ اگر یہ محض خلافت دینیہ
ہوتی اور اوس مین حکومت وامارت شامل نہوتی تو بقولہ ولا تتبع سبیل مفسدین
فرمانے کی ضرورت استخلاف دینی مین نہین تہی چونکہ افساد خاصہ وشعار ملوک دنیوی کا ہے
ہے اور آپکو خلافت دینیہ کے ساتہہ ریاست دنیوی بہی تفویض فرمائی تہی اس لئے
انتباہاً فرمایا کہ ملوک مفسدین کی پیروی حکمرانی مین نکرنا اور شعار افساد کا ملوک دنیوی مین
ہونا آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃ و
کذلک یفعلون سے[۱] اور آیہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا
ارحامکم الآیۃ سے بخوبی واضح ہے اور مخفی نرہے کہ یہ آیہ فہل عسیتم جس مین خطاب
حاضرین کی طرف وارد ہے سورہ محمد مین ہی اس مین ذکر آپکے ہی قوم قریش کا مذکور ہے
پس یہ خطاب وہین لوگون سے ہے جو قوم قریش اور حاضرین وقت نزول آیہ کی تہی اور
بلکہ ہر عاقل منصف ادراک کر سکتا ہی کہ حاضرین قریش مین کسکو حکومت ملی جنکی حکومت
کو خلافت سے اور اونکے افساد کو عدالت سے معتقدین نے تعبیر فرمایا اور اونکی
بیعت خلافت دینیہ پر سمجہلی اور جمع ہونا نبوت وسلطنت کا حضرت داؤد وحضرت
سلیمان کے لئے مشہور ومعروف ہے آیہ ولقد اٰتینا داؤد وسلیمان علماً وقالا
الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اور آیہ یا داؤد انا جعلناک

---

[۱] لکہا ہے بلقیس نے کہ بادشاہ دنیا کسی قریہ مین داخل ہوتے ہین تو اوسی فاسد کر دیتے ہین اور اوسکی معززین کو ذلیل
و خوار کر دیتے ہین اور خدا فرماتا ہے کہ دنیا ملوک ایسا ہی کیا کرتے ہین ۲؎ پس اے لوگو قریب ہے تم اگر حاکم ہو جاؤ تو زمین مین فساد کرو گے اور قطع رحم

خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اور آیہ قال رب اغفر لی وھب لی
ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی جو یہ مقولہ حضرت سلیمان کا ہی اور آیہ وحشر لسلیمان
جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون موید و مخبر اونکی نبوت و بادشاہت
کے ہین اور حکمران ہونا حضرت یوشع وصی موسیٰ و دیگر انبیا و اوصیا بنی اسرائیل
مین آیہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما سے اور
ہونا طالوت کا جو بروایت امام رازی صاحب تفسیر کبیر کے نبی اسرائیل مین نبی ہوئے ہین
اور باعتقاد صاحب تحفہ کے امام مفترض الطاعۃ تھے بقولہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت
ملکا ثابت ہی اور نوعیت انکی نبوت اور امامت کی کتاب مفاتیح المطالب کے تمہید
مفتاح ہفتم مین بمعرض تحریر آئی ہی من شاء فلیرجع الیہ اور پیغمبر خدا صلعم کا متصرف و حکمران
فی امور الرعایا ہونا اور تابع و منقاد کسی مالک دنیا کا نہونا محتاج اسناد نہین ہی اور آپکے
خلفاء صالحین طاہرین اور ائمہ راشدین طیبین اپکے وارث و قائم مقام ہوئے اور
مستحق ریاست عامہ ہونیکی خبر پہلے ہی حضرت داؤد پیغمبر کو دی گئی تھی چنانچہ آیہ وافی ہدایہ
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اسمین
ناطق ہی اسلئے کہ قولہ لقد کتبنا توریث ارضی پر من عند اللہ حسب مذاق صاحب تحفہ
کی دلالت کرتا ہی کیونکہ الارض مین لام استغراق بمعنے تمام افراد صفحات کے یا لام جنس
مفید وراثت کل زمین کی ہی و مراد بعد الذکر سے بدلیل قولہ تعالی قد انزل الیکم

ع ۱ ہر آینہ ہمنے زبور مین لکھدیا ہی کہ بعد پیغمبر آخر کے میرے بندگان صالح وارث زمین کے ہونگے

ذکرا رسولا کے بعد پیغمبر خدا کا ہی اور مصداق قولہ عبادی الصالحون کے وہ بندگان
رب العزت ہین جو صاحبان عصمت ہین اس لئے کہ بر طبق سیاق وسباق نظم قرآن
کے لفظ عبادی الصالحون وعبادنا صالحین وعبادک الصالحین وصالح
المومنین ومن الصالحین غیر برگزیدہ وغیر معصوم کے لئے بلا کسی امر ممیز کے
کلام الٰہی مین مستعمل نہین ہوا ہے اور اوسی عصمت کی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کے
حق مین لفظ صالحین وارد ہوا ہے چنانچہ آیہ وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین
و آیہ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین اور آیہ مقولہ عن ابراهیم رب
هب لی حکما والحقنی بالصالحین و آیہ ووهبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا
هدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ و
هارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین
شاہد مدعا ہی اور آیہ بحق یونس فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین نازل ہوا ہے
اور علی سبیل تنزل کہا جاتا ہی کہ صالح قرآن کی سیاق وسباق سے ایسے معنی پر
دلالت کرتا ہے جو بحق مرسلین ونبیین منزوا ہی اب یہ لفظ جو بشان غیر انبیا وارد
ہوا ہے پس چاہئے کہ مصداق اوسکا ہم مثل انبیاء کے ہو وے تاہم مثلیت عصمت
وامامت مین ہی ہو سکتی ہی لہذا ثمہ عبادی الصالحون مین وارث کرنا
اصحاب عصمت خلفا حضرت رسالت کا مذکور ہے جو مورث استحقاق خلافت و
ثبت امامت کا بلا حصول قبض وتصرف خلیفہ کے من عند اللہ پایا گیا اور یہ

صورت استحقاق بلاقبض کے دیکھی جاوی کہ کس عبد صالح کی خلافت سے منطبق
ہوتی ہی اور توریت حسب بشارت آیہ ولقد کتبنا ہتی ولازمی ولعبد پیغمبر رشد فی تھو فقد
بردایا اصحاب النبی اور یہ آیہ شریفہ ولقد کتبنا فی الزبور اس مبحث مین رفع شبہات
ودفع توہمات معنی خلافت کے لئے کافی قول فصل اور حلّال مُعضل ہی فوائد
مختصرہ آیہ مذکورہ بصراحت ماتحت ضبط تحریر کئے جاتے ہین اول یہ آیہ شریفہ
بتوفیق آیات فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض الخ کما یاتی
بیانہا علحدہ اور آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا الی قولہ وکذلک
یفعلون کے فارق وفاصل ومُمیّز خلافت حقہ دنیویہ اور خلافت باطلہ دنیویہ کے
ہی کہ اس آیہ مین سلطنت حقہ دنیویہ من عند اللہ بدلیل لقد کتبنا کے وبدلیل
عبادی الصالحون کے مذکور ہی اور آیات مابعد مین سلطنت باطلہ دنیویہ بخود مختاری
بدلیل قولہ تولیتم کے وبدلیل قولہ تفسدوا وافسدوھا وکذلک یفعلون کے مذکور ہے
اور یہ دونون خلافتین اس امت مین واقع ہوئی بقولہ من بعد الذکر جو مُفید معنی
از پیغمبر خدا کے ہے اور بقولہ فھل عسیتم وبقولہ تولیتم وبقولہ تفسدوا
وبقولہ تقطعوا کے جو یہ خطاب حاضرین عہد رسالت کے لئے ظاہر الفاظ سے وارد
ہوا ہے بمنطوق کلام واضح ہے اور یہ خلافت مذکورہ فی الزبور بقولہ تعالے
فان اللہ مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین کہ جو شان جناب امیر مین وارد ہی
مختص بآن حضرت ولایت منزلت ہی اور اگر کہا جاوی کہ یہ بحق شیخین وارد ہی

منطبق نہین ہو سکتی اولاً صالح المومنین بصیغۂ مفرد ہے بحق شیخین صالحا المومنین آتا
ثانیاً لفظ یرثہا اونکی شان مین غیر صحیح ہے کیونکہ اونکے حق مین بجاے یرثہا کی یقبضہا نازل
ہوتا دوم اس خلافت حقہ دنیویہ مین لفظ یرثہا کا ہی کما ذکرت آنفاً اور یقبضہا نہین فرمایا
تو یہ مفید استحقاق سلطنت اور تصرف بالقوۃ کو ہی نہ تصرف فی الحال اور قبضہ بالفعل کو
اسلیئے کہ وارث دنیوی کیلئے قبض و تصرف فی الحال کی شرط نہین اگر وارث مستحق بوجہ
من الوجوہ ورثہ پر قابض و متصرف نہووی تو یہان تمادی بہی موثر نہین جو حق شرعی
اور استحقاق واجب کو زائل کر دے کیونکہ اوتعالے اس تمادی کو بقولہ ولا تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا
باطل و غلط فرماتا ہے اور استحقاق اور حصول اس وراثت مطلقہ اعنی وراثت دینیہ
و دنیویہ کا بنا بر استنباط ظاہر آیات قرآنی کے بدین نہج پایا جاتا ہے کہ خلافت حقہ دینیہ مین
حصول اسکا (مثل وراثت علمی کے) وقت تقرر و تحقق خلافت کے فی الحال ہوتا ہی نہ بالقوۃ
بدلیل قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی اسلیئے کہ توریث
کتاب اللہ کی مورث حصول فی الآن علم کتاب کو ہی ورنہ وارث کتاب کا کبہو قسمتن
جاہل بہی ہوگا وہو خلف اور خلافت دنیویہ حقہ من عند اللہ کو کبہی معیت خلافت دینیہ کے ساتھ
ہوتی ہی اور کبہی بعدیت چنانچہ آیہ اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکاً عظیماً
و آیہ ونجعلہم الوارثین مین ظاہر امامت دینی کو تقدم بالذات اور

---

۱ تو سنت خدا مین تغیر نہ پاویگا ۲ پہر وارث کیا ہمنے کتاب کا اون لوگون کو کہ جنہین برگزیدہ ہمنے کیا ہی اور تفسیر اسکی حدیث شہور
نبوی ہے جو مسند احمد مین ماثور ہی مفہوم ہوتی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انت اخی ووارثی قال علی وما ارث یا رسول اللہ
قال ما ارث (النبیون قبلی) کتاب اللہ و سنتہ نبیہ یعنی اے علی تو میرا وارث علم کتاب و سنت مین ہی ۳ آل ابراہیم کو کتاب و حکمت ہمنے عطا کی اور
ملک عظیم دیا ۴ اور ہم ارادہ کرتے ہین کہ اونکو ہم امام گردانین اور اونکو وارث بنادین

اور اکثر تقدم بالزمان بھی (بدلیل تکرار قولہ اتینا اور تفریق بخعلہم کے) وبلحاظ تقدیم
وتاخیر کے بھی حاصل ہوتا ہے اور آیہ آتیناہ حکماً وعلماً مین ہردو خلافت بنابر افادہ
لفظ واحد آتیناہ کے جمع ہین اور آیہ فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین مین عصمت وخلافت دینی
ہی وبس اور اس تقدم اور استحقاق وراثت ارضی کے مؤید سیرت نبوی صلعم ہی جو حقیقۃ
کاشف مفاد آیات قرآنی اور مفسر کلام سبحانی ہے کہ ابتدای زمان بعثت سے آپ کو
وراثت ارضی بالاستحقاق تھی بعدہٗ فی الحال حاصل ہوگئی اور آپکی ریاست ارضی کو تقدم
نہین ہوا کما یجئی بیانہ بہر نوع چشم انصاف سے جہانتک ظاہر سیاق ہردو آیہ
لقد کتبنا اور فہل عسیتم کو دیکھیے تو آیہ اولے بدلیل قولہ لقد کتبنا کے
مخبر خلافت من عند اللہ کے ہے اور خلافت باطنی بلافصل جناب امیر سے منطبق ہے
کہ لفظ من بعد الذکر یعنے شروع زمان بعدیت پیغمبر صلعم سے وہ وارث مستحق بحق
ہونگے کما سیاتی ایضاً توجیہہٗ اور آیہ فہل عسیتم خلافت متغلبین ومجمع علیہم بالخلافت
کے حاکی ہی کہ اسمین ابتداء سے انتہا تک بس تصرف ارضی وحکومت ملکی بلا استخلاف
نبوی کے پائی گئی ہی والباقی یاتی سوم یہ ریاست حقہ دنیویہ بلا متحقق ہوئی ریاست دینیہ کے
بنابر سیاق آیہ کے بھی حاصل نہین ہوسکتی کہ حصول اسکا مخصوص صالحین سے ہی
جو صالح ہونا توریث پر بداہتہً مقدم ہی اور وہ مختص اصحاب عصمت سے ہی نہ طالحین و
ظالمین سے کما سبق اور ریاست حقہ عامہ بقولہ تعالیٰ ولا ینال عہدی الظالمین کے ازقبیلہ عہد

۱ ترجمہ صفحہ ۳۶ پر گذرا ۲ پس برگزیدہ کیا یونس کو اوسکے پروردگار نے پس اوسے صالحین سے کیا

رب العزت ہی جسکا تقرر ازجانب اللہ ہوتا ہی اور وہ بقہر واستیلاء و باجماع رعایا وغیرہم
بقولہ ولیس لک من الامر شیء میسر نہین ہوسکتی اندرین صورت اگر کوئی باتفاق رعایا
متصرف ہوجاوی تو وہ ریاست دنیویہ پر سرفراز ہوگا جیسا کہ ملوک اسلام وسلاطین
کفر بزور شمشیر وقہر وغلبہ کے مسلط ہوتے رہتے ہین اونکے لئے ریاست حقہ دنیویہ بھی
حاصل نہین ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی ریاست دینیہ من جانب اللہ پر اور از جملہ عہد اللہ تعالی
ہی اور لفظ لقد کتبنا اسی معنے پر دلالت کرتا ہی اور لفظ من بعد الذکر صریح دلالت کرتا ہی
کہ یہ وراثت ابتدای زمان بعدیت پیغمبر سے خلیفہ صالح کو پہونچی گی جو مفید خلافت
بلافصل کے ہی فتدبر بہیان ایراد لفظ صالحون بمعنی مصطفیون ومعصومون پر
آیات ذیل سے وارد ہوتا ہی کہ جو بمعنے مصطفیون ومعصومون نہین ہی فی قولہ تعالی
وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وفی قولہ لیسوا سواء من
اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون ۵
یومنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین وفی قولہ تعالی وانا منا
الصالحون مگر اسکو اہل مذاق وعارفان سیاق وسباق جانتے ہین کہ مابین
نظم آیہ مبحوث عنہ کے جو عبادی الصالحون آیا ہی اور نظم آیات مذکورہ کے جو والصالحین
من عبادکم اور مطلق لفظ الصالحین اور منا الصالحون مقولہ جن الجن[۳]

[۱] یعنی تجو آپ پیغمبر امر خلافت (یا فرمایا کہ کسی امر مین) کچھ دخل نہین ہی عام اس سے کہ دینیہ ہو یا دنیویہ)

وارد ہوا ہے یون بعید ہی اسلئے کہ تمام ذوی العقول عباد اللہ ہین مگر خواص عباد
کے لئے خداوند تعالے نے اونکی عبدیت کو اپنی ذات کی طرف خصوصیت خاصہ کیساتھ
بقولہ عبادی اور عبادنا کے منسوب فرمایا ہی اور اس نسبت الی الذات کیساتھ
اونکی صالحیت کو بھی تصدیق فرمائی ہی جو یہ خصوصیت مکررہ بحیثیت ترکیب لفظی
کے کہ جو قولہ عبادی الصالحون یا عبادنا الصالحین ہی مفید معنی برگزیدگی کے ہی اور
برگزیدگی ہی مخبر عصمت کی ظاہر اور باہر ہین جیسا کہ قولہ تعالے کانتا تحت عبدین من
عبادنا الصالحین مین لفظ عبادنا الصالحین مخبر معنے برگزیدگی ہی اور معصوم وہی
ہوتا ہی کہ جس کو وہ برگزیدہ فرماتا ہی چنانچہ صاحب مواقف نے عصمت حضرت آدم کو
لفظ اجتباہ فی قولہ تعالے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ سے ثابت کیا ہی جس سے معلوم ہوا
کہ برگزیدگی مورث و مخبر عصمت ہے لہذا یہ ایراد غیر سدید ہی پس مفاد آیہ مبحوث عنہا سے
مستدرک ہوا کہ تحقق امامت و خلافت نبوی صلعم کے لئے (کہ جو جامع ریاست
حقہ دینی و دنیوی ہے) خلافت دینیہ منجانب اللہ بالفعل ضرور ہی اور خلافت
حقہ دنیوی باعتبار استحقاق کے بالفعل ہوگی نہ باعتبار تصرف بالفعل کے
اور ہویدا اسکے واقعات حضرت منیب مستخلف صلعم ہین کہ آنحضرت صلعم قبل از ہجرت
پیغمبر جو صاحب ریاست دینیہ تھے اور استحقاق بالقوی تصرف امور رعایا بھی
رکھتے تھے اور بوجہ عدم تصرف کے منصب نبوت سے معاذ اللہ معزول و متروک

(۱) تھا وہ دونو عورتین یعنے بی بیان حضرت نوح و لوط کی تحت مین دو بندو (نوح و لوط) ہمارے بندگان صالح نیکے کی تھین۔
(۲) پس برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے اور توبہ اوسکی قبول فرمائی۔

دُنیوی نہین تہی اور بعد از ہجرت وامتداد مدت ہر دو ریاست حقہ دین ودنیا کے آپ کیلئے
جمع ہوگئین حدیث ماسبق کافی کلینی رح اور سخن مذکور الصدر مُوّدی معنی ریاست حقہ دنیویہ
کے ہین کہ جو فرمایا ہے اِنّ اللّٰہ خلق آدم واقطعہ الدُّنیا قطیعۃً فما کان لآدم فلرسول اللّٰہ
الحدیث اور فرمایا ہی واعلمُوا انّما الارض للّٰہ ولرسولہ پس جسطرح دنیا حضرت آدم کے لئے تھی
کہ وہ اوسکے مالک ہوئے اور صفحات ارضیہ اللہ سبحانہ کی ہی اوسیطرح رسول خدا کی
حدیث آخر سے دریافت ہوئی اور قبل از ہجرت رسولخدا متصرف فی الارض نہین تھے
تو یہی معنے ہو سکتے ہین کہ آپ ہرچند اوسوقت مین قابض تمام دنیا وصفحات
ارض یا بعض قطعات پر نہین ہوے لاکن آنحضرت صلعم باعتبار استحقاق مالک الکل فی الکل
تھے اور بعد از ہجرت بھی کل زمین پر قابض نہین ہوئے تو بعض مقبوضہ پر بالفعل متصرف
ہونا اور بعض دیگر پر غیر قابض رہنا حق ملکیت کل ارض کے منافی نہین ہی والباقی
سیاقی اور آیات صدر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ اقسام امامت وخلافت کا ذکر
قرآن مین بحکم ولا رطب ولا یابس کے بالضرور وارد ہے اور واضح ہو کہ اقسام خلافت
وانواع امامت کے مجمل جامع آیہ وافی ہدایہ یَوْمَ نَدْعُو کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ ہی جو تمام آیات
مذکورہ کی باعتبار تفریق کل اناس کی بقولہ بامامھم بالمعنے مقسم ہی پس۔
بالغرض مستحضر فی الذہن ہونے معنے آیہ موصوفہ یوم ندعوا کُلَّ اُناسٍ بامامھم

ترجمہ اوس روز کہ بلا دینگی ہم ہر فرقہ کو اونہین کے اماموں کے ساتھہ یعنے بروز قیامت ہر مذہب کے لوگون کو اونہین کے
اماموں کے ہمراہ طلب کرینگے جو وہ ایمہ اوسی مذہب کے پیشوا ہونگے ۱۲ اور ۲ ترجمہ انکا صفحہ ۳۶ مین گذرا۔

کے اور سترد کرنے اوس دعوی لایعنی کے جو کہا جاتا ہی کہ خلافت و امامت کا ذکر مطلقاً
قرآن مین نہین آیا آیات مذکور الصدر کو معہ دیگر آیات مُبیّنہ خلافت کے بعنوان توضیح واضح
لکھا جاتا ہی تاکہ شبہات سابقہ و لاحقہ فی الآن و خطرات مکنونہ فی الاذہان و مشحونہ
فی الجنان بملاحظہ انضباط جملہ اقسام بیک مقام کے براسہا صفحات خواطر سے محو و دفع
ہوجاوین انشاء اللہ۔

اولاً منقش خاطر رشادت مآثر ہووے کہ خلافت و امامت منقسم ہی ریاست دینیہ اور دنیویہ
پر اور یہ دونو بنابر حق اور باطل کے بہی متحقق ہوتی ہین اعنی اول امارت دینیہ حقہ ہی
جو مقصود اوس سے عہدہ وصایت و نیابت نبویہ ہے دوسری ریاست دنیویہ حقہ ہی
اور یہ دونون ریاستین علی الحق من عند اللہ والرسول متقرر ہوتی ہین مگر ظہور ریاست
دنیویہ حقہ کا عالم اسباب پر موقوف ہی بدین معنی کہ تقرر اسکا استحقاق خلافت دینیہ من عند اللہ
والنبی کے اور ظہور بالاعیان اوسکا باتباع رعایا و باستیلا خلیفہ کے ہوتا ہی اور یہ دونو
کبہی شخص واحد مین فی وقت واحد جمع بہی ہوجاتی ہین اور کبہی جمع نہین ہوتین کما بینت
علیک آنفاً تیسرے امامت و امارت دینیہ باطلہ چوتہے ریاست و امامت
دنیویہ باطلہ ہین اور یہ دونو آخر الذکر بقہر و غلبہ متملکین و حمایت متغلبین کی حاصل ہوتی
ہین اور یہ سب قسمین آیات کریمہ سے صاف صاف مستنبط ہوتی ہین دیکہو

خلافت حقہ دینیہ و نیابت نبویہ من عند اللہ والرسول آیہ کریمہ انما ولیکم
اللہ الآیہ اور آیہ کریمہ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا سے بدلیل برگزیدگی کے

ظاہر ہے جس طرح امت سلف مین آیہ کریمہ واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی الخ
اور آیہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیراً سے نیابت نبویہ واضح ہی اسلئے کہ یہ وزارت
ہارونی واشتراک در امر موسوی بقولہ واشرکہ فی امری بمقابلہ فرعون کے بغرض دعوت
اسلام کے تہی او سوقت مین حضرت موسی صاحب تصرف فی امور الرعایا نہین تہی لہذا نیابت
اون کی حضرت ہارون کے لئے محض ریاست دینی باتباع ریاست نبی کی تہی اور
خلافت دینیہ ودنیویہ من عند اللہ جس مین ہر دو ریاستین بالفعل پائی جاوین
آیہ آتیناہ حکماً وعلماً وآیہ قال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی ولا تتبع
سبیل المفسدین سے ظاہر ہوتی ہین کما مضٰی بیانہما اور
خلافت باطلہ دینیہ طاغوتیہ وجبتیہ آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم
وآیہ یؤمنون بالجبت والطاغوت وآیہ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت الخ
اور آیہ اولیاءھم الطاغوت الخ سے واضح ہی جو محتاج بیان نہین اور
خلافت باطلہ دنیویہ آیت فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم الآیہ سے بخوبی ثابت ہی اسلئے کہ تولی باب تفعل سے ہی اور خاصیت
اس باب کی (تکلف چیزے کہ خواہان وی باشے) ہی لہذا قولہ تولیتم کے معنی (تولی خلافت
کہ خواہان اوسکی ہون) ظاہر ہوئی اور یہ مفید معنی خود متولی ہونیکو ہی عام اس سے کہ باختیار

---

۱ اے خدا میرے لئے میرا وزیر مقرر کر میرے اہل سے ہارون میرے بہائی کو ۲ وگردانا ہمنے موسے کے ساتہہ اوسکی بہائی ہارون کو وزیر اوسکا
۳ کہا موسی نے شریک کر تو اے خدا ہارون کو میرے کام مین ۴ اسکا ترجمہ صفحہ ۴۳ ۵ ۶ کا ترجمہ ۴۳ پر گذرا ۷ ایمان لاتے ہین
جبت وطاغوت پر یعنے اصنام واحبار پر ۸ ارادہ کرتے ہین کہ اپنی قضایا طاغوت یعنے ابن اشرف یہودی کے سامنے پیش کرین
۹ اولیا دوست اونکے طاغوت ہین ۱۰ ترجمہ صفحہ ۳۷ پر گذرا

خود متولی ہون یا برطبق خواہش طبعی کے باختیار واتفاق دیگران کے امیر بنائی جاوین چنانچہ
امام احمد نے اس آیہ کو خلافت یزید صاحب غلبہ ومجمع علیہ خلیفہ سے منطبق فرمایا ہی کما فی
الصواعق المحرقہ اس تطبیق سے بہی منکشف ہوا کہ ہر خلیفہ قاہر متغلب ومجمع علیہ جابر اگرچہ
اعتقاداً منافق واعمالاً فاسق ہو مصداق اسکا ہو سکتا ہی فتدبر اور

خلافت حقہ دینویہ من عند النبی بالاستحقاق نہ فی الآن آیہ لقد کتبنا فی الزبور من بعد
الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون سے بمذاق صاحب تحفہ کو وراثت ارضی وملکی پر واضح
الدلالہ ہی اور یہ خلافت نبوی بدلیل لفظ من بعد الذکر کے (جو بہ ظرف مقدم متعلق فعل یرثہا
کے ہی اور حرف من مخبر ابتدای زمان بعدیت نبی کا ہی) علے الظاہر مفید بلافصل کو ہی اور
یہ استحقاق دنیوی خلافت کا متحقق ہونے پر خلافت دینی کی موقوف ہے اور اس خلافت کے
حاصل ہونے پر مستحق اوسکا وارث بالقبض ہوگا فافہم

خلافت اجماعی من عند الناس آیہ بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم اور آیہ
واتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ اور آیہ اتجادلوننی فی اسماء سمیتموھا
انتم وآباءکم ما نزل اللہ بہا من سلطان کے بوجہ احسن مبرہن ہی اور یہ نقض خلافت مذکورہ مین
نص روشن ہی کہ آیہ اولی مین ذکر خلافت سامری وذکر اوسکی اتباع کا ہی جس نے خلافت عامہ حضرت ہارون
کو داب کھا کر مستضعف ہوگئی تہی آیہ استضعفونی وکادوا یقتلوننی اسپر شاہد ہی اور آیہ
ثانیہ مین ریاست مصنوعی وامامت اختیاری احبار ورہبان کے مذکور ہے

لغایۃ کا ملخص ترجمہ صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۵ پر لکھا ہے اور افسوس کیا او نہون نے نبی علیہ السلام کو ان باب سورۃ العدید کے آیا مجادلہ کرتے ہو تم مجہ سے اسماء ہی مین کہ جو ٹہرالئے تم اور تمہارے باپون نے ۔۔۔ نہ اتاری خدا نے کوئی حجت اوسکی اطاعت
کرنے میں نازل نہیں کی ۔۔۔ او نہون نے مجھے ضعیف کر دیا اور قریب تہا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے

جو اہل کتاب کے حسن عقیدت پر مُطاع مخترع اور ائمہ متخذہ قرار پاگئی تھی چونکہ اہل کتاب
اونکے اوامر و نواہی کو احکام الٰہی پر مقدم رکھتے تھے لہذا تو بیخاً اونکو ارباباً کہا گیا کہ وہ معتقدین
نے اپنی رائے سے مقرر کر لئے تھے اور آیہ ثالثہ مین اشارہ اصنام کیطرف کو ہے کہ جو مشرکین
نے اونکو اپنی شفعاء اور مُطاعین فی الدین اپنی دستکاری سے بنا لیا تھا کما مضی آنفاً
وقولہ تعالے ما انزل بہا من سلطان دلالت صریح کرتا ہی کہ مُطاع و امیر دینی کے لئے نص
من جانب اللہ ہونے چاہی مشرکین کی نقض عقیدت پر اسی نص نہونے سے استدلال
کی گئی ہی فتدبر بعین الانصاف اور

خلافت محصّلہ بقہر و غلبہ آیہ کریمہ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ سے پائی جاتی ہے
اور مخفی نرہے کہ خلافت سقیفی بھی بقہر سعد بن عبادہ و شکست داون قوم انصار اور مخذول
داشتن بنی ہاشم بتہدید احراق بیت فاطمہ و وعید قتل مَن کان فی البیت کے حاصل
ہوئی ہے لہذا اِس خلافت سقیفی کو دونون شرف ایک باجماع الناس دوسرے بقہر و استیلاء
حاصل ہو گئی تھی بلکہ جملہ خلفاء امویہ و عباسیہ کے خلافتین چونکہ منوال سقیفہ پر منسوج ہوئین
ہین لہذا وہ شب قہری و استیلائی و جبروتی بنام نہاد اجماعی تحت مین مفاد بیسما خلفتمونی
و مفاد آیہ فہل عسیتم و آیہ واتخذوا احبارہم و آیہ اتجادلوننی کی صادق آتین
ہین اور کچھ باہم گر اونمین فرق و انفصال نہین ہی کہ جو بعض خلافتون کو راشدہ اور بعض کو
غیر راشدہ یا سیئہ کہا جاوے اسلئے کہ صورت تقرر و نصب جملہ خلافتون کی ایک ہی ہیولیٰ
پر حادث ہوئی ہے باہم کچھ خط و خال کا بھی سر مو فرق نہین ہوا ہے کیونکہ ہیولیٰ اونکی

ا یعنی فرعون نے زمین پر تعلّی کی اور سر اوٹھایا تھا ۲ ان لوگون کو جو عترت اور صحابہ ہی گھر مین سیدہ کے تھے

خلافت کا باتفاق اجماع امت ہی ہوا ون مین کوئی خلیفہ ایسا نہین ہوا کہ جو اوسکی خلافت
پر اجماع امت ہونیسے انکار کیا گیا ہو و بلکہ خلافت عتیقی مین تو صرف اجماع امت ہی کہا جاتا ہے
اور یزید بن معاویہ کی خلافت سے تا اواخر خلفاء اموبیہ و عباسیہ کے تحقق خلافت مین استخلاف
مستخلف و اجماع سلف و خلف جمع ہوا کیا ہی اگر غلطی سے امر ممیّز مابین خلافت ثلاثہ و
دیگر خلفاء بنی امیہ کے حضرات ثلاثہ کے ممدوح القرآن والاخبار ہونیکو قرار دیا جاوے
تو اس مین سخت مغالطہ کہا تا ہی کہ اجماع امت جو منشاء تقرر خلافت تھا اوسکو مشترک دیکھکر
ترک کر دینا حقیقۃً اصل خلافت عتیقی سے دست بردار ہو کر خلفاء ثلاثہ کا تخطیہ اپنی ہی
حجت سے ثابت کرنا اور حجیت اجماع کو باطل کر دینا ہی کیونکہ ہر ممدوح القرآن والاحادیث
کب مستفید بخلافت ہوئی مثل سعد بن عبادہ کے جو صحابی بدری و صحابی بیعت رضوان تھے
اور مثل ابن ام مکتوم کی جو امام الجماعۃ علیٰ زعمہم من عند النبی ایام غیبت پیغمبر مین مسجد نبوی کی تھی
اور مثل عمرو عاص کے جو قائد بصالح حرب اور سریہ ذات السلاسل مین امیر شیخین من عند النبی مقرر ہوئے گئے
تھے اور مثل عبدالرحمن بن عوف کے جنکے عقب بسر علیٰ ما رواہم رسول خدا نے نماز پڑہی تھی
اور عشرہ مبشرہ مین سے طلحہ و زبیر وغیرہما کب خلیفہ بنائے گئے جو اس صحابہ کی ہر ہر
صفت مبیّنہ مذکورہ عندہم قطعاً موجب استحقاق خلافت قایم کی گئی ہی پس ترک حجت
اجماع سے دو نو طرف سے حضرات ثلاثہ کے لئے محرومی حق خلافت سی ہوتی ہی اور
خلافت۔ حقہ الٰہیہ مِن دُونِ النبی علاوہ اقسام مذکورہ کے ہی جو آیہ اِنّی جاعِلٌ
فِی الاَرضِ خَلِیفَۃً اور آیہ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلنٰکَ خَلِیفَۃً فِی الاَرضِ فَاحکُم بَین

ٹ ای داؤد ہرآئنہ ہمنے بچے خلیفہ گردانا زمین مین پس درمیان آدمیونکو حکم ساتھ حق کے کرنا اور اتباع ہوا کا نکرنا جو دور کر خواہش

النَّاسِ بِالْحَقِّ مذکور ہی اور خلافت مِنْ دُونِ اللّٰہ والرسول کا بطلان احادیث صحیحہ
مثل لا تدری ما احدثو بعدک اور اخبار حوض مین بہی ماثور ہی بلکہ اخبار مجوزہم خلافت ثلاثہ بہی
قادح اجماع سقیفہ ہین کہ حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملکاً عضوضاً
نے بہی تیمی و عدوی و اموی خلافتونکو بوجہ اونکے متعدد النوع ہونیکی یکسر غلط کردیا ہی کیونکہ
خلافت کے برحق ہونے مین اگر اجماع مؤثر ہوتا تو حدیث مذکور مین مجمع علیہم خلفاء کو ملکِ گزندہ
کہا جاتا اس سے ظاہر ہوا کہ اجماعی خلفاء ملک عضوض بہی ہوتے ہین اور واضح رہے کہ ثلثون سنۃ
کے خلافت خلیفہ بعید کے لئے خلافت نبوی نہین ہو سکتی بلکہ وہ خلیفہ مِنْ بعد سے منتسب
ہوگئے چنانچہ امارت فاروق کو خلافت عتیقی و امارت عثمان غنی کو خلافت فاروقی کہین گے
نہ خلافت نبوی پس بتقدیر صحت حدیث کی یہ مدت ثلثون سنۃ کی عہد خلافت باطنی وظاہری خلیفہ
واحد بلافصل جناب امیر سے ہی منطبق ہوتی ہے نہ خلفاء متعدد قریب و بعید سے اور خلافت ثلاثہ
مشخصہ باسمائہم کے لئے شارع نے کہین راشدہ اور خلافت عضوض کے لئے غیر راشدہ
نہین کہا کما مضی جو وجہ یا بعض اونکے برحق سمجہی جاوین اور اقوی دلائل بطلان سے
علاوہ نصوص شارع کے یہ ہے کہ ملکِ عضوض امیر معاویہ وغیرہ کی خلافت اوسی
عصابہ صحابہ کے دست و بازو سے قایم ہوئی ہے جن مین اکثر مؤسسین بنیان سقیفہ
اور ممہدین خلافت خلیفہ جمع تہے مثل عبد اللّٰہ بن عمر و انس بن مالک صحابی جلیل القدر

علا ودخلافتین جو استخلاف الٰہی کے سوا ہین ۲ مین نہین جانتا تم لے ابوبکر بعد میرے کیا احداث کروگے ۳ خلافت بعد میرے
تیس برس ہوگی پہر ملوک گزندہ ہونگے ۴ یعنے جانشینی اور قایمقامی پیغمبر

عـ۵ وہ متعدد حدیثین ہین جنمین آپنے فرمایا ہو کہ بروز قیامت کچھ لوگ آئینگے پس وہ گرفتار کر لیجاینگے مین کہونگا کہ یہ میرے صحابی ہین پس کہا جاویگا انک لا تدری ما احدثوا بعدک کما فی الصحیح

محمد بن مسلمہ و عبد اللہ بن سلام و اسامہ بن زید و ابو ہریرہ و عثمان بن طلحہ و ابو موسے اشعری و سعد وقاص و سعید بن زید و عقبہ بن عامر و دیگر اصحاب بدر و رضوان وغیرہم کے پس یا حدیث ملک عضوض کی غلط ہونی چاہیئے یا فعل بیعت اس جماعت اہل الحل والعقد کا حجت شرعیہ نہوگا اندرینصورت ایسے لوگون کی سیرت کا اثر معاملہ بیعت و خلافت ابی بکر عتیق مین کب قابل سند ہو سکتا ہی جو اپنی دستکاری و دست درازی و دست بازی کے مقابل حکم پیغمبر کو بہی نہین مانتے تھے فافہم اور صحیح ترمذی سے صاحب محاضرۃ الاوائل نے ذکر صلح امام حسن با امیر معاویہ کو اس طرح نقل کیا ہی کہ امیر معاویہ نے فرمایا کہ مازلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن اس روایت سی ظاہر ہوا کہ رسولخدا نے امیر معاویہ کے تملک و ملک کی خبر دی تہی اور امیر معاویہ نے اوسکو خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا اور خلافت بنا بر معنی لغوی کے بادشاہت کو کہتے ہین تو امیر معاویہ نے بہی اپنی امارت مجمع علیہ صحابہ و تابعین کو بادشاہت ہی سمجہا مگر وہ بمعنے اصطلاحی و عرف خاص کے امارت دینی قرار دی گئی کیونکہ جس امارت کو کہ رسولخدا نے تملک فرمایا اوسکو امیر معاویہ نے خلافت دینی قرار دیا پس یہ حالت خلافت اجماعی کی ہے کہ رسول خدا کچہہ ارشاد کرین اور معتبرین اخبار اوسکے معنے بدلکر نئے رنگ سے کچہہ اور ہی تعبیر فرماتے ہین با این ہمہ تعبیر و تغیر معنے سلطنت کے لفظ خلافت

ع اپنے مین ہمیشہ خلافت کا اوس وقت سی خواہشمند رہا جب سے کہ رسولخدا نے فرمایا تہا کہ اے معاویہ جس وقت کہ تو بادشاہ ہووے نکوئی کرنا انتہی ۔

امیر معاویہ اپنے کو سلطان وقت ہی فرماتے رہے دیکھو تاریخ الخلفاء مین ہے[1] اخرج ابن ابی شیبہ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ له فقال یا ابن اخی انہاك عن السلطان ان السلطان یغضب الصبی و یاخذ اخذ الاسد پھر نتیجہ یہ خلافت اجماعی مترادف معنے خلافت ملکی دنیوی کے بہر وجہ ثابت ہوئی اور فاضل فضل بن روزبہان نے اپنی کتاب مسمی ابطال الباطل مین بجواب مطاعن امیر معاویہ خلیفہ مجمع علیہ مذکور کے لکھا ہے[2] واما معاویۃ فانه کان من ملوك الاسلام والملوك فی اعمالهم لا یخلون عن المطاعن انتهی بقدر الحاجت پس جبکہ فاضل فضل نے باوجود ثابت ہونے بیعت عامہ جماعت امت کے (جن مین صحابہ بدریئین اور اصحاب رضوان و سابقین و مہاجرین و انصار شامل بلکہ اعیان معاشر اہل العقد والحل جن مین موسسین[3] خلافت سقیفہ تہی) اوس خلافت کو بادشاہت اور خلیفہ بیع[4] کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا تو تحقق خلافت اصحاب ثلاثہ اور امیر معاویہ مین کچھ ذرہ بہی فرق نہین رہا اور محدث المتاخرین شاہ عبدالعزیز نے (جنکے لئے آیۃ اللہ فی العالمین کا لقب دیا گیا ہے) عقیدہ ششم باب ہفتم کتاب

---

[1] یعنے ایکجوان قریشی امیر معاویہ کے پاس گیا اور اونکو مغلظ برا کہا تو معاویہ نے اپنے سطوت و سلطنت سے اوسے ڈرایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے مین تجکے منع کرتا ہون بادشاہ سے تحقیق بادشاہ مثل صبیان کے بہت جلد غصہ کر بیٹھتا ہے اور مثل شیر کے پکڑ لیتا ہے انتہی [2] یعنے امیر معاویہ بادشاہان اسلام سے تہے اور سلاطین اپنے اعمال مین مطاعن سے خالی نہین ہوا کرتے انتہی [3] بیخ بنانے والے [4] خلیفہ بیعت کیا ہوا

کتاب تحفہ مین افادہ فرمایا ہے کہ اہل سنت قاطبۃً اجماع دارند برآنکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدای امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت وبعد از تفویض امام بدو از ملوک شد انتہے اور یہ اجماع قاطبۃً اہل سنت کا امیر معاویہ کے ملک ہونے پر بعد متحقق ہوجانے معاویہ کی شرائط خلافت کی کہ اہل حل وعقد نے اونکی خلافت پر اجماع کرلیا قاطبۃً ہادم اساس سقیفہ ہے کہ اس اجماع قاطبۃ سے ظاہر ہوگیا کہ اہل الحل کا کسی خلیفہ کی خلافت پر اجماع کرنا حجت شرعیہ واسطی صحیح ہونے اوسکی خلافت کے نہین بلکہ خلیفہ مجمع علیہ بوجہ تسلط وحکمرانی کے قاطبۃً ملک وبادشاہ دنیا ہی ہوجاتا ہی اور اسپر ستزادیہ ہی کہ شاہ صاحب نے قبل اسکے شروع عقیدہ ششم مین افادہ فرمایا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہے امامت بمعنے بادشاہت وریاست نیز اطلاق کنند اور بجواب مطاعن عمر خطاب کے حکم خلیفہ صاحب کو بحکم سلطانی مخالف حکم قرانی کے افادہ فرمایا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین متردد ہونا فاروق اعظم کا اپنی خلافت مین بقولہ أملک انا ام خلیفۃ سلمان فارسی سے نقل کیا ہی حالانکہ خود بدولت باستخلاف اوس خلیفہ مجمع علیہ کے خلیفہ ہوئے تھی جنکے خلافت سقیفی اصل اصول مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور صاحب سقیفہ بھی باہمہ اجماع صحابہ علی خلافتہ کے بذات خود اپنی خلافت مین متردد تھے اور فرماتے تھے وددت انی کنت سألتہ صلعم ھل للانصار فی ھذا الامر شئ انتہے کما نقلہ جماہیر العلماء کالطبری والمبرد والجوہری وابن ابی الحدید وابن قتیبہ فی کتاب السیاستہ وابی عبیدہ فی

۱ یعنے امامین ملک ہون یا خلیفہ ۲ کاش مین رسولخدا سے پوچھتا کہ خلافت مین انصار کا بھی حق ہی

کتاب الاموال وخیثمه الاطرابلسی فی فضائل الصحابة والطبرانی فی المعجم الکبیر وغیرہم فی غیرہا اگر اجماع صحابہ حجت شرعی ہوتا تو خلیفہ کو مرتے وقت اپنی خلافت مین تردد ہرگز لاحق نہوتا بہر نوع آیات واخبار اور حضرات صحابہ کی سیر وآثار سے خلافت اجماعی سقیفہ کا شرعاً حجت نہونا بلکہ اوسکا بر باطل ہونا آشکار ہوگیا اور حضرت رسالت نے جس اجماع کی تعریف خبر ۱ لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی خَطَاٍ مین فرمائی ہے اوس سے یہ اجماع علی الخلافة لامحالہ خارج ہی اسلیے کہ اس مین علانیہ مشابہت اوس جعل واتخاذ کی ہی کہ جسکے عمل پر تہدیدات جابجا قرآن مین وارد ہین اور وہ فعل جو مشابہ فعل منکر اصحاب کفر کے حکم واثر مین بمماثلت تامہ واقعاً ہووے وہ ضرور نامشروع ہے چہ جائیکہ اوسکو اجماع شرعی مصئون عن الخطاء (باوجود واقع ہونے برہنا فلتت کے یعنے ناگہان بلا سوچے سمجھے) اعتقاد کرلیا جاوے اور یہ فائدہ رشیقہ ابطال خلافت سقیفہ مین ہرچند مکرراً حالی کیا گیا ہے لاکن توفیق معنی اتخاذ مطاع کفرہ کے ساتھہ نصب وتقرر خلیفہ کے ازسرنو داعی توضیح واضح اور مقتضی تکرار بیان لائح ہے دیکھو نصب وتقرر خلیفہ کا اور اختیار وانتخاب کرنا اوسکا علے الاعلان مشابہ تراخذ واتخاذ گوسالہ پرستی فرقہ سامری سے ہی اور حضرت رسالت نے فرمایا کہ ۲ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین اور اوتعہ سبحانہ اس اتخاذ پر تہدید کفر کے فرماتا ہی کہ ۳ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ اور اصحاب جاہلیت جسطرح اپنی قوم وقبیلہ کے اغنیا کو اپنا امیر مقرر کرلیتے تھے اور احبار ورہبانان کو مطاع دینی بنالیتے

۱ نہین جمع ہوگی میری امت خطا پر ۲ البتہ البتہ تم اتباع کروگی طریقون کا اون لوگونکے جو تمسے پہلے تھے ۳ ہر آئینہ تمنے اپنی نفس پر اخذ کرنے مین گوسالہ کے ظلم کیا۔

تھی جسکی خبر آیہ الذین[ط] یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک
مین آئی ہی کیونکہ ارباب نفاق نے اپنے مرافعہ پیش کرنے مین خدا ورسول کو متروک رکھکر
اپنا حاکم کعب بن اشرف یہود کے سرغنہ شخص کو اختیار کیا تھا پس کہا گیا یریدون
ان یتحاکموا الی الطاغوت مین دیکھتے ہے یہان اہل الحل والعقد اصحاب سقیفہ نے بھی
المنصوص خلافت رب العزت وحضرت رسالت سے اعراض کرکے اپنا مطاع اپنی
قوم وقبیلہ سے بنالیا اور نص خلافت سے انکار کیا اور احکام منصوصہ مین سے بعض کو
قسم متشابہات سے گردانا اور بعض کے وارد ہونے سے محض انکار کردیا اور جبر الطے
قہر واستیلاء کے اس خلافت سقیفی مین داب نمرودی اور شوکت فرعونی سے اخذ
اور اختیار کی گئین ہین کہ مجلس مبایعت مین غلظت وشدت وتشدد وتعدی استعمال
کی گئی حلیۂ سعد بن عبادہ کو درہم وبرہم کردیا گیا اور شور وغل مین غوغائیون کو بھی خجل
کردیا اور اوس مین فطرتی تہذیب اخلاق کو ظاہر فرمادیا کہ سعد کو پائمال بھی کیا اور
اور بجواب شکایت پائمالی کے قتل اللہ سعدا کہدیا اور بنی ہاشم منحرفین خلافت
پر خانہ سوزی اہلبیت کا زور ڈالا اور اس پائمالی اور زور وداب ڈالنے کا نام اتفاق
امت اور اجماع رعایا بر خلافت تجویز کرلیا پس یہ زور وزبردستی کا اتفاق اور وہ بھی
شاہ اور ہم شکل عمل اشرار وفعل کفار کے کیونکر تحت مین حدیث لا یجتمع امتی علی خطاء

[ط] ایا نہین دیکھا تو نے طرف اونکی جو زعم کرتے ہین کہ ہم ایمان لائے ساتھ اوس چیز کے جو پیغمبر پر نازل ہوئی اور اوس پر
جو پہلے نازل ہو چکی وہ ارادہ کرتے ہین کہ اپنا حاکم طاغوت کو قرار دین اور مرافعہ اوسکے سامنے لیجا دین۔

کے آسکتا ہی اور اس اجماع مین شدت شباہت بعمل فرقہ سامری کے یہ ہوئی کہ جس طرح اونہون نے ہارون خلیفہ موسی کو مستضعف کردیا اونہین کی تتبع اور قدم بقدم یہان بھی جناب امیر کو مجبور کرلیا اسطرح یہ اجماع مصداق مَن تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [۱] کی ہوگا جسکی تصدیق احادیث انتم اشبہ الامم بنبی اسرائیل سے بخوبی ہوتی ہی

اب بعد دریافت ہونے انواع واقسام خلافت کے وعلاوہ دیگر آیات کثیرہ منصوص الخلافۃ الحقۃ الدینیہ من حضرت النبویہ ومحتوی خلافۃ اللصوص کے حال ہر دو خلافۃ من عند اللہ ومن عند الناس مابعد النبی صلعم کا دو تا آیت مذکور العدد سے [۲] (جو وہ آیہ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ اور آیہ [۳] فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ہین واضح ہوگیا کہ اس امت مین بھی بمشابہت خلافت ہائے امت موسوی کے یہہ دونون خلافتین واقع ہوئین بنی اسرائیل مین خلافت خود اختیاری کے بارہ مین آیہ بئسما [۴] خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم آیا ہے یہان بقولہ فہل عسیتم سے اوس خلافت خود اختیاری کو معین فرمایا ہی وہان پر تعیین زمانہ خلافت کو بلفظ من بعدی سے تعبیر کیا اور یہان لفظ عسیتم سے اور وہان تعریف خلافت مین لفظ بئسما آیا ہے اور یہان تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ کا اضعاف فرمایا ہے جو مفاد بئسما سے

---

[۱] جو شخص کسی قوم کی مشابہت اپنے طرز وانداز مین اختیار کرے پس وہ اوسی قوم سے ہے

[۲] ترجمہ آیہ نمبر ۲ کا صفحہ ۳۸ مین اور نمبر ۳ کا صفحہ ۳۰ مین و نمبر ۴ کا صفحہ ۴۳ مین گذرا۔

اس مین زیادہ توضیح ہی غرض کہ خلافت خود اختیاری واجماع الناسی ہین فساد فی الارض
وقطع ارحام کو صاف لفظون مین ارشاد کیا ہی جسکی صراحت محتاج بیان نہین ہے
اور حال خلافت من عند اللہی زمانہ امت موسوی کے قول حضرت ہارون ان القوم استضعفونی
وکادوا ان یقتلونی مین مذکور ہے جو مخبر اونکے عدم تصرف کا ہی اور یہان اوس عدم تصرف
کو بلفظ یر شہا کے اشتباہ فرما دیا ہی کما قلت آنفا اور وہان خلیفہ کے تعین بقولہ قال
موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی کے فرمائی ہی اور یہان عبادی الصالحون
ارشاد فرمایا ہی اور مصدق اور مشید اس توفیق خلافتہا ے بنی اسرائیل اور اس امت
مرحومہ کے آیات کثیرہ اور اخبار خطیرہ ہین مشابہت رسالت مین آیہ وا رسلنا الیکم
رسولا کما ارسلنا الی فرعون رسولا ہے اور مشابہت خلیفہ برحق مین حدیث
منزلت مشہور ہی اور مشابہت خلافت باطلہ مین آیہ بئسما کافی ہے اور مشابہت
باہمی ہر دو امت مین آیہ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من
قبل اور اخبار انتم اشبہ الامم سمتا ببنی اسرائیل وارد ہین ازانجملہ حدیث
صحیح ترمذی ہی کہ جو جامع الاصول کی کتاب الفتن مین مذکور ہے کہ قال رسول اللہ لیاتین
علی امتی ما اتے علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم
من اتی امہ علانیۃ لیکونن فی امتی من یصنع ذلک الحدیث اور حدیث

۱ تحقیق قوم نے مجھے ضعیف کردیا اور قریب ہی کہ وہ مجھ قتل کردین ۲ بھیجا ہمنے تمہاری طرف رسول کو جیسا کہ بھیجا ہمنے رسول کو طرف فرعون کے ۳ ایا ارادہ رکھتے ہو یہ کہ سوال کرو تم اپنے نبی صلعم سے جیسا کہ سوال کیا گیا موسی پیغمبر قبل تمہارے ۴ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میری امت پر وہ آتا ہی کہ جو بنی اسرائیل مین گذرا مطابق نعل کے نعل سے یہانتک کہ اگر بنی اسرائیل مین سے کوئی شخص اپنی مان سے علانیہ مرتکب زنا ہوا ہے البتہ میری امت مین جو ہوگا ایسا ہی کریگا

اَنتُم اَشبَہُ الاُمَمِ سِمتاً بِبَنِی اِسرَآءِیلَ لَتَرکَبُنَّ طَرِیقَتَہُم حَذوَ النَّعلِ وَالقُذَّۃِ غَیرَ اَنِّی لَا اَدرِی اَتَعبُدُونَ العِجلَ اَم لَا کما فی تفسیر الکشاف[۱] اور حدیث لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَن کَانَ قَبلَکُم شِبراً بِشِبرٍ وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَو دَخَلُوا جُحرَ ضَبٍّ لَتَتَّبِعُوہُم الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین من مسند ابی سعید الخدری[۲] اور حدیث لَتَرکَبُنَّ سُنَنَ مَن کَانَ قَبلَکُم حَذوَ النَّعلِ بِالنَّعلِ وَالقُذَّۃِ بِالقُذَّۃِ کما فی النہایۃ لابن اثیر اس مطابقت مین آیت بئسما خلفتمونی و آیت فہل عسیتم ان تولیتم کے مُصَدِّق و مُفَسِّر واقع ہین پس امر بیعت بھی چونکہ نفس خلافت کے تابع ہے لہذا جس نوع کی خلافت ہوگی بیعت کا بھی وہی حکم ہے اگر خلافت دنیوی ہے تو بیعت بھی تحقیقاً علی السلطنۃ ہوگی اگرچہ معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الدینیہ ہووے اسلئے کہ امر واقع کو فرض فارض اصل ماہیت سے کہین منقلب نہین کرسکتا ورنہ امیر معاویہ کی خلافت برطبق معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الحقہ بغاوت و طغیان و سلطنت سے شمار نکیجاتی اور اگر خلافت دینیہ ہے تو بیعت مکرہین سے وہ خلافت دنیویہ اور خلافۃ باطلہ نہین سمجھی جا سکتی ہے یہان پر بضرورت مقام انواع و اقسام بیعت کو بھی لکھا جاتا ہی کہ جواب معترض مین اصل مرام و دخل تام ہے

بیعت لغۃ بمعنی عہد بستن کے ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیعت ایک معاہدہ ہے جو اطاعت اور موافقت و عدم منازعت مین کیا جاتا کسی مُطاع یا متملک یا

(۱) لغایتہ ہو کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تم زیادہ مشابہ ہو اگلوں سے رستہ چلنے مین ساتھ بنی اسرائیل کے البتہ البتہ انکی ہی طریقہ رکوب کرنیوالی ہو برابر جوتی کے تلو کے اور تیر کے سوا اسکے کہ مین نہین جانتا ہون کہ آیا تم گوسالہ کے عبادت کروگی یا نہین (۲) البتہ البتہ اتباع کروگی اپنی پہلے لوگونکی سنتون کا بالشت بہ بالشت اور ذراع بہ ذراع یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کی بہٹ مین داخل ہوں

تاکہ سے امور ملکی مین مرسوم تہا اور وہ عہد رسالت مین بہی بغرض تشئید نظم شریعت و
غلبہ اسلام و اشاعت دین مبین کے ثابت ہے چنانچہ ایام جہاد مین تابعین اسلام سے معاہدہ
جانبازی لیا جاتا تہا چنانچہ آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ مین مذکور ہے
جو بیعت تحت الشجرۃ مین نازل ہوا ہی صحیح مسلم مین جابر انصاری رض سے مروی ہے
کہ بایعنا علی ان لا نفر اور سلمہ صحابی سے منقول ہی انہم بایعوہ یومئذ علی الموت
اور ابن عمر اور عبادہ بن الصامت سے ماثور ہے بایعنا علی السمع والطاعۃ وان لا
ننازع اہلہ اور نواوی نے شرح مسلم مین ابن عمر سے نقل کیا ہی کہ البیعۃ علی الصبر
اور اوسکے معنی مین لکہا ہی کہ قال العلماء ہذہ الروایۃ تجمع المعانی کلہا وتبین
المقصود کل الروایات فالبیعۃ علی ان لا نفر معناہ الصبر حتی نظفر بعدونا
او نُقتل وہو معنی البیعۃ علی الموت ای تصبر وان آل بنا ذلک الی الموت لا ان
الموت مقصود فی نفسہ وکذا البیعۃ علی الجہاد ای والصبر فیہ واللہ اعلم و
کان فی اول الاسلام یجب علی العشرۃ من المسلمین ان یصبروا ابالمائۃ من الکفا

ع۱ یعنی تحقیق وہ لوگ کہ جنہون نے تجہسے بیعت ای پیغمبر کی ہی سوا اسکے نہین کہ ان لوگون نے خدا سے بیعت کی ہی (اونکی نکث و نقض بیعت پر فانما ینکث علی نفسہ صادق آویگا وہ اس معاہدہ کو آسان نہ سمجہہ لیں) ع۲ ملخص مرویات وعبارات کا تعریف بیعت مین یہ ہی کہ تمنے رسول صلعم سے اسپر بیعت کی کہ ہم جہاد مین فرار نہ کرینگے اور یہ کہ اونہون نے رسولخدا سے آنکے دن یعنے یوم حدیبیہ مرجانے پر بیعت کی اور یہ کہ ہمنے سمع اور طاعت پر بیعت کی اور یہ کہ صاحبان حق سے یعنی مستحقین خلافت سے نزاع نکرینگے اور یہ کہ بیعت نام معاہدہ صبر و قرار کا ہے اور علمانے فرمایا ہے کہ یہ روایت البیعۃ علی الصبر کے جامع معانی جملہ مرویات کے ہے اسلیے کہ بیعت عدم فرار سے مقصود صبر و ثبات جہاد مین ہے یہانتک کہ دشمن پر ظفریاب ہون یا خود قتل ہوجاوین اور بیعت علی الموت کے معنی بہی صبر و ثبات کے ہی ہین اور ایسے ہی بیعت علی الجہاد مین بہی صبر و ثبات کارزار مین مقصود ہے اور صدر اسلام مین دس سلمانون پر صبر و ثبات بمقابلہ ایک سو کافرون کے واجب ہوتا تہا کہ نہ بہاگین اور ایکسو سلمانون پر مقابلہ ایکہزار کفار کے صبر و ثبات واجب تہا پہر یہ حکم منسوخ ہوا اور صبر کرنا بمقابلہ ضعف کے واجب رہا انتہی

ولا یفروامنهم وعلی المایئة بالصبر لانفر کا فر آئم لنسخ ذلك وصار الواجب مصابرة الثلین
اوران تمام مرویات صحابہ اور افادات علماے عامہ سے ثابت ومتحقق ہوا کہ صدر اسلام مے
بیعت جہاد دین لیجاتی تھی خواہ اوس بیعت مین لفظ سمع وطاعۃ کہا جاتا ہو یا لفظ علی ان
لانفر یا علی الصبر وغیرہ اور ماحصل بیعت کا جانبازی کرنا تہا اور مقصود بیعت سے بیع کرنا
اپنے نفس کا اور عبد اور غلام ہوجانا من لہ البیعۃ کا (یعنے جسکی بیعت کیجاوی) نہین
سمجہا جاتا تہا جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عہد خلافت بنی امیہ مین یہ معاہدہ بیعت معاہدہ
عبدیت قرار دیدیا گیا تہا حالانکہ حر مسلم درزمان اسلام کسیطرح غلام نہین ہوسکتا
پھر نہج یہ معاہدہ کسی منصب نبوت یا عہد امامت رب العزت کا متحقق کرنے والا نہین تہا
بلکہ غرض وغایت اس معاہدہ اطاعت اور بیعت سے اتفاق اہل اسلام کا شوکت
وترقی وشیوع دین مبین کے لیے تہا ائمہ معصومین علیہم السلام نے بہی جو مومنین
وعامہ مسلمین سے بیعت لینی اختیار فرمائی ہی غرض وغایت اوس سے اونکو متقرر کرنا
اپنی امامت کا نہین تہا بلکہ مقصود اتفاق مومنین سے تشئید نظم خلافت وترقی
دین وغلبہ ایمان مدنظر رہا ہے اور اسی لئے اس معاہدہ بیعت کا شرف اسلام مین
قرآن سے ثابت ہی اور نکث بیعت بقولہ تعالی ومن نکث فانما ینکث علی نفسه
کے اشنع شائع تہا مگر ناکثین وفارین نے اوس شرف کو ایسا عرض بازار اہل کساد
اور دستمال اصحاب فتنہ وفسا د کردیا کہ ہر متغلب وطاغی ومتمرد وباغی اور ہر ظالم وفاسق
وہر مفسد وقاطع الارحام ومنافق کی بیعت علی الخلافۃ الحقہ بالسمع والطاعۃ وبالطوع

والرغبۃ شرعاً بلکہ بشریعت نفسانی جائز گردانی اور اوس متغلب و باغی کا امام صدق
وخلیفہ برحق ہونا داخل شریعت عمؑ کر لیا حالانکہ کتاب شرح مواقف مین مذکور ہے
کہ اِنَّ البَیعۃ لَیسَت عِندَنَا مُثبِتَۃً لِلاِمَامَۃِ حَتّیٰ یَتِمَّ مَا ذَکَرتُم بَل ھِیَ عَلَامَۃٌ مُظھِرَۃٌ
لھَا کَالاَقیِسَۃِ وَالاِجمَاعَاتِ اور عنقریب معلوم ہوگا کہ بیعت کا اثر حقیت خلافت مین
بہ تشبت اقسام بیعت کے بمثل قیاس و اجماع کے بہی نہین نہ بیعت قوام امامت وخلافت
حقہ دینیہ سے ہی کیونکہ تحقق امامت کا من عند اللہ ہوتا ہی خواہ بیعت عام یا خاص گروہ
انام کے واقع ہو یا نہو پھر نوع عہد رسالت مین مومنین خالصین و مسلمین موقنین بیعت
بطوع و رغبت پیغمبر خدا صلعم سے کر کے حق معاہدہ ادا فرماتے تھے اور گروہ منافقین
ومذبذبین ومولفۃ القلوب بطمع اموال غنائم وحصول منافع وظہور لشار تہائے ملکی
وحرص تصرفات امارت کے ونیز بخوف قتل کے اختیار کیا کرتے تہی جب اسلام مین
زمان فتن وملاحم کا بدستیاری اصحاب ضغائن کے دوران ہوا جسکی خبر مخبر صادق
حضرت ختمی نبوت نے حذیفہ یمان کو دی تہی کہ تکون بعدی أئمۃ لایھتدون بھدائی
ولایستنون بسنتی وسیقوم فیہم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان
انس قال (حذیفۃ) قلت کیف اصنع یارسول اللہ ان ادرکت ذلک قال صلعم
تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع کما فی الصحیح لمسلم

۱ یعنے بیعت تردیہم اہلسنت کے ثابت کرنیوالی خلافت و امامت کی نہین ہی یہانتک کہ اعتراض تمہارا پورا ہوسکے بلکہ بیعت ایک ظاہر علامت خلافت کی ہے مثل قیاسات اور اجماعات کی انتہی ۲ یعنے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میرے بعد ائمہ ہونگے وہ میری ہدایت کی موافق ہدایت یافتہ نہونگے اور میرے طریقہ پر نہ چلینگے اور
...پیٹہ مضروب ہوا اور مال تیرا لیلیا جاوی پس سمع وطاعت بسر کرا تو

اس حدیث سے جواز بیعت امراے جور کا علی السمع والطاعۃ ثابت ہوا اور حدیث ابن عباس
مین رسولخدا صلعم سے بجاے لفظ ائمہ کے لفظ امیر و سلطان ماثور ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین
مذکور ہے قال قال صلعم من کرہ من امیرہ شیئاً فلیصبر علیہ فانہ لیس احد من الناس خرج
من السلطان شبراً فمات علیہ الامات میتۃ جاہلیۃ پس اوس تغیر دوران
سے شان مطاع کی بوجہ تسلط اصحاب ضغائن کے بدل گئی کہ بجائے مطاع حق کے
مطاع باطل و جائر ہو گئے جنکے بدن مین قلوب شیاطین ثابت ہوے تو شان اوس معاہدہ
بیعت کی حسب حال زمانہ کے منعکس ہو گئی کہ مومنین موقنین بیعت مطاع متغلب
و متملک کے بخوف قتل و حرق بیوت کے اور منافقین و مؤلفۃ القلوب بامید منافع
و ظہور ملۃ واحدہ کے بخوشی و رضا بیعت کرنے لگے پس تغیر حیثیات پر بیعت کی ہی چند
قسمین ہو گئین اول بیعت صادقہ مومنین صالحین کی خلافت حقہ پر جسکی صراحت
محتاج بیان نہین ہی دوسرے بیعت مکرہہ منافقین یا طماعین کی خلافت محققہ اہل اسلام
پر جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر خلافت امیر مین نقل کیا ہی کہ ان طلحۃ
والزبیر بایعا کارھین غیر طائعین خرجا الی مکۃ اور یہ دونون صحابی از جملہ
اصحابی کالنجوم علی زعمہم تھے جنکے اقتدا مین انکو ہدایت پانی ہی فاحفظ تیسری بیعت

---

(۱) یعنی فرمایا کہ جو شخص کراہت پاوے کسی چیز مین اپنے امیر سے پس چاہیے کہ اوس امر مکروہ پر صبر کرے پس شان یہ ہے کہ کوئی آدمیون مین نہین ہی کہ جو ایک بالشت اطاعت سلطان سے باہر جاوے اور وہ اوسی حال مین مرجاوے مگر یہ کہ موت جاہلیت مین مرا
(۲) یعنی طلحہ و زبیر مبشرین بالجنۃ نے بیعت بکراہت بلا رغبت کی تھی پھر وہ دونون مکہ کی طرف چلے گئے بارادہ خروج کے انتہی

بکرہ مگر مومنین خلافت باطلہ پر مثل بیعت بزمان الف شہر کے جو عامۃ الناس نے امرائے بنی امیہ
و بعد ازان خلفائے بنی عباس کے بکراہت قلبی اور خواص نے گروہ اہل دیانت سے
بخوف قتل و نہیب کے اختیار کی تھی چنانچہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کی بیعت
منصور دوانقی کی خلافت پر بربنائے قہر خلیفہ کی تاریخ الخلفاء مین اسطرح مذکور ہے واذی
المنصور خلقاً من العلماء ممّن خرج معهما (ای مع محمد وابراهیم ابنی عبد الله
بن الحسن بن الامام الحسن علیه السلام) او امر بالخروج قتلاً وضرباً وغیر ذالک
منهم ابو حنیفة وعبد الحمید بن جعفر وابن عجلان وممّن افتی بجواز الخروج
مع محمد علی المنصور مالک بن انس وقیل له ان فی اعناقنا بیعة للمنصور فقال
انّما بایعتم مکرهین ولیس علی المکره یمین چوتھی بیعت بالرضا خلافت باطلہ
پر جیسا کہ نواصب شام امرائے بنی امیہ کے کیا کئے پانچوین بیعت علی الضلالۃ والبلاء
ہے جیسا کہ بقایائے صحابہ و صلحائے عصار اہل مدینہ طیبہ نے امیر معاویہ و یزید بن معاویہ
کی اختیار فرمائی تھی چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین بروایت ابن منذر
نقل کیا ہے قال قال ابن عمر حین بویع یزید ان کان خیراً رضینا وان کان بلاءً صبرنا

ع ملخص ترجمہ یہ ہے کہ منصور عباسی خلیفہ نے ایک مخلوق کو گروہ علما سے ایذا پہونچائی قتل کرنے اور زد و کوب وغیرہ فرمانے سے اون لوگونکو کہ جنہون نے محمد کی ہمراہی مین منصور پر خروج کیا تھا یا حکم خروج کا دیا تھا اونمین ابو حنیفہ اور عبد الحمید و ابن عجلان تھے اور اون لوگونمین جنہون نے خروج کا فتویٰ ہمراہی محمد کے منصور پر دیا تھا مالک بن انس ہین امام مالک سے کہا گیا کہ ہماری گردنون مین منصور کی بیعت ہے امام مالک نے فرمایا کہ حرج نیست کہ تمنے منصور کی بیعت باکراہ کی ہو اور مکرہ پر یمین نہین ہے انتہی

ع یعنے ابن عمر نے وقت بیعت یزید کے فرمایا کہ اگر یہ بیعت بخیر ہے تو ہم راضی ہو گئے اور اگر یہ بلا ہووے گی تو ہمنے صبر کیا انتہی

اس روایت سے جواز بیعت علی البلا ربنا بر سیرت صحابی جلیل ابن عمر کے ثابت ہوگیا
اور امام ہمام بخاری نے تاریخ صغیر مین وہب بن کیسا مولی الزبیر سے نقل کیا ہے
انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قدم بسر بن ارطاۃ المدینۃ زمان معاویۃ فقال لا
ابائع رجلا من بنی مسلمۃ حتی یاتی جابر فاتیت ام سلمۃ بنت ابی میۃ زوج
النبی صلعم فقالت بائع فقد امرت عبد اللہ بن ربیعۃ ابن اخی ان یبائع علی ذمتہ و
مالہ وانا اعلم انہا بیعۃ ضلالۃ [1] **چھٹی** بیعت مافوق الضلالۃ والبلا ربدرجۂ
قصوی ہے جو صحابہ کالنجوم کے آثار و سیر سے بزمان یزید بن معاویہ و عبد الملک
کے ثابت ہوئی ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین
مین اوسکو نقل کیا ہے کہ کانت بنو امیۃ تختم فی اعناق المسلمین کما یوسم الخیل علامۃ [2]
لاستعبادھم وبائع مسلم بن عقبۃ اھل المدینۃ کافۃ وفیھا بقایا الصحابہ واولادھا و
صلحاء التابعین علی ان کل منھم عبد قن لامیر المومنین یزید بن معاویۃ الا علی بن الحسین
فانہ بائعہ علی انہ اخوہ وابن عمہ قال ونقشوا اکف المسلمین علامۃ لاسترقاقہم کما یصنع
بالعلوج من الروم والحبشۃ [3] اور تاریخ الخلفا مین منقول ہے وفی سنۃ اربع وسبعین

۱ یعنے جابر انصاری صحابی سے سنا کہ فرماتی تہی کہ بسر بن ارطاۃ زمانہ خلافت امیر معاویہ مین داخل مدینہ طیبہ ہوا بیعت لینی کی غرض سے
اور کہا کہ مین کسی شخص قبیلہ بنی مسلمہ سی بیعت نہ لونگا جبتک کہ جابر انصاری بیعت کرلے نہ اوی جابر فرماتے ہین کہ مین خدمت
ام المومنین ام سلمہ کے حاضر ہوا اونہون نے فرمایا کہ اے جابر بیعت کرلے مین نے اپنے بھتیجے عبد اللہ کو بہی اجازت دیدی ہے کہ
بشرط حفظ جان و مال کے بیعت کرلینا کہ یہ فعل بیعت کا بیعت ضلالت ہی انتہی ۲ یعنے بنی امیہ مسلمانون کی گردنون پر مہرین
داغ غلامی کی لگاتے تہی جیسے گھوڑون پر علامت کے داغ دیا کرتے ہین اور مسلم بن عقبہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت اہل مدینہ سے
جنمین باقیماندگان صحابہ اور صلحاے تابعین تہی عبدیت کی لی اس بنا پر کہ بیعت کرنیوالے غلام یزید کے ہین اور امام زین العابدین نے
بیعت صرف اخوۃ پر فرمائی کہ یزید میرا بہائی چچا کا بیٹا ہی مین اوس سے مخالفت نکرونگا اور راوی نے کہا ہی کہ باقی لوگون کی ہتھیلیون پر
داغ غلامی لگا دئے گئے جیسے کہ داغ غلامی کی بندیان روم و حبشہ کے ہاتھون پر لگائے جاتے ہین ۳ مخفی نہ رہے کہ حجاج نے سنہ مین

سار الحجاج بن یوسف الی المدینۃ واخذ یعنت اھلھا ویستخف ببقایا من فیہا من صحابۃ رسول اللہ صلعم وختم فی اعناقہم وایدیہم یذلہم کانس وجابر وسھل بن سعد انتہی اور مختصراً اس قصہ کو صاحب حبیب السیر نے بھی لکھا ہی ۔

(۳) ساتوین بیعت علی السلطنۃ ہے جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین مستعین باللہ بن متوکل عباسی کی خلافت پر بیعت علی السلطنۃ کو صاف الفاظ مین بدین عبارت نقل کیا ہو کہ بویع الخلیفۃ بالسلطنۃ مضافۃ للخلافۃ وذلک فی المحرم سنہ خمس عشرۃ اور یہ بیعت ارباب حل واہل العقد واصحاب کلام وولاۃ الامور الحکام وصاحبان مناصب و احکام اور حملۃ العلم والاعلام وحماۃ السیوف والاقلام وخواص الائمہ وعامۃ الامۃ نے بالاتفاق کی تھی۔ یہان سے دو امر محتج بہ ثابت ہوئی ایک بیعت کرلینا اہل الحل والعقد کا اور معاہد اطاعت اختیار کرنا کسی مُطاع کے سلطنت پر جو یہ بیعت علاوہ بیعت حقہ علی الخلافۃ الدینیۃ الحقہ کے ہے اور یہی مطلوب ہے ورنہ اس بیعت کے ساتھ ضرورت اضافہ بیعت علی الخلافۃ کے (جسکو مفید خلافت دینی مین سمجھا گیا ہی) ہرگز نہوتے لہذا یہ بیعت علی السلطنۃ مغائر اوسکے ظاہر ہوئے دوسری یہ کہ جسجگہ محض بیعت واحدہ للخلافۃ ہووے تو لفظ خلافت چونکہ بمعنے لغوی واصطلاحی کے (بدین معنے کہ خلافت لغت مین سلطنت دنیوی اور اصطلاح مین امامت دینی کو کہتے ہین)

مین داخل مدینہ ہوا اور اہل مدینہ کو گنہگار و نافرمان بردار عبد الملک کا قرار دیا اور باقی ماندگان کا صحابہ رسول سے استخفاف کیا اور اونکی گردنون پر اور ہاتھون پر مہرین لگائین کہ وہ ذلیل ہوئے انتہی ۱۲ (۳) یعنے خلیفہ بیعت کیا گیا سلطنت پر باضافہ بیعت خلافت کے اور وہ بیعت علے السلطنت والخلافۃ محرم سنہ ۱۵ مین واقع ہوئی انتہی

مشترک ہو اور اطاعت ہر مطاع برحق و ناحق کی ضرورۃً واجب ہے اور معاہدہ بیعت پر اہل بیعت کی موقوف ہے تو ایسی بیعت کسی طرح مُثبتِ خلافت حقہ دینیہ کسی متملک و متغلب کے لئے نہین ہو سکتی اور یہی جواب مین ایراد عامہ کے بس کافی ہے اسلئے کہ ممکن ہے بلکہ مظنون ہے بلکہ متیقن ہے کہ اون مبایعین نے (جنہون نے مبیعین کو ظالم و جائر بارہا اپنے کلام مین بیان کیا ہے) بیعت اونکی للخلافۃ بمعنے لغوی سلطنت کی اپنے نیت مین کی ہووے فلا حجۃ لہم فافہم اور موید اور موکد اس بیعت علی السلطنۃ مین باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیۃ ہی جو صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے چنانچہ امام نواوی نے شرح مسلم کی حدیث عن عبادۃ قال بایعنا رسول اللہ صلعم علی السمع والطاعۃ مین افادہ فرمایا ہے کہ قولہ بایعنا علی السمع المراد بالمبایعۃ المعاھدۃ[۱] وھی ماخوذۃ من البیع لان کل واحد من المتبایعین کان یمد یدہ الی صاحبہ وکذا ھذہ البیعۃ تکون باخذ الکف اور قبل اسکے اپنی شرح مین رقم فرماتے ہین ومعنے الحدیث لا تنازعوا ولاۃ الامور فی ولایتہم ولا تعرضوا علیہم الی ان افاد[۲] اجمع اھل السنۃ انہ لا ینعزل السلطان بالفسق ثم قال قال القاضی عیاض اجمع العلماء علی ان الامامۃ لا تنعقد لکافر وقال بعض البصریین تنعقد لہ وتستدام

[۱] مراد بیعت سے معاہدہ ہے اور یہ ماخوذ ہے بیع سے اسلیئے کہ ہر ایک بائع و مشتری ہاتھ اپنا دراز کرتا ہے معاملۂ بیع مین لین دین کے لئے اپنے صاحب کی طرف کو اسی طور پر بیعت ہوتی ہے ہاتھ پکڑنے سے۔ [۲] اجماع کیا اہلسنت نے یہ کہ سلطان بوجہ فسق کے معزول نہین ہوتا اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ اجماع کیا ہے علماء نے اسپر کہ امامت کافر کی منعقد نہین ہوتی اور فرمایا بعض علماء بصرہ نے کہ کافر کیلئے امامت منعقد ہوتی ہے اور وہ اوسکیلئے مستمر ہوگی

انتہی ملخصاً بالقدر الحاجۃ ان افادات سے واضح ہوا کہ حقیقت معاہدہ بیعت کی محض اطاعت ہی جو بوجہ مماثلث معاملۂ بیع کے نام اسکا بیعت ہوا نہ یہ کہ اصل بیع ہووے اور یہ کہ بیعت امرا اور سلاطین کے بہی عندہم جائز ہے اور یہ کہ نزاع کرنا ملوک امرا سے ناجائز ہی اور یہ کہ امام منعقد لہ الامامۃ کا کفر وفسق عندہم مانع امامت وسلطنت کے نہین پس یہ حال بیعت اور اہل بیعت کا ہی ایسی حالت مین اگر کوئی مجبور کسی متغلب کی بیعت اوسکو کافر یقین کرکے جبراً اختیار فرمائی اوس مبیع کا کفر اور فسق اوسکی بیعت سے کسطرح زائل ہوسکتا ہی **آٹھوین** بیعت فضولی ہے کہ جو اہل الحل والعقد وصلحاء وفقہاء واہل فُتیا وقُضاۃ وحُماۃ وائمۃ وشیوخ وحُفّاظ اہل سنت والجماعۃ قبل از وقت بلا تحقق شرائط متخذہ للخلیفۃ کے کسی حمایتی کی بیعت کرلین جیسا کہ امیر معاویہ کے قبل از سال جماعت کے قضیہ حکمین پر بیعت کرلی گئی سیوطی نے کلام ابن حجر عسقلانی سے ذکر ائمہ اثنا عشر مین اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے صدر مین نقل کیا ہے والذی اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلٰثۃ ثم علیٌ الیٰ ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمّی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثمّ اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن الخ اس سے ظاہر ہوا کہ معاویہ کی خلافۃ پر واقعۂ حکمین کی وجہ سے اتفاق واجماع ہوا جو معاویہ کو اوس وقت مین خلیفہ کہا گیا ورنہ کوئی خلیفۂ مستخلف بانی خلافت معاویہ نہین تہا جسکے عہد پر وہ خلیفہ کہا جاتا لہذا یہ بیعت فضولی تہی کہ تحقق شرائط خلافت پر تحقق اوسکا موقوف رہا جو عندہم سال جماعت مین وہ شرائط بہم پہونچے

۱؎ اور وہ لوگ جنکی خلافت پر اجماع ہوا خلفاء ثلاثہ اور علی مین نوبت حکمین تک پس معاویہ اوسکی دن نامزد بخلافت ہوا پھر صلح امام حسن پر اجماع اوسکی خلافت پر ہوا

اوسوقت سے بنابر قاعدہ متخذہ الدبۃ خلیفہ مستقل سمجھا گیا اور خلافت عبدالملک
مین افادہ فرمایا ہے بویع لعبد من ابیہ فی خلافۃ ابن الزبیر فلم تصح خلافتہ
الی ان قُتِلَ ابن الزبیر فصحت خلافتہ من یومئذ اس عبارت سے واضح ہوا کہ استقلال
کسی خلیفہ ماضی مستخلف سے کوئی خلیفہ نہین ہوا کرتا تاوقتیکہ خلیفہ زمان کو قتل نکرے
اوسکے قتل کرنے پر مقتول کا قایم مقام و وارث ہوتا ہے یہی وراثت خلاف شریعت
ہی اور اگر بیعت سقیفہ کو بھی عینک انصاف سے دیکھا جاوے جیسا کہ فخر رازی اور ابن تیمیہ نے
دیکھا اور اعتراف کیا نہایۃ العقول اور منہاج السنۃ مین کہ سعد بن عبادہ کی بیعت نکرنے
پر شیخین کی خلافت پر اجماع کل فی الکل نہین ہوا بلکہ خلافت عثمان مستند فی الاجماع ہے
تو فعل بیعت سقیفہ کا ضرور عقد فضولی ہوا اور وہ رضاے سعد بن عبادہ پر موقوف رہا
تہا جو وہ رضا حاصل نہوئی تو بیعت بھی فضول گی اور خلافت بھی کما قال ابن تیمیہ
وقد علم بالتواتر ان المسلمین اتفقوا علی مبایعۃ عثمان لم یتخلف عن بیعتہ احد مع
ان بیعۃ الصدیق تخلف عنہا سعد بن عبادہ و بات ولم یبایعہ وما بایع عمر ومات
فی خلافۃ عمر اور امام رازی نے بھی اجماع بیعت عثمان سے بقولہ لانزاع فی ذلک
لکنہ ارتفع ذلک النزاع عند موت سعد بن عبادہ ونحن نتمسک بہذا الاجماع
پھر نوع عقد بیعت سقیفہ کو انہون نے فضول جانا نوین - بیعت فلتت ہی

(۱) بیعت کیا گیا عبدالملک بنابر خلیفہ کرنے مروان کے زمانہ خلافت ابن زبیر مین پس خلافت صحیح نہوئی یہانتک کہ ابن زبیر قتل کیا گیا
پس اوسوقت مین خلافت اوسکی صحیح ہوگئی (۲) برآئنہ جانا گیا تواتر سے کہ مسلمین لے اتفاق کیا بیعت عثمان پر کہ ایک بھی پیچھے
بیعت سے نہین گیا باوجود اسکے کہ بیعت صدیق سے سعد بن عبادہ نے اختلاف کیا اور بیعت نہ کی یہانتک کہ خلافت عمر
مین مرگئے (۳) مرتفع ہوا نزاع خلافت کا سعد بن عبادہ کے مرنے پر اور ہم اسے اجماع سے تمسک کرتے ہین -

تمسک فرمایا اور اجماع خلافت شیخین سے اوس بیعت فضول سے قطع نظر کر لیا ہے

جس مین اکثر اقسام بیعت ہاے مذکورہ شامل ہین جو بلا اتقان و بلا حکم شرعی کے محض
نادیدہ مصلحتون پر واقع ہوتی ہے جن مصلحتون کو خود اہل الحل سواے فلتت کھنے کے نہین
بیان کرسکے کمافی حدیث الفلتت لعمر اور تیرہ سو برس تک معتقدین وہ مصلحتین اپنے
طبائع نقادہ سے محک امتحان پر پیش کرتے ہین اسی لئے نام اوس معاہدہ کا بہی نہین
لکھا گیا کہ یہ بیعت کونسی خلافت کو ثابت کرنے والی ہوسکتی ہے اس تیرہ سو برس کے
وجوہ فلتت تو بہت ہین کہان تک ضبط تحریر ہوسکتی ہین مگر اواخر زمان محدثین کے مصلحت
جو متاخر المحدثین والمتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین اہلسنت والجماعۃ شاہ عبد العزیز نے
اپنے عقیدہ دوم شرائط امامت باب ہفتم کتاب تحفہ مین بغرض اثبات خلافت اصحاب
ثلاثہ کے آیہ وابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ سے تمسک فرماکر افادہ فرمایا ہے
قابل نظر اور حاکی قسم بیعت مذکورہ کے ہے اور وہ مختصر عبارت سراسر افادت یہ ہی کہ
معلوم شد کہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود از نصب بادشاہ است انتہی اور اپنے عقیدہ ششم
مین لکھا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہی امامت بمعنے بادشاہت وریاست نیز اطلاق کنند
زیرا کہ بادشاہ ہر چند خوش سیرت نباشد لاکن در بعض امور دین مثل جہاد و تقسیم غنائم
واقامت جمعہ وعیاد پیشوائی دارد انتہی کما مر آنفا اور متقنین خلافت سقیفہ نے یہ ہی
شرائط خلافت وامامت کے لئے قائم کی ہین جیسا کہ صاحب عقائد نے لکھا ہی المسلمون
لابد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ حدودہم وسد ثغورہم وتجہیز جیوشہم انتہی

ا مقرر کر ہمارے لئے بادشاہ کو کہ ہم قتال اللہ کی راہ مین کرین ۲ مسلمانو نکے لئے ضرور ہے کہ امام قایم ہو ساتھہ نافذ کرنے احکام ور قایم رکھنے حدود اور بند کرنے سوانہا اور مہیا کرنے لشکرون کے اونکے لئے

اب حقیقت خلافت حضرات ثلاثہ کی بالکل کہل گیی کہ گروہ صحابہ اور ذووجوہ عصابہ
نے جو سقیفہ مین بیعت کی تہی اوس سے غرض وغایت فی الذہن اونکے نافذ ہونا اون احکام کا
تہا جو حسب افادۂ صاحب تحفہ کے یہہی ہو سکتا ہی کہ عوام الناس حکم قرآن وحدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اونکے لئے احکام سلطانی درکار ہین کما یاتی اور تجہیز جیوش کا میسر ہونا
نصب خلیفہ سے واسطے حصول غنایم کے ہی مطلوب تہا کہ دولت ومال مین وسعت ہوجاوے
اس مین دین رہے یا جاوے مگر بسر وقت تقرر خلیفہ سے سامان غنایم کا بہم ہو جاوے
جسکی خبر مخبر صادق نے فرمادی تہی کہ اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای
قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف کما امرنا اللہ تعالی فقال رسول اللہ صلعم کلا
بل تنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تباغضون الحدیث کما فی
المسلم اور یہ معلوم ہے کہ فتوحات فارس وروم دولت اصحاب ثلاثہ مین حاصل
ہوگیی تہی پس بامید انہین فتوحات کے صحابہ عالیوقار نے ایک بادشاہ سقیفہ مین مقرر کرلیا
اور اس غرض وغایت ومنشاء خواطر صحابہ کے تصدیق صریح عبارت مین صاحب تحفہ نے
مطاعن عمر مین بجواب تحریم متعہ کے بدین الفاظ افادہ فرمائی ہی لاکن فساق وعوام الناس
کہ قرآن واحکام حدیث راچہ بخاطر مے آرند این جا حکام سلطانی مے باید ولہذا گفتہ اند
ان السلطان یزع اکثر مما یزع السلطان پس اضافت نہی کسبو خود القولہ وانا احرمہما

۱؎ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جبکہ خزاین فارس وروم تمپر مفتوح ہونگے تم کس طرح عمل کروگے اور کس قوم کے مشابہ
ہوجاوگے طرز عمل مین ابن عوف صحابی نے کہ جو از جملہ عشرہ مبشرہ کے ہین عرض کیا کہ جو ہمکو خداوند تعالی نے
حکم دیا ہی وہی عمل کرینگے آپنے فرمایا ہرگز نہین بلکہ تم آپس مین تنافس وتحاسد وتدابر وتباغض کروگے الحدیث

برای این نکتہ است انتہی اس عقیدہ سدیدہ سے یہ نکتہ ضرور حل ہوگیا کہ کلام فاروقی ہم جنس احکام قرآن وحدیث کے نہین تہا فساق وعوام الناس احکام قرآن وحدیث کو خاطر مین نہین لاتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی تہا وہ اونکے لیئے موثر ہوتا تہا اگر کلام فاروقی حسب سیاق شریعت کے ہوتا اور قوت سلطانی نرکھتا وہ بہی اثر ہوتا یہان دوسرا نکتہ یہ بہی معلوم ہوا کہ عہد فاروقی مین بین الصحابہ والتابعین متعہ کرنا شائع تہا چونکہ خلاف منشار فاروقی تہا لہذا وہ عدالت کیش عصابہ متعہ کرنے والا داخل فساق وعوام الناس ہوگیا اور جب اوس عصابہ نے کسی مسئلہ مین انحراف عترت نبی سے واتباع سنت عمری مین اختیار کیا اوسیوقت اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ہوگیا اور تیسرا نکتہ یہ ظاہر ہوا کہ کلام علے مرتضے چونکہ باتباع قرآن وحدیث کے ہوتا تہا اسلیئے عامۃ الناس اوسکو قبول نرکھتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی ہوتا تہا بعض طوعًا وبعض کرہًا اوسکو واجب الامتثال گردانتے تھے پھر ہیچ اس بیعت کی حقیقت آشکارا ہوگئی کہ علی السلطنۃ بغرض جلب منافع غنائم کی تہی اور اصحاب ثلاثہ جنکے عہد دولت مین فتوحات ممالک حاصل ہوئی اور جنکی فتوحات ہی صحت خلافت مین بکمال نازش وافتخار پیش کیجاتی ہین ملوک اسلام علے عقیدتہم تھے اگر یہ حضرات باجازت مستحق و وارث سلطنت کے متصرف ہوتے اور مرتکب محدثات نہ ہوتے تو ہم بہی اونکو ملوک اسلام اور اونکی خلافت کو ریاست حقہ سمجھتے چونکہ ایسا نہین ہوا لہذا متملکین ومتغلبین فے الاسلام کہا جانا مطابق مفادات آیات مذکورہ الصدر کے مضائقہ نہین رکھتا اب ہم نتیجہ کلام اس باب اول کا

مختصر لفظون مین حالی کرتے ہین کہ جب اقسام خلافت وانواع بیعت مین بیعت علے السلطنة
ہی بنا بر سیرت صحابہ ثابت ہوئی اور آیات کثیرہ سے متمکین و متغلبین کی امامت وخلافت
ظاہر ہوگئی تو جن حضرات ائمہ صلوات اللہ علیہم نے بخوف جان ومال کے بیعت اختیار
کرلی وہ بالضرور بیعت علی السلطنة تھی بدین معنے کہ ہم بادشاہ کی اطاعت کرتے رہین گے
کیونکہ خلیفہ بادشاہ کو کہتے ہین عام اس سے کہ وہ مسلم ہو یا کافر فاسق ہو یا منافق
پس اونکے بیعت فرمانے سے خلیفہ بیع امام برحق نہین ہوگیا اور امام حسین نے جو بیعت
اختیار نہین کی اوس مین احیاء اسلام واعلان سُبُل ایمان مقصود تھا اور وہ بیعت بانوق
الضلالة بھی تھے اسکی توجیہات باب چہارم مین اور توضیحات اسکی فصل
چہارم باب مذکور مین بذیل جواب لفظ بلفظ ایرادات معترض کے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعا
ے این مراتب کہ دیدۂ جزو بیست ؛ کارِ کُلّی ہنوز در قدر است —

باب دوم

اون شبہات کے جواب مین ہو جو امیرالمومنین نفس ختم المرسلین پر وارد کی گئی ہین اصحاب
فطانت وارباب متانت بملاحظۂ اقسام خلافت وبیعت کے ہے جو باب اول مین
مفصلاً مذکور ہوئین تمامتر شبہات وایرادات کو مرتفع ومندفع فرما سکتے ہین مگر بپاس
خاطر توضیح طلب کے جواب شبہات کا بعنوان کُلّی اولاً لکھا جاتا ہی کہ یہ خطبات اور مکتوبات
آپکے اگر غائر نظر سے دیکھے اور سلامتی فکر سے سمجھے جاوین تو وہ سب آپکی کمال فصاحت

اور حسن بلاغت اور اعلی درجہ کی قدرت ادائے مطالب اور محاسن مآرب پر دلالت
ظاہرہ سے بلکہ آپکے معجزات باہرہ سے ثابت ہوتی ہین کہ انمین علاوہ اسرار معانی اور
نکات مقاصد اور غوامض معارف کی ایک مابحث فیہ ہی ایسی عبارت مین مذکور ہوا
ہے کہ جس مین جامعیت متضادین کے واقع ہے جو باقتضائے زمان وضرورت مقام
ادائے مرام بصنعت ایہام واحتجاج بوجہ الزام وارد ہے او سپر امر مستزاد یہ ہی کہ ہر بیان
اور ہر ایک استدلال باہمہ ایہام والزام کے بظاہر الفاظ اصول مذہب کے موافق اور
راستی وصدق کے مطابق سچا کلام ہے اور شواہد اس دعوے ایہام اور احتجاج بوجہ
الزام اور بلفظہا صدق کلام کے بہت ہین مگر یہانپر بعض خُطبات نہج البلاغۃ اور بعض
معترفات معتقدین ثلاثہ او بعض قرائن ظاہرہ پر اقتصار کیا جاتا ہی بعد ازان حل معانی
حوالہ قلم کیا جاویگا مخفی نرہے کہ ضرورت ایہام اور غرض وغایت ابہام کو عبدالحمید
بن ابی الحدید معتزلی نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین اسطرح افادہ فرمایا ہی کہ کان
معاویۃ یتسقط علیًا وینعی علیہ ما عساہ یذکرہ من حال ابی بکر وعمر وانہما
غَصَبَاہُ حقہُ ولایزال یکیدہ بالکتاب یکتبہ والرسالۃ یبعثہا یطلب غرتہ لینفث
بما فی صدرہ من حال ابی بکر وعمر (الی ان قال) فیجعل ذلک حجۃ علیہ عند
اہل الشام (الی ان قال) وہوان یثبت عندہم انہ یتبرأ من ابی بکر وعمر
فکانت ہذہ الطامۃ الکبرے لیست مقصرۃ علی فساد اہل الشام علیہ بل
واہل العراق الذین ہم جُندہُ وبطانتہ وانصارہ لانہم کانوا یعتقدون

امامۃ الشیخین الّا القلیل الشاذ من خواصّ الشیعۃ فکان الجواب مجمعا غیر
مبین لیس فیہ تصریح بالتظلیم لھما ولا التصریح ببرائتھما الخ اس عبارت سراسر
درایت سے ضرورت ابہام کلام وابہام مرام واضح ہے کہ امیر معاویہ درپے رہتے تھے
کہ جناب امیر کی بزعم خود لغزشین اور خطائین ہاتھ لگین اسیوجہ سے آپکو غضب دلاتے تھے
کہ آپ فوراً ذکر شیخین کو یاد کر کہہ اوٹھین کہ اون دونون نے میرا حق غصب کیا انہی آپکی برانگیختہ
کرنے کی غرض سے بتحریر مکتوبات و بارسال رسائل کے ہمیشہ کید و مکر کیا کرتے تھی تاکہ
جناب امیر ظاہر فرمادین اوس امر کو جو آپکے قلب مین شیخین کیطرف سے ہی پس اوسے آپ پر
موافق عقیدت اہل شام کے حجت گردانین اور یہ بلاء عظمی اہل شام کے فاسد الخیال
ہوجانے پر ہی محدود نہین تہی بلکہ اہل عراق بہی ہم خیال اہل شام کے اس عقیدہ امامت
شیخین مین تہی جو وہ آپکے لشکری اور دوست اور ناصر شمار ہوتے تہی مگر قلیل اور شاذ
خواص شیعہ اہل عراق اونکے ہم خیال نہین تھی پس جواب آپکی بنام امیر معاویہ مجمل یعنی جواب
غیر واضح الدلالۃ اور غیر مبین المطلوب ہوا کرتے تہی اونمین شکایت علانیہ ظلم شیخین کی نہوتی
تہی نہ اونمین شیخین سے برارت کرنیکی تصریح ہوتی تہی تاکہ زمانہ کے فاسد ہوجانے سے
محفوظ رہی لہذا ضرورت ابہام وابہام کلام کی تہی اوسی بنا پر یہ خطاب و مکتوبات
مشتمل ہین اور ضرورت احتجاج الزامی کی محتاج بیان نہین ہے کہ بعض وہ مکتوبات
جو بنام امیر معاویہ کے ہین مثل قولہ فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک الخ موافق اعتقاد
مکتوب الیہ کے فقط مجوج کرنیکے غرض سے وارد ہوئے ہین اور اگر اتمام حجت بنہج مذہب

حق کے فرماتے جسکے امیر معاویہ مخالف تھے تو وہ اونپر عقلاً حجت قرار نپاتی او رمثل بعض آپکے خطبات کی جنمین فرقہ خاص ہی مخاطب ہے وہ بھی متضمن دلیل الزامی کے ہین جیسا کہ خطبہ اَیَّتُهَا الفِرقَۃُ الَّتِی اِذَا اَمَرتُ لَم تُطِعْ وَاِذَا دَعَوتُ لَم تُجِبْ الخ ہے اسلیے کہ یہ مخاطب نافرمان وہ لوگ تھے کہ علانیہ شیخین سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اور اونکے عہد خلافت مین مطیع اور فرمانبردار رہے اور آپکے زمانہ خلافت مین آپکے احکام کے بجا آوری نکرتے تھے تو ایسے لوگونکے خطاب مین بھی بدلیل الزامی موافق اونکے عقیدہ کے کلام کیا گیا ہے با اینہمہ ضروریات کے صدق کلام بِلَفظِہَا و بدلالت باہرہ خلاف تقیہ و احکام ظاہرہ غیر خفیہ آپکے ایک خاص خطبہ سے ظاہر اور ہویدا ہے گویا کہ ان تمام خطبات اور مکتوبات کے وہ خطبہ تفسیر اور حل معانی مین واقع ہے اوس مین آپنے ولایت ملکی اور امارت حقہ دنیوے کو بیان فرمادیا ہے کسیجگہ اوس مین لفظ امام اہل اسلام یا خلیفہ اہل ایمان بجز لفظ والی کے اور کہین لفظ مسلمون یا مومنون کا بجز لفظ رعیت کے اور کسی مقام پر لفظ امامت یا وصایت کا بجز لفظ دولت کے مذکور نہین ہی بلکہ اصلاح رعیت و استقامت رعیت اور نظام الفت پر اقامت مناہج الدین و عزت دین کو فرمایا ہی جس سی مستدرک ہوتا ہی کہ معاملات اصلاحی بین الوالی و الرعیۃ اور نظام الفت سی (جو بیہ متعلق نظام دنیا و نظام عالم کے ہے) پورا اثر اقامت دین مین ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ فوائد بتامل نظر غور کرنے سے بخوبی پائے جاتے ہین اور وہ خطبہ یہ ہے صفحہ ۲۳۰ اَمَّا بَعدُ فَقَد جَعَلَ اللّٰہُ لِی عَلَیکُم حَقًّا بِوِلَایَۃِ اَمرِکُم وَلَکُم عَلَیَّ مِنَ الحَقِّ مِثلَ الَّذِی

لی علیکم اسمین آپ فرماتے ہین ثم جعل سبحانہ من حقوقہ حقوقاً افترضہا لبعض الناس علی بعض فجعلہا تتکافأ فی وجوہہا ویوجب بعضہا بعضاً ولا یستوجب بعضہا الا ببعض واعظم ما افترض سبحانہ من تلک الحقوق حق الوالی علی الرعیۃ وحق الرعیۃ علی الوالی فریضۃ فرضہا اللہ سبحانہ لکل علی کل فجعلہا نظاماً لالفتہم وعزاً لدینہم فلیست تصلح الرعیۃ الا بصلاح الولاۃ ولا تصلح الولاۃ الا باستقامۃ الرعیۃ فاذا ادت الرعیۃ الی الوالی حقہ وادی الوالی الیہا حقہا عز الحق بینہم وقامت مناہج الدین واعتدلت معالم العدل وجرت علی اذلالہا السنن فصلح بذلک الزمان وطمع فی بقاء الدولۃ ویئست مطامع الاعداء واذا غلبت الرعیۃ والیہا واجحف الوالی برعیتہ اختلفت ہنالک الکلمۃ وظہرت معالم الجور وکثر الادغال فی الدین وترکت محاج السنن فعمل بالہوی وعطلت الاحکام وکثرت علل النفوس الخ ابتدائے کلام مین فقرات ولایت حقہ دینیہ کے مذکور ہین اور قولہ ثم جعل سبحانہ سے ذکر خلافت حقہ دنیویہ کا ہی پس خطبات مذکورہ اور مکتوبات مسطورہ مستدلہ بہا مین جو خلافت مذکور ہوئی ہے وہ خلافت حقہ ملکیہ ہی جو امام منصوص کو باستحقاق نیابت نبوی کے ملنی چاہیے اور جناب امیر کو یوم استخلاف غدیر سے بعد گذرنے تقریباً ۲۵ سال کے حاصل ہوئی تہی اور آپ مخالفین پر اپنے اسی حق فائق کو بالتباس خلافت حضرات متملکین کے احتجاج مین پیش فرماتے تہے مگر اونکی خلافت متملکانہ دنیویہ تہی اور آپکی وہی خلافت حقہ مالکانہ تہی اور یہ دعوے خلافت جسکا ظہور اور تصرف

صلاح رعیت اور اجماع امت پر ہی منحصر تہا کیا سچا دعوی اور سچا کلام ہی کہ اس مین نہ کوئی محل تاویل ہی نہ یہ اس تقدیر پر بدلیل الزام ہے لیکن عوام الناس البتہ اسی التباس کی وجہ سے آپکے احتجاجات مین تمیز نکرسکتے تہے اور یہ ہی سمجہتے تہے کہ آپکا مسلک اور آپکی خلافت موافق مسلک شیخین اور خلافت شیخین کے ہے جو باجماع امت ہوا کرتی ہی نہ بالنص اور اسی غلط فہمی نے منغضین اہلبیت کو مغالطہ مین ڈالدیا اور وہ کچہہ تدبر نہین کرسکے اور نہین کرتے کہ دیگر خطبات آپکی جنمین شکایات قریش اور اتلاف حق کا بیان وارد ہے اگر وہ ظاہر الفاظ خطباتِ مستدلہ سے منطبق کیجاوین تو بداہتہً معارض ومتناقض ہین اور یہ تناقض صریح کسی عاقل وعالم کے کلام مین واقع نہین ہوتا ہے چہ جائیکہ کلام امام معصوم مین ایک خطبہ شقشقیہ ہے ان خیالات مذہب اجماعی خلافت کے باطل کرنیمین بس کافی اور وافی ہے فاحفظ اب ہم بعد اس تمہید کے ان خطبات ومکتوبات کے شبہات کو مصرحاً دفع کرتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے جس خلافت کا دعوی فرمایا اوسکو بحق دیگران بوجہ عدم مساعدت زمانہ کے واگذاشت فرمادیا یا علی زعمہم تسلیم کرلیا یا شکایت غصب حق کے فرمایا نکئے یا خلافت کو باجماع مہاجرین وانصار فرمایا وہ سب خلافت دنیوی تہی جسکے کہ آپ بعد تحقق خلافت حقہ دینیہ کے مستحق تہی نہ خلافت حقہ دینیہ تہی کہ تقرر اُسکا من عنداللہ ہوتا ہی اب کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا نہ ہوسکتا ہی اور جواب بوجہ تفصیلی یہ ہے کہ خلافت حقہ دینیہ کا بنا بر اجماع امت ہونا ہرگز مذہب جناب کا نہین ہے جس کلام سے کہ ایسا شبہ وارد ہوتا ہے وہ خلافت مدعو دنیویہ ہی ہے

اور اس مین شبہ نہین کہ خلافت دنیوی بےمساعدت اعوان وانصار کے میسر نہین آتی جو
تحقق اس خلافت کا بالاستحقاق اور تصرف اسکا بموافقت اہل وفاق و آفاق کچھ ہوسکتا تھا
نہ کسی اور وسیلہ سے لہذا اس مین خصوصیت آپکے مذہب کی دربارۂ تقرر خلافت باجماع
امت نہین ہی بلکہ امر واقع بھی یہ ہی ہی اور جناب امیر نے دعوے خلافت مین استدلال
محض اخوت نبی پر منحصر نہین فرمایا بلکہ احادیث ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصوص
قرآنی واخبار کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے یہانپر فقرہ مختصر آپکے کلام بلاغت نظام
سے ملتقطا نقل کیا جاتا ہی کہ فرمایا آپنے انا اخو رسول اللہ ووصیہ وولیہ و
وزیرہ الخ دلو فرضنا کہ آپنے محض قرابت اخوت سے امر خلافت مین احتجاج فرمائی ہے
پس آپکا دعوے بنابر استحقاق قرابت بہر دو وجہ حجت تحقیقی وحجت الزامی کے سراسر
صدق وواقعا موثر برحق ہوا کہ اہل سقیفہ اوس حجت کو سنکر معترف ومتعذر ہوئے
اور کہنے لگے[۱] لو کان ہذا الکلام سمعتہ الانصار منک یا علی قبل بیعتہا ابابکر
ما اختلف علیک اثنان کما فی کتاب السیاسۃ والامامۃ لابن قتیبہ وترجمتہا
فی روضۃ الاحباب اور حجت تحقیقی آیات قرآنی اور سنن انبیاء سبحانی سے پائی جاتی ہی
کہ از حضرت آدم تا زمان عیسی بن مریم خلافت مطلقہ غیر عشیرہ نبوی کی طرف منتقل نہین
ہوئی اور آیہ وافی ہدایہ[۲] ومن آبائہم وذریاتہم واخوانہم واجتبیناہم وہدیناہم الی صراط
مستقیم لیسین ناطق ہی اور یہ نہین فرمایا ومن حواریہم واصحابہم ومن رائہم الخ

۱ اگر اس کلام کو انصار تجھ سے آے علی قبل بیعت کرلینے ابوبکر کے سنتے تو دو آدمی تجھ سے اختلاف نکرتے ۱۲ ۲ یعنی انبیاء کے آباء وذریات واخوان
کو بھی فضیلت اہل عالم پر دی اور برگزیدہ کیا اور ہدایت کی صراط مستقیم کیطرف انتہی

تاکہ حق برگزیدگی امر خلافت و نیابت کا قرابت سے متجاوز ہو کر صحابہ کیطرف منتقل ہونا
سمجھا جاتا بلکہ اس حق کے لئے ذُرّیّت و اخوّت ہی درکار ہے چونکہ نسل پیغمبر سے اولاد
ذکور نہین تھی لہذا آپنے اگر قرابت اخوت رسول اللہ کے دعوے خلافت کا کیا وہ
بنصّ مذکورہ و دیگر آیات کے حجت روشن ہے اور یہ آیہ کریمہ طہارت اسلام آبا و اجداد
و اخوان انبیا علیہم السلام پر بہی ظاہر الدلالۃ ہے پس جس طرح حضرت موسی پیغمبر کے ولد
نرینہ نہونے پر نیابت و وزارت و خلافت حضرت ہارون اونکے بہائی کو پہونچی وہی صورت
خلافت حضرت نبوی کے لئے پیش آئی کہ آنحضرت صلعم کے بہی کوئی ولد نرینہ وارث
آپکا نہین تہا چونکہ زمان سلف مُشبّہ بہ اس امت مین حضرت موسی نے درخواست رب العزت
سے بقولہ واجعل لی[1] وزیرا من اہلی ہارون اخی دربارۂ خلافت کے پیش کی تہی
اور بارگاہ عزوجل سے بقولہ[2] سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيكَ وبقولہ[3] وجعلنا معہ
اخاہ ہارون وزیرا وبقولہ[4] اذہب انت واخوک بآیاتی وبقولہ کلا[5] فاذہبا بآیاتنا
انا معکم مستمعون وبقولہ تعالے مقولۃ عن موسے قال[6] لاخیہ ہارون اخلفنی
فی قومی وبقولہ[7] واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی الآیہ
اس استحقاق خلافت مین بحق الاخ نص جلی ہین لہذا یہ استدلال آپکا و انا اخو رسول اللہ

ع۱ گردان تو اللہ میرے لئے وزیر میرے اہل سے ہارون میرے بہائی کو ع۲ قریب ہی کہ ہم مضبوط کرینگے بازو تیرا اے موسے
بہائی تیرے سے ع۳ گردانا ہمنے ساتھہ موسی کے بہائی اوسکے کو وزیر ع۴ جا تو اے موسی اور بہائی تیرا ساتھہ نشانیون
ہماری کے ع۵ ہرگز نہین پس جاؤ تم دونو اے موسی و ہارون ساتھہ نشانیون ہماری کے ہم تمہارے ساتھہ سننے والے ہین
ع۶ نمبر ۶ کا ترجمہ ہو ۳ و ۷ ہم پر گذر گیا ع۷ اور بہائی میرا ہارون مجہہ سے زیادہ فصیح اللسان ہے پس اوسکو میرے ساتھہ بہیجیے کا حکم دیکہ وہ میرے کلام

امر خلافت مین درمیان اس امت مشبہ بامت موسیٰ کے جامع مفادات قرآن وسنن
انبیاء رحمٰن واقع ہوا ہے اور اگر تمام تر نصوص منحصر بہا سے غض بصر کیجاوی اور محض
استدلال حدیث اخوت پر حصر ہووے تو بفحوائے قولہ تعالےٰ واخوانا علی سُرُرٍ متقابلین
کے کوئی شخص بدرجہ تقابل ہمنشین وہم چشم خیر المرسلین نہین ہو سکتا مگر بہائی جو خلیفہ نبی
ہووے فافہم اور وقت محاجہ آپنے اہل سقیفہ پر اثبات خلافت مین نصوص کثیرہ سے
احتجاج فرمائی ہے چنانچہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی تابعی جلیل وکتاب احتجاج علامہ
طبرسی وکتاب امالی شیخ ابوجعفر طوسی وکتاب المجالس وکتاب امالی ابن بابویہ وغیرہا
مین باسناد صحیحہ منقول ہے جنکا نقل کرنا باعث طول ہی لہذا بعض فقرات حدیث انشاد
کتاب احتجاج سے نقل کئے جاتے ہین کہ جناب امیر نے ابوبکر عتیق سے فرمایا فانشدک
باللہ انا المولیٰ لک ولکل مسلم بحدیث النبی یوم الغدیر ام انت اور کتاب
سلیم مین بذیل ذکر سقیفہ کی آپکا یہ کلام حجت الضمام بلاغت النیام بہی مذکور ہے
کہ جو آپنے فرستادہ ابوبکر صدیق سے بجواب قولہ اجب خلیفہ رسول اللہ کے
فرمایا ہے ما اسرع ما کذبتم علی رسول اللہ انہ لیعلم والذین حولہ ان اللہ
ورسولہ لم یستخلف غیری اس احتجاج سے علی الاعیان ظاہر ہو گیا کہ امر خلافت
مین جناب امیر کا مذہب من عند اللہ والنبی تہا اور خلافت اجماعی جو خلیفہ مجمع علیہ

مین تمہین اللہ کی قسم دیتا ہون کہ مین مولا تیرا اور تمام مسلمانونکا بنص حدیث نبوی کے یوم غدیر ہو گیا ہون یا تو مولا یوم
غدیر ہوا ہے ۲ تمنے کیا اور کسقدر سرعت جہوٹہ بولنے مین رسولخدا پر کی ہے (کہ جو ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے ہو) بتحقیق وہ یعنی
ابوبکر اور جو اوسکے گرد ہین البتہ جانتے ہین کہ اللہ اور اوسکے رسول نے کسیکو سوائے میرے خلیفہ نہین کیا ۱۲ منہ

کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے وہ آپکے نزدیک کاذب اور جھوٹے تھے اور حدیث انشاد
مین نصوص متوافرہ ومحکمات متظافرہ مذکور ہین جنکی نقل موجب طوالت ہے اور احتجاج
فرمانا ولاتیماب کا آیہ انما اور آیہ تطہیر اور آیہ اطیعوا اللہ اور آیہ مباہلہ اور آیہ
مودت ودیگر آیات سے اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث اخوت
اور حدیث ولایت اور حدیث طیر وغیرہا سے اس مقام پر بایام سقیفہ ونیز بایام
شوری کتاب فرائد السمطین ابراہیم الحموینی اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید اور
فضائل اخطب الخطباء ابو مؤید موفق بن احمد الخوارزمی مین بھی باسناد مختلفہ مزبور ہے
اور یہ احتجاج نصوص خلافت حقہ دینیہ کے حقیقۃً بنظر استحقاق وطلب خلافت
حقہ دنیویہ کے جو مدعا اور ما نحن فیہ ہی البتہ کارآمد ہین کما مضی بیانہ مفصلاً کہ خلافت
حقہ دنیویہ کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے کہ جو خلافت حقہ دینیہ پر من عند النبی فائز ہو ورنہ بنصوص
مذکورہ سے احتجاج فرمانا خلافت دنیویہ کے لئے حقیقۃً خلاف مقتضای مقام تھا اور
جو حمقار ملت کہہ دیتے ہین کہ اگر رسالتماب صلعم جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ فرما دیتے
اور آپ کی خلافت پر نص من عند اللہ ومن عند النبی ہوتی تو یوم سقیفہ ضرور ہی کہ آنحضرت
علیہ السلام اوس استخلاف کو حجت اپنے دعوی مین پیش فرماتے یہ کہنا علاوہ نصوص مذکورہ کے
ہر دو قسم دینی و دنیوی خلافت سے بالکل لغو ظاہر ہو گیا کیونکہ آپکا دعوی اوس خلافت کا تھا جو
آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون
مین مذکور ہے اور آپنے اون لوگون سے دعوے خلافت کا کیا تھا جو مصداق

فہل عسیتم ان تولیتم فی الارض کے قابض ہوگئی تھی جو ہر دو آیہ کے مفاد سے واضح
ہوتا ہی کہ خلافت متنازعہ تسلط ارضی و امارت ملکی تھی قولہ ان الارض یرثہا و قولہ
تولیتم فی الارض اسپر نص محکم ہے پس ہم نصوص اپنی پیش کردہ سے غض بصر کرکے
کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا دعوئے خلافت فرمانا کتب اخبار و سیر مین بایام سقیفہ و شوریٰ
تو متفق علیہ بین الفریقین ہی کما مضے و یاتی بعض شواہدہا اور خلافت منصوصہ وقت
دعوی کے محصلہ و مقبوضہ نہی نہ مغصوبہ نہ وہ غصب ہوسکتی تہی پھر وہ خلافت مدعو سوائے
خلافت حقہ دنیویہ ملکیہ کے کیا ہوسکتی ہی اور حدیث انشادین جسکو جہابذہ محدثین عامہ نے بہی
نقل کیا ہی استحقاق خلافت کا ظاہر فرمانا بنصوص آیات واخبار کے مذکور ہے صاحب
صواعق محرقہ نے بہی بعض الفاظ دارقطنی سے اس حدیث کی نقل کی ہین تو یہ نصوص انشاد
صاف دلالت کرتی ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی منصوصہ تہی اور اوس خلافت منصوصہ
کی بنا پر آپ اپنا حق اس خلافت مدعو کو جانتے تھے جو مغصوب ہوکر قبضہ ثلاثہ مین رہی ورنہ
بنا بر مذہب خلافت اجماعی کے بلا حصول بیعت خلافت کے دعوے خلافت کیسا کیونکہ
دعوی کرنا خلافت منصوصہ کا تو غیر فریقین سے محض بے معنی ہے حضرات ثلاثہ کب
خلافت بالنص پر متمکن ہوئے تھے جو اونسے وہ خلافت طلب فرماتے اور خلافت ملکی
پر بلا اجماع مذکور کسطرح دعوی کرتے پہاپھر تو دعوی ثابتہ کیلئے جو فریقین کے یہان متواترات
سے ثابت ہے کوئی وجہ موجہ نہین ہوسکتی بجز اسکے کہ خلافت ملکی چونکہ شعبہ خلافت نصی کا
ہے پس وہ دعوا اپکا خلافت حقہ ملکی کا بربنا رخلافت محصلہ دینیہ کے تہا نہ اور وجہ پر

اور اگر کہا جاوے کہ آپنے خلافت کا دعوے نہین کیا مگر یہ کہ آپ کی شکایت کا منشا
یہ ہی تہا کہ یہ بیعت سقیفہ کی میری خلافت پر ہوتی فانا قلت یہ خیال خام بملاحظہ مضامین
خطبات مذکورہ کے بدیہیہ البطلان ہی کما یاتی مکرر آ بیانہا از انجملہ قولہ فانہا منعتنی
حقی وغصبتنی امری سے صریحاً اسکی تکذیب ہوتی ہی کیونکہ ایسے خطبات وکلمات آپکے
حق ثابت وخلافت محقق بالفعل پر بوجہ تام دلالت کرتے ہین سلمنا لاکن یہ خواہش آپکی
بضرورموجہ کسی استحقاق پر ہونی چاہئیے جو وہ حق متملک وخلیفہ متصرف پر فائق ہو ورنہ ہر شخص
غیر مستحق مدعی ہوجاتا حالانکہ کوئی بہی متعرض خلافت سوائے آپکی بدلائل منصوصہ واحتجاجات مسکتہ نہین ہوا
پس وہ استحقاق سوائے تحقق آپکی دینی خلافت منصوصہ کے پیدا نہین ہوسکتا وہو عین المطلوب
اور مخفی نرہے کہ بعد رفع نزاع آپکی رضامندی نہ حضرات ثلاثہ کے تسلط خلافت پر ہوئی
ہے بلکہ حسب ماموری پیغمبر خدا صلعم کے آپنے معاشرت سلاطین کو ضرورۃً وماموراً اختیار
فرمایا تہا چنانچہ حدیث خاصف النعل اور حدیث مروی صاحب صواعق والذی نفسی
بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتؤتن الزکوۃ اولابعثن الیکم رجلا منی اوکنفسی یضرب
اعناقکم ثم اخذ بید علی ثم قال ہو ہذا شاہد ہین آپکے منصب حفاظت اسلام کے
ہین اور ہم مضمون اسکی حدیث مروی صحیح مسلم ہی کہ رسولخدا نے جبکہ حالات ائمہ اشرار
بیان فرمائی اور لوگون نے اجازت جہاد کی چاہی تو آپنے فرمایا لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ

۱؎ یعنے قسم بخدا کہ اقامت صلوۃ وادائے زکوۃ کروگے یا مین ایک شخص کو اپنی ذات سے یا فرمایا مثل اپنی نفس کی تمپر مبعوث
کرتا ہون تاکہ عدم بجاآوری پر تمہاری گردن ماردیوے اور جناب امیر عم کا ہاتھ پکڑکر فرمایا وہ یہ شخص ہی کہ جسکو مین مسلط ومامور
کرتا ہون ۲؎ یعنے انکو قتل نکرنا جب تک کہ وہ تم مین نماز پڑہتے جاوین۔

فی حدیث ام سلمۃ فی کتاب لغتن لہو بلا اختیار فرمانے معاشرت کی حال اقامت صلوٰۃ
صحابہ کا معلوم رہنا امر مشکل تہا بلکہ بحالت ہجرت فرمانے کے زیادہ صعب تہا پس وقت
محاجہ فرمانے کے کوئی حجت روشن اور دلیل دندان شکن قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم
کما احتججتم علی الانصار سے نہین تہے جسکے جواب مین لو کان ہذا الکلام سمعتہ
الانصار منک یا علی قبل بیعتہا ابا بکر ما اختلف علیک اثنان کما مضی
حامیان خلیفہ و بانیان خلافت سقیفہ نے مجبور ہوکر زبان سے کہہ دیا اور دوسرا
قول جناب امیر کا فانما منعنی حقی وحسبنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی حقی الخ
اور چوتہا قول ان اللہ عزوجل لما قبض نبیہ قلنا نحن اہلبیتہ وعصبتہ وذریتہ
الخ اور پانچوان قول اللہم انی استعدیک علی قریش ومن اعانہم فانہم
قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا علی منازعتی امرا ہو لی اور چھٹا
قول ان لنا حقا ان نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل اور ساتوان قول
دعونی والتمسوا غیری الخ اور آٹھوان کلام جو ایک نامہ مین بنام معاویہ درج ہے
اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا
ابا بکر وعمر الخ اور اسیطرح آپکے دعاوی خلافت واظہار شکایت تمامتر متعلق اوسی خلافت
سے ہین جو تسلط فی الارض وتصرف امور رعیت سے مرتبط تہے کما عرفتہا مکررا مفصلا اور
واضح ہو کہ امیر معاویہ محکوم باسلام ضرور تہے خواہ بحیثیت مؤلفۃ القلوب ہونیکے یا بلحاظ فی
قلبہ مرض کے یا علی زعمہم لشرف صحابیت کے لیکن اونسے بیعت کا طلب کرنا علی التوحید

والرسالة وغیرہما کب سزاوار تہا کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نے تو منافقین سے بعد اونکی
محکوم باسلام ہونیکے بیعت علی التوحید والرسالة مجددا کبہی طلب نہین فرمائی جو جناب
ولایت مآب معاویہ وگروہ مؤلفة القلوب سے اپنی امامت منصوصہ پر بیعت طلب کرتے
بلکہ آپکا طلب بیعت معاویہ سے کرنا اوسی خلافت مجمع علیہا پر تہا جسکی مخالفت کے
نظم خلافت مین رخنہ اندازی متصور تہی اور وہ خلافت ظاہری سے ہی زیادہ تر متعلق
ہوسکتی ہی تاکہ رعایا و برایا متفق الطاعة رہین اور کسیکو خلاف منشاء امام العصر و خلیفہ دہر کے
بسبب بیعت نکرنے کے موقع تمردی کا نظام شریعت مین نہ ملی لہذا آپنے استدلال مین
اوسی خلافت مجمع علیہا کو ظاہر فرمایا کہ جسکا تحقق وظہور حقیقة اتفاق واطاعت رعایا
سے ہی ہوا کرتا ہی اور جو باعتقاد ظاہری مخاطب مکتوب الیہ کے بہی واجب التسلیم اور لازم الطاعة
تہے پس آپکا یہ استدلال کہ فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر مشتمل بر ہر دو
وجہ تحقیقی والزامی کے صحیح ہی اور یہ کمال قدرت تادیہ کلام مین ہی کہ جو کلام واحد جامع
دلیل تحقیقی والزامی کا ہووے اور یوم غدیر جو حضرت رسالت نے صحابہ کو حکم بیعت شاہ ولایت
کا دیا تہا کما فی حبیب السیر وہ استخلاف حاوی خلافت دینیہ و دنیویہ کا بقائم مقامی
ذات اقدس آنحضرت صلعم کے تہا فقط اور اس امر کو مرة بعد اولی وکرة بعد اخری حالی
کیا گیا ہے کہ حاصل ہونا اوس خلافت ظاہری کا بعالم اسباب اعنی اطاعت امت
وبیعت رعیت پر موقوف تہا لہذا آپنے اونہین اسباب اور وجوہ سے معاویہ پر حجت
فرمائی جن اسباب سے کہ تصرف فی الارض زمانہ رسالت مین حضرت ختمی نبوت کو حاصل ہوا

اور بالعموم خلافت ظاہری کے لئے وہی سامان عالم اسباب ہوا کرتے ہین اعنی
نصرت اعوان اور اطاعت مردمان واتفاق بیعت لشکریان بلکہ جناب امیر نے بنابر نقل
عبد الحمید شارح نہج البلاغہ کے اس جملہ کو دوسری نامہ مین اسطرح رقم کیا ہی لان بیعتی بالمدینة
لزمتک وانت بالشام کما لزمتک بیعة عثمان بالمدینة وانت امیر لعمر علی الشام جس سے بیعت حاضرین کی
مردمان غائبین پر بر طبق مذہب مختار امیر معاویہ کے لازم العمل وواجب الطاعة ثابت ہوتی ہی اس حجت الزامی
پر آپنے فرمایا ہے کہ مرد غائب کو حق انکار کا اوس بیعت سے نہین ہی کہ جس مین وہ حاضر نہو دیکھو اگر غائبین پر بیعت
حاضرین کی حجت نہوتی تو عمر خطاب معہ عصابہ صحابہ کے بیت الشرف جناب سیدہ پر
اگ ولکڑیان لیکر نجاتی اور اون کو جو شریک بیعت سقیفہ نہین ہوئے تھے اور بیت سیدہ
مین جمع ہوتے تھے تہدید احراق نفرماتے اور سعد بن عبادہ کو باوجود اونکی مہاجرت
ملک شام کے خالد بن ولید و ابو عبیدہ کے تیرون سے قتل نکراتے اور مالک بن
نویرہ کی قوم غیر حاضر پر الزام ردّت عائد نفرماتے یہ تمامتر اجتہادات اسکے مخبر ہین کہ
بیعت حاضرین کی غائبین پر حجت ہی پس اسی حجت الزامی سے امیر معاویہ کو محجوج کیا گیا
اور آپنے وہی احتجاج مین فرمایا کہ جو مہاجرین وانصار عمل مین لا چکے تھے اور یہ شک نہین
جو لطلب خلافت کے فی غیر موضع آپکے خطبون اور کلام مین وارد ہین وہ سب اسی
لمعارت تصرف فی الارض کی بنا بر استحقاق کی ہین کہ خلیفہ نبی اور نبی کا وصی اوسی
وراثت کا مستحق ہوتا ہی جو نبی کو حاصل ہو چکا ہووے چونکہ جناب امیر ثلاثہ کو
خلفا نبی اور رسول عربی کا حق وراثت منتقل ہونا اونکے حق مین نہین جانتے تھے لہذا

مد اہر آینہ میری بیعت مدینہ کی تجھپر شام مین لازم ہوگئی جیساکہ بیعت مدنی عثمان کی تجھپر اوسوقت مین لازم ہوئی کہ تو شام مین عمر

اس اپنے حق کی اونسے طلبگار تہے اور ہمیشہ خواہان رہے مخفی نرہے کہ اس نامہ مین جو امیر معاویہ کے نام پر ہی نساخین نے کمی وبیشی عبارت مین فرمائی ہے اور مناسب مقام واسطے بضرورت توضیح مرام کے ہم ساتوین قول کی شرح کو (جو بعد قتل عثمان غنی کے لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کی تو اوسوقت آپنے یہ خطبہ فرمایا ہے اور بغرض دفع دیگر سفسطیات کے بہی جو تنا قضات اس سے پیدا کیے جاتے ہین کہ بزمان خلافت ابی بکر و ایام شورے کے آپنے دعوی خلافت کا فرمایا اور جبکہ آپ کی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی پیش ہوئی تو آپنے خلافت سے اعراض فرمایا اور خلیفہ وقت کا اپنے کو وزیر ہونا پسند کیا) مشرحاً ضبط تحریر مین لاتے ہین آپنے فرمایا ہے کہ دَعُونِی وَالْتَمِسُوا غَیْرِی فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ اَمْراً لَهُ وُجُوهٌ وَاَلْوَانٌ لَا تَقُومُ لَهُ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَیْهِ الْعُقُولُ وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةُ قَدْ تَنَکَّرَتْ وَاعْلَمُوا اَنِّی اِنْ اَجَبْتُکُمْ رَکِبْتُ بِکُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلَی قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَکْتُمُونِی فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ وَلَعَلِّی اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوهُ اَمْرَکُمْ وَاَنَا لَکُمْ وَزِیْراً خَیْرٌ لَکُمْ مِنِّی اَمِیْراً یہ کلام بلاغت

۱؎ چنانچہ فقرہ کان ذلک لله رضیً مین لفظ لله اور کل فقرہ نصلیه جہنم وساءت مصیرا اور فقرہ غیر سبیل المومنین اضافہ شدہ ہے

۲؎ مجہے خلافت کی تکلیف مدو اور میرے غیر کو (بیعت و خلافت کیلیے) ڈہونڈو واسطے کہ ہم رخ کرنیوالے ہین ایسے امر کیطرف کہ جس کے بہت سے مونہہ اور رنگ ہین کہ قلوب اوس امر کے متحمل نہونگے اور عقول اوسپر ثابت نرہینگی (یعنے ہمکو ایسے واقعے پیش آنیوالے ہین) درحال یہ ہے کہ اطراف عالم کے تاریک ہو گئے اور سیدہی راہ شرع شریف کی بدلگئی ہے (اسمین اشارہ ہے محدثات وبدعات خصر آ ثلاثہ کیطرف) اور جانو کہ اگر مین تمہاری درخواست بیعت و خلافت کو قبول کرونگا تو تمہارے ساتہہ اوس چیز کا عمل کرونگا کہ جسکو مین جانتا ہوں اور جسکا مجہے علم ہے اور مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب کرنیوالے کیطرف کان ندونگا اور اگر تم مجہے خلافت سے ترک کردو تو مین مثل ایک احاد ادمی تمہارے ہونگا اور شاید کہ مین تم سے زیادہ سننے والا اور زیادہ اطاعت کرنیوالا ہون اوس شخص کے حکم کا کہ جسکو تم امر خلافت کا متولی کردو اور میری وزارت تمہارے لیے میری امارت سے بہتر ہے تمہارے لیے۔

نظام اپنے متن سے و نیز بتوفیق دیگر خطبات کے شبہات و تُرہات کو کلیتہً دفع کرتا ہے بشرطیکہ قوّت مُدرکہ صحیحہ سے سمجھا جاوی کہ وجہ اکراہ اس وقت مین صاف لفظون سے بیان کی گئی ہی جو فرمایا فانا مستقبلون امراً اور جسکی شرح مین شیخ محمد عبده افندی مصری نے لکھا ہو وذلک ان الاطماع کانت تنبهت فی کثیر من الناس علی عهد عثمان بما قالوا من تفضیلهم بالعطاء فلا یسهل علیهم فیما بعد ان یکونوا فی مساواة مع غیرهم فلو تناولهم العدل انفلتوا منه وطلبوا طائشة الفتنة طلبا فی نیل رغباتهم واولئك هم اغلب الروساء فی القوم فان اقرهم الامام علی ما کانوا علیه من الامتیاز فقد اتی ظلما وخالف شرعا الی ان قال فاین المحجة للوصول الی الحق علی امن من الفتن وقد کان بعد بیعته ما تفرس به قبلها اس سے ظاہر ہوا کہ وجہ اکراہ کی وہ واقعات آئندہ تھے جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا اور وہ واقعہ جمل و صفین و نہروان مین علی الاعلان اور زمان خلافت ظاہری مین باوقات مختلف بکلام و طعن پیش آتی رہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کیفیت زمانہ کی جو شارح نے بیان کی وہ حالت طغیانی حرص کی ہی کیونکہ ممالک اسلام مین ہر چہار طرف دور بنی امیہ کا ہو رہا تھا مدینۃ الاسلام

ے الملخص ترجمہ یہ ہی کہ آپکا فرمانا بوجہ طمع کرنے گروہ کثیر کے تھا کہ جو عہد عثمان مین عطایا غنایم مین اپنے حصے اور ون سے زاید لیا کرتے تھے پس آپنے سمجھ لیا کہ او نپر آپکی تقسیم بحصص مساوی شاق ہوگی اسوقت وہ مرتکب فتنہ و فساد ہونگے پس اگر امام معصوم اونکی خواہش کی موافق اقرار فرما لیتے تو ظلم کو بجا لاتے اور خلاف شریعت کے عمل کرتے پس کہان حکم شریعت رہتا اور وصول الی الحق کے لیے راہ مستقیم کب باقی رہتی اور فتنہ سے امن کس طرح ملتا اور وہی بعد بیعت کے پیش آیا جو آپنے بیعت قبول فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا تھا انتھی

مین عثمان غنی کے بذل وعطائی مستحق وغیر مستحق کے حرص وطمع کو روز افزون کردیا تہا اور
ہر صوبہ پر بنی امیہ اور اونکے ہوا خواہی فایز تہے اونکی تسلط وناحق کوشی نے سفہا کو ناحق طلبے
مین زیادہ تر دلیر بنا دیا تہا چنانچہ شام مین معاویہ مصر مین عبد اللہ بن ابی سرح کوفہ مین
سعید بن العاص بعدہ ولید بن عقبہ فاسق القرآن بصرہ مین ابن عامر برادر خالوی عثمان یمن مین
یعلی بن منیہ صاحب جمل عایشہ عامل تہی جسکی ثبوت مین واقعہ جمل وصفین کافی وبس ہے کہ جو یہ
بانبوہ کثیر خلیفہ عصر سے لڑی اور خرق اجماع سے نہ ڈری اور اسمین حدیث خیر المرسلین علیہ افضل
ہی کہ فرمایا اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین کان دِینُ اللہِ دخلًا وفی نفطۃ وغلاً ومال اللہ
دَوَلًا وعبادُ اللہِ خولًا کما فی کنز العمال پس یہ تسلط جبروتی اور ناجایز مال پر خوگرفتگی پہلی
اسوقت سی کب شایع تہی جو دونو زمانہ یوم سقیفہ اور بعد قتل خلیفہ کی حالت انکار اور طلب
خلافت مین یکسان قیاس کیجاوی اور علاوہ اسکے سبب آپکی اکراہ کا خلافت سے اسوقت مین یہ اور
تہا کہ عوام الناس بیعت مین شرط سیرت شیخین کی چاہتے تہے آپنے اس شرط کے پیش کرنیسے
اونکو بقولہ ولم اصنع الی قول القائل وعتب العاتب ۲ کر باز رکہا چنانچہ ابن ابی الحدید
نے اسی خطبہ کی شرح مین نقل کیا ہی کہ ان الذین ارادوہ علی البیعۃ ہم کانوا العاقدین ۳
بیعۃ الخلفاء من قبل وقد کان عثمان معہم ومنع کثیرا منہم حقہ من العطاء لان بنی امیۃ

۱ جب پسران ابو العاص بن امیہ تیس نفر ہو جاینگے دین خدا کو فاسد یا فرمایا مغشوش کرینگے اور اللہ کے مال اپنے
دولت بنا وینگے اور بندگان خدا کو اپنے غلام وخدمتگار گردانین گے ۲ مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب
کرنے والے کیطرف کان ندونگا ۳ یہ ساتوین جزو شرح نہج البلاغہ مین ہے کہ بتحقیق اون

استاصلوا الاموال فی ایام عثمان فلما قتل عثمان قالوا لعلی علیہ السلام نبایعک
علی ان تسیر فینا سیرۃ ابی بکر و عمر الی ان نقل فطلبوا من علی البیعۃ علی ان تقسیم
علیہم بیوت الاموال قسمۃ ابی بکر و عمر فاستعفاہم وسألہم ان یطلبوا غیرہ
من یسیر بسیرتہما ایسی صورت لاحقہ مین آپ اس بیعت کیونکر اعراض نہ فرماتے
جس مین شرط سیرت شیخین کی شامل کیجاتی تہی اور جس سیرت کو کہ آنحضرت ولایت منزلت بزمان
تمکن خلافت ظاہری کے سراسر جور اور اہل سیرت کو عاملین بالجور فرماتے تھے
کما نقلہ ابن قتیبہ فی کتاب السیاسۃ والامامۃ فی روایۃ رجل من بنی خثعم
اور جناب امیر نے تو اس شرط سیرت پر قصہ شوری مین خلافت مدعو سے دست برداری
فرمالی تہی اور اس شرط کو قبول نکیا تہا کما فی تاریخ الخلفا للسیوطی پس جسکو جس علت
پر آپ پہلی بہی ترک فرما چکی تہی نکرر اوسی علت پر اُسکو کس طرح قبول فرمالیتے کہ اوسمین عمل بجور کرنا

اُن لوگون نے آپسی بیعت کا ارادہ کیا تہا کہ جو خلفاے سابقین کی بیعت کرچکے تہے اور جو عطاے عثمان غنی سی محروم کردیے
اسلیئے کہ بنی امیہ نے زمانہ عہد خلافت عثمان مین مستاصل کردیا تہا پس جبکہ عثمان قتل ہوگئے تو اون لوگون نے آپسے درخواست
بیعت کی کی کہ ہم تمہاری بیعت کرنے مین بنابر اسکے کہ ہمارے ساتہ سلوک کرین مثل سلوک کرنے شیخین کی اور خواستگار
ہوئے آنحضرت ع سے امر بیعت مین اس معاہدہ کے کہ جس طرح شیخین مال غنائم ہمکو دیا کرتے تہے آپ بہی ویسیطرح
عطا کرین پس آنحضرت ع نے اونسے بچنا چاہا اور فرمایا کہ تم میرے غیر کو ڈہونڈہ لو جو شیخین کی سیرت پر سلوک کرا دیتے
۲۷ اور ملخص ترجمہ روایت خثعمی کا یہ ہی کہ جناب امیر ع ایک شخص سی جو بنی خثعم سی تہا بیعت طلب فرمائی اوسنے بیعت
مین شرط سیرت شیخین کی لگائی کہ مین سب بر حکم قرآن و سنت نبی و سیرت شیخین کی بیعت کرتا ہون آپنے شرط سیرت
شیخین کو منع فرمایا مرد خثعمی نے ترک سیرت شیخین کو قبول نہ کیا آپنے فرمایا کہ تو کس لیئے اونکی سیرت پر اصرار
کرتا ہے کہ وہ تو ظالم تہے وہ شخص نہ مانا نہ مانا یعنی وہ دونو عاملین بالجور کانا کہ جنگ نہروان مین آپکے مقابلہ مین
ہمراہی خوارج مارا گیا

لازم ہوتا جو محتاطین و عدول و ثقات و متقین و ابرار سے خیلے لعید ہے چہ جائیکہ حضرات
معصومین اوسکو اختیار فرمالین اور متن خطبہ سے یہ کہان پایا جاتا ہے کہ آپنے انا وزیرُ
الخلیفہ لکم خیرٌ فرمایا ہے جو آپکے کلام پر وزارت خلیفہ کا افترا کیا جاتا ہی یہ عہدہ
وزارت ایام خلافت ثلاثہ مین مقرر ہی نہین ہوا تھا جو کوئی وزیر اوسپر قایم ہوتا پس
منصب غیر واقع کو کس لئے آپ اپنے لئے تجویز فرماتے خصوصاً جبکہ فرمانروایان ماضیہ
کو آپ عاملین بالجور جانتے تھے اور عثمان غنی کی خلافت کی مدح اسی خطبہ کے شارحین نے
لکھی ہے اور آپنے عاقدین بیعت سے یہ بھی فرمایا کہ اطلبوا غیری ان یسیر یسیر تھے
پس خلیفہ بالجور کا وزیر لامحالہ بالجور ہوگا تو ایسے خلیفہ متبع بالجور کی وزارت قبول
نہ فرما سکتے تھے یہان پر الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب صادق آجاتا اور
یہ کلام آپکا موہم عدم استحقاق آپ کی خلافت کا نہین ہی بلکہ یہ ایسا کلام فصاحت
نظام بلاغت انضمام جامع صنایع لفظی و بدایع معنوی و محسّنات ظاہری مقتبس
از کلام الٰہی و احادیث رسالت پناہی ہے کہ محو حیرت کر دیا ہے اور دریا کو
کوزہ مین بند فرما دیا ہی سچ ہے قال ان حدیث آل محمدٍ صعبٌ مستصعبٌ
لایومن بہ الا ملکٌ مقربٌ او نبیٌ مرسلٌ او عبدٌ امتحن اللّٰہ قلبہ للایمان
اگر اسپر ایمان نہین ہی اور کلام مایہ شبہ و اعتراض وردِ دل ہے تو اسکو ملا علی متقی نے بھی

---

(۱) ایمہ آل محمد کی احادیث عسیر الفہم اور مشکل ہین اونپر کوئی ایمان نہین لاتا ہی مگر فرشتہ یا رسول یا وہ شخص
جسکے قلب کا امتحان یقین خدا نے کر لیا ہی کما فی الاساس وہکذا نقلہ ابن ابی الحدید فی شرحہ علی نہج البلاغۃ من الجزو
السادس علی الصفحۃ ۱۰۳

کنز العمال مین بذکر خلافت ظاہری جناب امیر کے یہ آپکا قول بدین الفاظ نقل کیا ہے فانی وزیراً خیرٌ منی لکم امیراً اب خصوصیت جواب مین بذمہ داری فرقہ شیعہ کے نہین رہی بلکہ اہلسنت والجماعت کو بھی اس اعتراض کا جواب بحمایت خلافت رابعہ کے واجب و لازم ہے مگر وہ کیا جواب دینگے بجز اس کے کہ پیروی خوارج مین شبہات ہی وارد کرین ؎ آسمان بار امانت نتوانست نہاد ؛ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند لہذا اولاً جواب اجمالاً حوالہ قلم دقت نگار کیا جاتا ہے قال اللہ تعالے فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین وقال صلعم فی قصۃ القرطاس دَعُونِی ذَرُونِی فَالَّذِی اَنَا فِیہِ خَیرٌ مِمَّا تَدعُونَنِی اِلَیہِ فی المشکوۃ اب غور کرنا چاہیے کہ وقت اعراض کرنیکے مشرکین سے حضرت رسالت نبی برحق تھا اور اعراض کرنا بظاہر منافی منصب نبوت تھا کہ بحالت توجہ ہدایت فرماتے یا جہاد عمل مین لاتے پس یہ اعتراض خلاف امتثال احکام رسالت کے کیا معنے رکھتا ہے جو فوائد رسانی ہدایت جہاد سے حکم اعراض کا بارگاہ خداوندی سے صادر ہوا اور قولہ صلعم دعونی ذرونی جناب امیرؑ کے کلام دعونی والتمسوا غیری الخ سے بہت ہی مطابق ہے کہ آنحضرت صلعم نے نزاع صحابہ سے جو دربارۂ منع قرطاس اور امتثال امر مابین اونکے پیش آیا اوسکے قول فیصل فرمانے سے پرہیز کیا اور عبادت خداوندی اور اپنی مشغولی اوقات کو یاد

۱۔ پس بجا لاؤ اوس چیز کو جسکا تجھکو حکم دیا گیا ۲۔ یعنے چھوڑ دو اور ترک کرو مجھے پس وہ امر کہ مین جس مین مشغول ہون بہتر ہے اوس چیز سے کہ تم مجھے اوسکی طرف بلاتے ہو۔

خدامین اوس سے بہتر فرمایا حالانکہ قول فصل بظاہر عمدہ نہی ہے فما ھو جوابکم
ھھنا فھو جوابنا اب متن متین کلام مبین کی رموز جوبلھم اقتباس از کلام رحمن اور
مخبر بدائع بلاغت نشان ہین بعنوان تفصیلی بنظر غور سمجھنی چاہین کہ بیان وزارت و امارت
مین محسنات لفظی و مناسبات عرفی ہین اور باعتبار معنی کے اقتباس آیات کریمہ
واحادیث خیر البریہ سے اسمین مکنون ہے اول وہ آیہ وافی ہدایہ جو دربارہ ستخلاف
کے آیا ہے نقل کیا جاتا ہے قال اللہ تبارک وتعالے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ (الی قولہ تعالی) فَإِذَا فَرَغْتَ
(من حجۃ الوداع) فَانصَبْ (علیاً علی الخلافۃ) وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ؎۱
وزیر صیغہ اسم فاعل کا لفظ وزر بمعنے بار و بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی یہانپر بار رسالت کا
بٹانے والا اور اوٹھانے والا ہوئے اور حدیث قدسی اُیِّدُ تُہُ بِوَزِیْرِہٖ وَ
نَصَرْتُہُ بِوَزِیْرِہٖ بحق جناب امیرؑ منطوق کلام اس معنی کی مبیّن ہے اور حدیث
لایبلغ عنی الا انا او رجل منی جو آنحضرت صلعم نے مخاطباً بابی بکر بوم تبلیغ سورہ
برات فرمائی ہے بمفہوم مرام وزارت جناب امیرؑ پر دلالت کرتے ہین حدیث
وزارت نشان شاہ ولایت پناہ اصحاب رآیت الطرق متعددہ و بالفاظ مختلفہ و بمعانی

؎۱ ایا ہمنے تیرے سینہ کو ای نبی نہین کھولا اور اوتارا ہمنے تجھہ سے بوجھ تیرا ایسا یار کہ پیٹھہ تیری (گرانباری رسالت سے) توٹی جاتی تھی (ساتھہ قایم کرنے علے کے وزیر تیرا) پس جسوقت تو فارغ ہو حجۃ الوداع سے پس (علے کو خلافت پر) مقرر فرمادے انتہی ؎۲ یعنے میری طرف سے کوئی پیغام نہین پہونچاے گا مگر مین خود یا وہ شخص جو مجھہ مین سے ہووے۔

متحده بکثرت وارد ہین اور یہ وجیزه گنجایش نہین رکھتا جو اونکو نقل کیا جاوے وتلک
الاحادیث فی مودة القربی للهمدانی وفی غیرها لغیره اور حدیث تبلیغ برأت سے
یہ واضح ہوگیا کہ سواے نبی کے یا سواے اوس شخص کے جو نبی کا قرابت مین جزو
قریب ہو کوئی بار متعلق رسالت و تبلیغ کے اوٹھانے والا نہین ہو سکتا اور جو رسالت
کا بوجہ اوٹھاے گا وہی وزیر ہوگا پس غیر شخص نبی کا وزیر نہین کہا جا سکتا اور ہویدا
اور ہو کہ اس خصوصیت جزو نبی کی وزارت کے لئے آیات مذکوره صدر ہین جو ضرورةً
قابل اعاده ہین قال الله تعالی واجعل لی وزیراً من اهلی هارون اخی وقال
الله وجعلنا معه اخاه هارون وزیراً اور اخوت حضرت ہارون با حضرت موسی
کتب علماء سیر و اخبار سے سب کو معلوم ہے پھر یہان پر آیات مذکوره مین بعد ذکر اسم ہارون کے
جو اوس اخوت کا انتباه فرمایا گیا وه خالی فائده سے نہین ہے ورنہ الفاظ بے ضرورت
کا استعمال کلام الٰہی مین لغو ہو جاتا ہے و ہو محال پس وه فائده یہ ہی ہے کہ وزارت
مخصوص اہل قرابت مین وه بھی جزو قریب مین من عند الله عطا ہوتی ہے اور خلاف اوسکے
مصداق ولا تجد لسنة الله تبدیلا واقع نہین ہوتا اور کتاب امالی ابن بابویہ
علیہ الرحمہ سے صاحب غایت المرام نے نقل فرمایا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرمایا
خداوند تعالے نے کہا کہ انا الله لا اله الا انا خلقت الخلق بقدرتی واخترت
منهم من شئت من انبیائی واخترت من جمیعهم محمداً حبیباً وخلیلاً وصفیاً

ترجمہ ہر سہ آیہ کی صفحے ۹۴ پر مذکور ہو گئے ۱۲ اس حدیث قدسی سے وصی و وزیر مقرر ہونا جناب امیر کا من عند الله ظاہر ہے یعنی مین نے

وبعثہ رسولا واصطفیت لہ علیا فجعلتہ اخا ووصیا ووزیرا ومودیا عنہ من بعدہ

الی خلقی وخلیفتی علی عبادی لیبین لھم کتابی ویسیر فیھم بحکمی وجعلتہ العلم

الھادی من الضلالۃ الحدیث پس قولہ وزیرا ومودیا عنہ من بعدہ الی آخرہ

مخصوص عہدہ وزارت بعد النبی پر دلالت کرنیوالا ہے بناء علیہ اس کلام بلاغت نظام

مین جو آپنے اپنی وزارت کو ارشاد کیا ہے وہ برطبق اقتباس مذکور وزارت من حضرۃ النبوی

عطیۂ الٰہی ہے اور یہان پر ذکر اس وزارت کا بکلام مختصر وارد ہے اور آنحضرت علیہ السلام نے

حدیث انشاد مین جو استدلال خلافت پر اس وزارت سے فرمایا ہے اوس مین وزارت کا

من عند الرسول حاصل ہونا مذکور ہے کما قال فانشدک باللہ الی الوزارۃ مع رسول اللہ

والمثل من ہارون من موسیٰ ام لک قال ابوبکر بل لک وکما قال فی حدیث آخر فانشدک

باللہ الی الوزارۃ من رسول اللہ الخ ما قال اور فرمایا انا اخو رسول اللہ ووصیہ و

ولیہ ووزیرہ وصاحبہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ الحدیث ہذہ فی کتب الاخبار

مثل الامالی لابن بابویہ والاحتجاج للطوسی وغایۃ المرام للہاشم البحرانی علیہم الرحمۃ پس اخبار

مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قبل اس خطبہ کے آنحضرت اپنی اس وزارت کو دیگر مواقع پر از منہ

سابقہ مین بھی صاف فرما چکے ہین کہ میری وزارت من عند النبی ہے اور یہان پر اوسکو باعتماد

اظہار وتبئین ما سبق مکرر کرکے بالفاظ مختصر ارشاد کیا ہے اور یہ اصول مین مقرر ہے

علی کو برادر اور وصی اور وزیر اور پہونچانیوالا احکام شریعت کا نبی کی طرف سے گردانا بعد نبی کے مخلوق کی جانب
اور اپنا نائب اپنے بندو پر کیا تاکہ بیان کرے اونسے کتاب میری اور اونمین سلوک کرے میرے حکم کیساتھ
اور گردانا اوسکو علم اور نشان ہدایت کرنیوالا ضلالت کے راستہ سے قسم دیتا ہون تجکو اللہ کی وزارت پیغمبر
میرے لئے ہوا اور مثل ہارون کی ہونے سے یا تیرے لئے ابوبکر نے کہا بلکہ تیرے لئے علی مین بھائی پیغمبر کا اور وصی اور
ولی اور وزیر اور صاحب اور صفی اور حبیب اور خلیل اونکا ہون۔

القران یفسر بعضہ بعضا والحدیث یفسر القران والحدیث یفسر بعضہ بعضا
اور کلام ہو جز عام اس کے کہ قرآن ہو یا حدیث بلا توفیق دوسری آیت یا دوسری حدیث
کے سمجھ لینا سخت دشوار ہے اور جو معنے کسی آیت یا کسی حدیث کے دوسری آیت یا حدیث
کے معنی شامل ہو کر پیدا ہوتے ہین وہ اشارات لفظی سے ماخوذ نہین ہوتے ہین
پس یہ کلام رشادت التیام انا لکم وزیرا خیرمنی لکم امیرا آپکے اوس کلام ہدایت
نظام وحجت انتظام سے توفیق وتطبیق کرنا چاہئے کہ جو قبل اس کے یوم شوری آپنے بنقل
حدیث رسولخدا صلعم کی اپنے حق خلافت مین احتجاجا پیش فرمایا ہی اور اوسمین ذکر اس
وزارت کا بھی وارد ہی کہ قال صلعم علی اخی ووزیری ووارثی ووصیی وخلیفتی
فی امتی وولی کل مومن من بعدی الحدیث کما رواہ ابراہیم بن محمد الحموینی وہو من
اعیان محدثیہم فی کتاب فرائد السمطین جس سے معلوم ہوا کہ آپنے جو اپنے کو وزیر فرمایا ہی وہ آپکے
وزارت من عند النبی ہی نہ وزارت کسی خلیفہ سابق یا لاحق کی اور امیر ہونے سے جو وزارت
کو بہتر ارشاد کیا ہی وہ یہ ہی خلافت من عند اللہ ووزارت من عند النبی ہی کما عرفت اور
جس امارت سے کہ آپنے اعراض چاہا تہا وہ امارت دنیوی ہی جسکو صدر مین مفصلا نقل کیا
گیا ہی اور وہ تابع امارت دینی کے ہے کہ خلیفہ ہی مستحق اس امارت کا ہے کما لحکم ولقد کتبنا
فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے ہے اور یہ امارت
دنیوی ایک ایسا حق اختیاری ہی کہ مستحق چاہین اوسپر قابض ہون چاہین بمصلحت زمانہ

ط قرآن کی بعض آیات بعض آیتون کی تفسیر کرتی ہین اور حدیث قرآن کی مفسر ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہے

اوسکو ترک کر دین چہوڑ دین اور جب مناسب دیکہین اختیار فرمالین دیکہو حضرت خلیل
جلیل ع نے بقولہ رب ہب لی حکماً کی اور حضرت یوسف ع نے بقولہ اجعلنی علی خزاین
الارض کی درخواست کر کے تصرف وحکومت فی الارض کو اختیار فرمایا اور رسولخدا نے
اوس میراث وحق تصرف کو ہجرت اختیار فرمالینے سے بلد الامین سے اوٹھا لیا کیونکہ
ہجرت اوسیکو کہتے ہین کہ جس مین تمام تعلقات اوطان سے ترک اختیار کر لیا جاوی پہر
سال فتح مین اوسے بلد الامین کو آنحضرت صلعم نے اپنے تحت تصرف وحکومت مین
اختیار فرمالیا جس سی صاف ظاہر ہوا کہ یہ حق ترک واخذ مین امر اختیاری انبیا علیہم السلام
کے رہا ہی اور اوسکی ترک سی ازالہ حق جایز کا کبہی نہین ہوا ہی و یاتی بیانہ فی الباب الثانی
مفصلاً پس آپنے اوس وزارت اور منصب کو بہتر امارت سے فرمایا کہ جو حدیث قدسی
فجعلتہ اخاو وصیاو وزیراً و مودیاً عنہ الخ مین مذکور ہی اور اسی لئے امارت کو قبول
نہین فرمایا تہا کہ طغیانی ظلم اہل زمانہ سے آپ بخوبی واقف تہے کہ موافق شریعت کے
یہ لوگ سلوک کرنیوالے نہین ہونگے اور روزگار کی عدم مساعدت سے امارت کو استحکام
نرہیگا تو آنحضرت ولایت منزلت کا اعراض فرمانا بالضرور حق وصدق اور عقلاً مناسب
وانسب تہا اور جو آپنے امارت وخلافت کو قبول فرمایا وہ بکمال جبر واکراہ کے تہا جسکی
خبر خطبہ شقشقیہ مین ماثور ہی کہ آپ فرماتی ہین والناس یہرعون الی کعرف الضبع قد انثالوا علی من
کل جانب حتی لقد وطی الحسنان وشق عطفای مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم

؎ یعنے لوگونے بیعت کرنے کی غرض سی میری طرف ہجوم بسرعت تمام کیا مثل ہجوم کرنے کفتار کے اور ہر طرف سی مجہہ پر ازدحام کر لیا یہانتک کہ حسنین بسبب کثرت ہجوم کے پامال ہوگیے اور شانہ میرا پہٹ گیا یا نوما یا کوفتہ ہوگیا اور وہ لوگ مثل گلہ گوسفند کے میرے گرد جمع ہوگئے انتہی

بعد ملاحظہ کرنے واقعات مذکورہ کے کوئی شبہ قلوب مومنین مین باقی نہین رہ سکتا ہے
ولم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور اور جو امام زادے متصدی خروج خلفائے دوران
پر ہوئے اونکی سیرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلافت اجماعی اہل جور کو برباطل
جانتے تھے ورنہ خروج خلفائے مجمع علیہم پر نہ فرماتے اوجس خلافت کو کہ وہ خلفائے
اعصار سے اخذ کرنا چاہتے تھے وہ خلافت دنیوی ہی تھی اور یہ لکھنا کہ وہ دینی یا دنیوی
خلافت کے مدعی استحقاق تھے یہ کہین ثابت نہین کہ جو اونکی خلافت کو من عند الشارعؑ
سمجھ کر مدعی اور متصدی خروج ہوئے ہون بلکہ خروج کرنا امام زادون کا حقیقۃً تا دم
اساس سقیفہ ہوا ہی اور اونکے اجبار و تعدی پر دفاع کیا گیا ہی والباقی سیاتی....

باب سوم

ذکر مصالحت امام حسنؑ مجتبیٰ مین امیر معاویہ سے ہی یہان اسقدر انتباہ کرنا کافی ہے
کہ یہ مصالحت و تفویض خلافت متعلق امارت ملکی و خلافت دنیوی کے تہی جسکو بتوضیح
مالا کلام و بصراحت تمام صدر مین لکہا گیا ہے اور امر خلافت مین آپکا مذہب بنا بر
اجماع امت اسی امارت ملکی کی نسبت تہا کہ تصرف و تحکم بلا اتفاق رعیت و غلبہ استیلا کے
میسر نہین ہوتا اور باب اول مین مدللاً و مصرحاً حالی کیا گیا ہے کہ بیعت کر لینا کسی کا
بوجہ مغلوبی کے خلافت دنیوی پر کسی متغلب و ملک عضوض کے موجب حُسن علم امامت
من عند اللّٰہی کا اور ثابت کر لینے والا خلافت دینیہ اوس متغلب جمیع کا نہین ہوتا

کیونکہ نفس بیعت علی ما افاد امامہم النواوی صرف معاہدہ ہی محض اطاعت کے لئے اور اطاعت
بوجہ تاملوک دنیا کی بھی واجب و لازم ہوتی ہے کما عرفت پس مصالحت یا بیعت علی
ما روا ہم کر لینا امام حسن علیہ السلام کا اسی نوع سے تھا اسلئے کہ آپکے مضمون مصالحت سے
واضح ہوگا کہ آپنے معاہدہ عدم منازعت پر بقبول خلافت ملکی امیر معاویہ کے فرمایا تھا
نہ باقرار خلافت دینیہ کے اور آپ کے کسی کلام اور کسی عمل و سیرت سے خلافت دینیہ کا
باجماع امت متحقق ہونا ہرگز ثابت نہیں ہی اور واقعہ مصالحت اور تفویض خلافت
کا بحالت مجبوری و بملاحظہ شباب زمان الف شہر کے پیش آیا ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی جو
بطوع و رغبت اختیار فرماتے اور اپنے کو خلافت سے خلع فرمالیتے اور امام معصوم کی یہہ
مصالحت بہت مشابہ صلح حدیبیہ حضرت رسالتؐ سے ہی کہ رسالتمآب صلعم نے بھی بنظر
اصحاب ظاہر کے حدیبیہ کی صلح کو بزمان اقتدار و فتوحات دیار و امصار و غزوات قابل
یادگار و جمعیت لشکر بیشمار سنہ ہجریہ میں مظفر و زین بدر و احد و خندق سے اختیار
فرمایا اور اپنے حق انما الارض للہ ولرسولہ سے کما ہو فی سنن ابی داؤد اور تصرف
اسور اہل مکہ و دخول بیت الحرام سے بہ تحریر صلحنامہ کے دست برداری فرمائی اس
مضمون سے کہ لشکر اسلام داخل مکہ نہوگا بلکہ مدینہ منورہ کو مراجعت کریگا اور بابین
مسلمین و مشرکین کے خلاف حکم قتال قاتلوا المشرکین کافۃً اور خلاف حکم بشارت
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ کے مقاتلت و محاربت نہوگی اور باہمدگر امن و سلامتی
کے ساتھہ ایک فریق دوسرے فریق کے بلاد و امصار میں آمد و رفت رکھینگے

۱ مقاتلت کرو تمام مشرکین سے ۲ تحقیق اللہ کا لشکر ہی غالب ہو

اور سال آیندہ جو مسلمان کہ مکہ مین بہ نیت مناسک حج آئین گے تین روز سے زاید
قیام نکرینگے اور ہتیار نہ باندہین گے اور جو شخص مکہ سے بلا اذن کفار قریش کے
بہاگ کر اہل اسلام کے سایہ حمایت مین آیگا اوسکو اہل اسلام باوجود اوسکے مسلمان
ہونے کے حوالہ مشرکین کردینگے اور جو شخص بلا اذن اہل اسلام کے مشرکین سے جا ملیگا
اوسکو مشرکین واپس نکرین گے اور نیز رسولخدا صلعم نے برطبق تعرض کفار قریش کے
کتابت صلحنامہ سے بجاے تحریر محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ لکہا جانا بہی منظور
فرمالیا اور کتابت محمد رسول اللہ کو محو فرمادیا کما ہو فی مدارج النبوۃ وغیرہ اسی مقام
پر فوائد عبارت صلحنامہ امام حسن ع مجتبی کو لکہنا الغرض موازنہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے
مناسب ہے امیر معاویہ نے عہد نامہ صلح مین اقرار اپنا یہ مندرج فرمایا تہا کہ والیس معاویۃ
بن ابی سفیان ان یعہد الی احد من بعدہ عہداً وعلی الناس امنون حیث
کانوا من ارض اللہ وعلی ان اصحاب علی و شیعتہ امنون علی انفسہم واموالہم
ونسائہم واولادہم پس اہل نظر بملاحظہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے خود اندازہ کرسکتے
ہین کہ حفاظت مسلمین کی جان و مال واولاد اور اونکی بود و باش مین امن و سلامتی
کونسی صلح مین مندرج ہے اور نکث وانحراف کا وہی فریق ذمہ دار ہوسکتا ہی جو اوسکا
مرتکب ہووے نہ فریق مقابل جو کبہی نکث اپنے عہد سے نکرے پس جس طرح سے کہ پیغمبر خدا

۱ یعنے معاویہ کو یہ حق نہین ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ مقرر کرے اور معاہدہ صلح اسپر ہے کہ لوگ مامون و محفوظ رہین
جس حیثیت سے کہ زمین خدا پر بود و باش رکہتے ہین اور اسپر صلح کیجاتی ہے کہ اصحاب علی اور شیعہ آپکے اپنے
نفوس واموال ونسوان واولاد کی طرف سے محفوظ و مصئون رہینگے انتہے کما فی مدارج النبوۃ

صلعم دست برداری تصرف ارض مقدس مکہ معظمہ اور اپنے حق جائز تسلط فی امور الرعایا سے بروایتے تین سال و بروایتے دس سال کے لی جو یہ مدت آخر انتہائے عمر شریف آنحضرت صلعم سے بھی متجاوز تھی اور محو فرمانے لفظ رسول اللہ سے معزول النبوۃ نہین ہوئے کیونکہ یہ تصرف حق تفضلی بالائے منصب نبوت و منصب خلافت دینیہ کے ہوتا ہی اسکی دست کشی سے اصل رسالت یا دینی خلافت مین کچھہ خلل واقع نہین ہو سکتا اسی طرح امام حسن علیہ السلام کی صلح کا حال بعینہ شئے زائد ہے کہ امام معصوم نے اپنی دست برداری خلافت دنیویہ سے بشرط تحفظ نفوس و اموال مومنین کے باندراج صلحنامہ اختیار فرمائی تھی اور جو صلح حدیبیہ مین تصرف علی الملک سے دست برداری تھی وہی دست برداری اس مصالحت مین ہوئی نہ مغائر اوس جنس صلح حدیبیہ کے اگر مصالحت امام حسنؑ کی موجب شماتت عوام الناس ہوئی زیادہ اوس سے صلح حدیبیہ مین خواص صحابہ نے شماتت فرمائی تھی حتی کہ پیغمبر خدا کی نبوت و رسالت سے بد اعتقاد ہو گئے تھے حضرت عمر کا قول ما شککت منذ اسلمت الا یومئذٍ[1] کتب اخبار و سیر مین مسطور اور السنۂ اہل دین و دیانت پر مذکور ہی اور اتباک پیروان حضرت عمر دربارہ صلح حدیبیہ کے طعنہ زن رسول خدا ہوتے ہین چنانچہ شیخ المحدثین عبد الحق دہلوی[؟] مین ذکر شرائط صلحنامہ مین لکھتے ہین و شرط دیگر عجیب شنیع آنکہ ہر کہ از ما بی اذن ولیّ خود پیش شما بیاید اورا پیش ما باز فرستد اگرچہ مسلمان باشد و ہر کہ از شما پیش ما بیاید اورا

[1] مین نے کبھی امر رسالت پیغمبر مین شک نہین کیا جب سے کہ مین اسلام لایا ہون مگر آج شک کیا ہی

نفرستیم مسلمانان ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم
کسی راکہ مسلمان آمدہ چون سہیل ذکر این شرط کرد حضرت فرمود ہمچنین باش عمر گفت
الخ ما نقلت عنہ اور یہ عجیب شنیع شرط نہ باعتبار شرط کرنے مشرکین کے ہے ہو سکتی ہے
بلکہ اس شرط کو جبکہ رسولخدا صلعم نے قبول فرمایا اگرچہ پیش کردہ مشرکین تھی لہذا ہر طور سے
اور ہر طرح حق و صدق ہی نہ عجیب ہو سکتی ہی نہ شنیع ورنہ قبول کرنا اوسکا بھی معاذ اللہ
عجیب شنیع ہو جائیگا کیونکہ تقیہ شارع پر عند ہم جائز نہین ہی اور اگر صحت صلح حدیبیہ
مین توجیہ ہی تو مصالحت امام حسن ع مجتبی با معاویہ مین زیادہ تر توجیہات صحیحہ و مصالح
ظاہرہ پائی جاتی ہین اسلئے کہ توجیہ قاضی کو امام نواوی نے باب صلح حدیبیہ مین شرح
صحیح مسلم کی بدین عبارت نقل کیا ہے ان للامام ان یعقد الصلح علی ما راٰہ[1]
مصلحۃ للمسلمین وانکان لا یظہر ذلک لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ
احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا
اذا لم یکن ذلک الا بذلک انتہی یہان پر فوائد ہر دو صلح کے بنا بر مذاق اہل نفاق
واصحاب وفاق دکھلائے جاتے ہین کہ صلح حدیبیہ کی برکات سے فتوحات مابعد میسر آئین
کما قالت العلماء اور یہ کہ حضرت عمر کی عقیدت باطنی کا راز کھل گیا جو قولہ ما شککت
الخ سے ظاہر فرمادیا اور یہ کہ دیگر صحابہ نے اس عمل پیغمبر سے ناخوش ہو کر اپنی خود رائی سے

[1] یعنے امام کے لئے جائز ہے کہ صلح کر لے بنا بر اپنی مصلحت کے جو مسلمین کے حق مین مفید ہو اگرچہ بعض لوگون
کے سرسری نظر مین وہ مصلحت نہ آوے اور اوس صلح مین مفسدہ خفیفہ کا احتمال ہووے اور مفسدہ عظیمہ
اوس صلح سے دفع ہوتا ہو یا بغرض حاصل کرانے مصلحت کے صلح کرے جو بمقابل مفسدہ صلح کے زیادہ تر مفید ہو بشرطیکہ وہ
مصلحت مفیدہ بلا اوس صلح کے حاصل نہو سکتی ہو انتہی

اعتراض جمائے اور یہ کہ صلح با مشرکین جنپر حکم سیف نافذ ہوا ہی جائز و ثابت ہوئی اور یہ کہ
صلح با مشرکین مین شرط امن و امان مسلمین کی ضرور نہین اور یہ کہ پیغمبر یا امام اپنی جائز حق کو
جو تصرف فی امور الرعایا اور تسلط ملکی ہی چھوڑ سکتا اور دست بردار صلح مین ہو سکتا ہی
وہی مطلوب تھا اب اسباب ضروری مصالحت امام حسن ع کو بیان کیا جاتا ہی کہ امام معصوم علا نے حفظ
غدر و بیوفائی اہل کوفہ کے اور اونکی سازش با معاویہ سے مجبوراً صلح اختیار کی تھی نہ بطوع و رغبت
جسکو مفصلاً عنقریب ذکر کیا جاویگا اور ظاہرا یہ مجبوری حدیبیہ مین پیش نہین آئی اور یہ کہ صلح
مین پاس و لحاظ نفوس و اموال مومنین و عامۃ الناس کا اول مرعی فرمالیا اور بالآخر انکہ
اس صلح مین بنظر تحفظ و آرام مسلمین کے اپنے حق جائز تصرف ملکی سے قطع نظر فرمادے
اور یہ کہ حق مقطوع النظر خلافت دنیویہ ہی تھا اور یہ امر احادیث کثیرہ و افادات معتقدین
معاویہ سے بخوبی واضح ہے مشتے نمونہ لکھا جاتا ہے کہ حدیث معتبر علی زعمهم و بسیار مضے
مشہور مین الجمہور الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض کما جن
فی الصواعق مخبر ہے کہ زمانہ مصالحت پر خلافت ختم ہو گئی تھی بعد ازان تسلط ملک عضوض مین
کا ضروری تھا جو سنہ چالیس ہجری مین حادث ہوئی ہی کما سبق سابقاً پس سال جماعت
جو عہد دولت امیر معاویہ کا ہوا بدو زبان ملک عضوض کا تھا اگر آپ صلح نفرماتے اور خلیفہ رہتے
تو معاذ اللہ آپ ہی مصداق ملک عضوض کے ہو جاتے اور جو حدیث امیر معاویہ کی محدث
ترمذی سے علامہ علاء الدین نے اپنی کتاب محاضرات الاوائل مین نقل کی ہی کہ ما زلت
اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن

کماذکر سابقا اوس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہی کہ خلافت امیر معاویہ
ملک داری بنا بر حدیث نبوی کے تہی اور تملک و خلافت مرادف المعنے بہی ہین اس لئے
کہ پیغمبر خدا نے بشارت ملک کی سنائی اور امیر معاویہ نے جو مفوض الیہ خلافت تھے
اوس ملک کو خلافت سے تعبیر کیا تو خلافت بمعنی ملک و سلطنت ثابت ہوئی اور
قاموس مین بہی الخلیفۃ السلطان الاعظم لکھا ہی اور یہ حدیث صاحب اوائل فی ذکر تفویض
خلافت امام حسنؑ مین بہی نقل فرمائی ہے جس سے ملک ہونا امیر معاویہ کا بعقیدت صاحب
اوائل ثابت ہوا و فی تاریخ الخلفاء للسیوطی واخرج ابی شیبۃ فی المصنف عن الشعبی
قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ له فقال ابن اخی انہاک عن السلطان ان
السلطان یغضب غضب الصبی و یاخذ اخذ الاسد کما مضی اس روایت سے واضح
ہوا کہ امیر معاویہ خبردار و یقیناً اپنے کو سلطان دنیا جانتے تہے اور امام حسن علیہ السلام نے بہی جو مفوض
الخلافۃ تہے اوس خلافت مفوض کردہ کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا ہی جبکہ کسی شخص نے مثل عمر خطاب
طاعن صلح حدیبیہ کے حضرت امام حسنؑ سے کہا السلام علیک یا مذل المومنین[۱]
تو آپ نے فرمایا لست بمذل المومنین و لکنی کرہت ان اقتلکم علی الملک[۲] کما ہو
فی تاریخ الخلفاء للسیوطی پس کلام مفوض و مفوض الیہ و نیز عقیدت پیروان مفوض
الیہ سے ثابت ہوا کہ خلافت مفوضہ ریاست دنیویہ تہی نہ خلافت دینیہ اور جبکہ خلافت
امیر معاویہ کو مخبر صادق نے سلطنت فرمایا اور مفوض اور مفوض الیہ نے بہی سلطنت

---

۱ اے امیر سلام ہو اے ذلیل کرنیوالے مومنین کے ۲ یعنی مین ذلیل کرنیوالا مومنین کا نہین ہون لیکن مین نے کراہت کی اس امر کی کہ ملک کیواسطے تمکو قتل کرادون انتہی

ہی سمجھہ کر دیا اور لیا تو وہ خلافت دینیہ کس طرح سمجھی جاسکتی ہی اور امام معصوم کیونکر خلافت ناقابل الانتقال و ناقابل الخلع کو ممکن الایصال و سہل التفویض فرما سکتے تھے کہ تقرر اُسکا من عند اللہ ہوتا ہی اور متصرف امور کے لئے وہ زمانہ ملک عضوض کا مقدر ہو چکا تھا تقدیر الٰہی مین وہ زمانہ اندر الف شہر کے آگیا تھا یہ اُسکو کسطرح صالح خلافت حقہ دینیہ بنا سکتے ہونگے اور یہ امام معصوم نے مصالحت کسی مشرک یا کافر معلن سے نہین کی بلکہ طرف مقابل مسلمان صورت مدعی اسلام تھے خلاف طرف مقابل صلح حدیبیہ کے کہ علی الاعلان مشرک و کافر تھے اور یہ کہ اس صلح کو تا حیات معاویہ محدود فرمایا تھا دوامًا اوسکے اور اوسکی اولاد کے لئے خلافت کو تفویض نہین کیا خلاف صلح حدیبیہ کے کہ معاہدہ دس سال کیلئے مشرکین سے کیا گیا گویا کہ آپنے بقیہ عمر کی مدت رسولخدا صلعم سے کہین زاید قبول فرما لیا تھا کیونکہ صلح حدیبیہ سنہ ۶ ہجری مین ہوئی اور وفات آپکی سنہ ۱۱ھ کے اوائل مین حادث ہوئی جس مین دست برداری اہل اسلام کی تصرف و تملک ارض مقدس بلد الامین سے بعد الرسالۃ بھی مستلزم تھی مگر تقدیر ایزدی نے اوسکو نافذ نہین رکھا اور یہان امیر معاویہ نے اپنے نکث و تخلف و انحراف و غدر سے اوس خلافت کو اپنی اولاد مین نافذ فرما دیا اور جماعت اسلام نے اس غدر کو جایز گردان لیا اب بنظر توضیح و تصریح واقعہ مصالحت امام کو و نیز بعض وجوہ مصلحت و مجبوری کو او نحضرت علیہ السلام کے ابو الحسن المدائنی سے جو ابن ابی الحدید نے سولھوین جزو شرح نہج البلاغہ مین بعد نقل واقعہ بیعت اہل کوفہ کے لکھا ہے حوالی کیا جاتا ہی ثم وجہ عبید اللہ بن عباس

ع۱ یعنی امام حسنؑ نے بعد بیعت لینے اہل کوفہ سے عبید اللہ بن عباس کو معہ قیس بن

ومعہ قیس بن سعد بن عبادہ مقدمۃ لہ فی اثنی عشر الفا الی الشام وہو یرید المدائن
فطعن بساباط وانتہب متاعہ ودخل المدائن وبلغ ذلک معاویۃ فاشاعہ
وجعل اصحاب الحسن الذین وجہ مع عبید اللہ یتسالمون الی معاویۃ الوجوہ واہل
البیوتات فکتب عبید اللہ بن العباس بذلک الی الحسنؑ فخطب الناس وقال
خالفتم ابی حتی حکم وہو کارہ ثم دعاکم الی قتال اہل الشام بعد التحکیم فابیتم
حتی صار الی کرامۃ اللہ ثم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمنی وتحاربوا من
حاربنی قد اتانی ان اہل الشرف منکم قد اتوا معاویۃ وبایعوہ الی ان نقل عنہ
وارسل عبد اللہ بن الحارث بن نوفل الی معاویۃ یسألہ المسالمۃ واشترط علیہ
العمل بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ ان لا یبایع لاحد من بعدہ وان یکون الامر شوری
وان یکون الناس اجمعون آمنون انتہی بقدر الحاجۃ ابو الحسن بن العباس

عبادہ سردار لشکر و بارہ ہزار محاربین کے شام کی طرف روانہ فرمایا اور خود حضرتؑ بعد روانگی لشکر کے مدائن
تشریف لیجانے کا قصد کیا تھے کہ اثنائے راہ میں بمقام ساباط زخمی کئے گئے اور مال ومتاع غارت کیا گیا
اور آپ داخل مدائن ہوئے اور یہ خبر معاویہ کو پہونچی اُسنے اسکو مشتہر کیا و یاران لشکر میں عمائد اور
اہل وجاہت نے معاویہ سے سازش و آمیزش کر لی اور یہ خبر سازشس کی عبید اللہ نے خدمت
میں امام ہمام کے لکھ بھیجی تو آپ نے خطبہ ادا فرمایا اور اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم وہ
لوگ ہو کہ تمنے میرے پدر بزرگوار سے مخالفت کی یہانتک کہ قصۂ تحکیم پیش کیا کہ وہ جناب اُس سے
کارہ تھے پھر اُن جناب علیہ السلام نے بعد قصۂ حکمین کے تمہیں دعوت قتال کی اہل شام پر فرمائی
اور تمنے اُس سے انکار کیا حتی کہ اُن جناب نے وفات پائی پھر تم نے میری خلافت پر بیعت
کی اس شرط پر کہ جس شخص سے کہ صلح کروں تم بھی اُس سے صلح کرو اور جس کسی سے کہ میں جنگ کروں تم بھی اُس سے جنگ کرو اور مجھی خبر ملی ہے کہ تم میں اہل
شرف نے معاویہ سے بیعت کر لی ہے انتہی

واقعہ کے نقل کیا ہی کہ آپنے معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اس شرط کی ساتھہ کہ رعایا سے
برطبق احکام خدا اور رسول کے سلوک کرے اور یہ کہ اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر نکرے
اور یہ کہ تقرر خلافت کا برطبق مشورت مسلمین کے ہووے اور یہ کہ تمام لوگ مامون
اور محفوظ ظلم وجور وقتل ونہیب سے رہین انتہے اور ابن ابی الحدید نے دوسرے مقام
پر اپنی شرح مین مدائنی سے اس طرح بہی نقل کیا ہی جو فی الجملہ منافی روایت مذکورہ کی ہی
اور حاصل اوس روایت کا یہ ہو کہ جب امام ہمام نے خطبہ مین حال بیوفائی اہل عراق کو
اعلام فرمایا تو اہل ساباط نے آپکے قول انکم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمت
وتحاربوا من حاربت سے یہ استنباط کیا کہ آپ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہین
اس لئے شکایت بیوفائی اور ترغیب صلح کی فرماتے ہین حالانکہ یہ خطبہ ظاہرا بدریافت
حال سازش کوفیان کے ارشاد فرمایا تہا اس روایت سے بہی ثابت ہوتا ہی کہ امام
علیہ السلام کو خبر سازش لشکر کی قبل اس خطبہ کے پہونچ چکی تہی اوسکی دریافت حال
مین آپنے استمزاجا ذکر مصالحت کا فرمایا تہا چنانچہ قولہ قد اتوا معاویۃ وبایعوہ
جو شامل خطبہ مذکورہ ہے اسکا مخبر اور مظہر ہے پھر نہج اسیر وہ ساباطی بدگمان ہوگئی
فقال الناس ما قال ہذا القول الا وہو خالع نفسہ ومسلم الامر لمعاویۃ فثاروا بہ
فقطعوا کلامہ وانتہبوا متاعہ وانتزعوا مطرفا کان علیہ الی ان نقل واختلف
الناس فصارت طائفۃ معہ واکثرہم علیہ فقصدہ سنان بن الجراح الاسدی الی
مظلم ساباط فاقام بہ فلما دنا منہ تقدم الیہ بکلمہ وطعنہ فی فخذہ بمعول طعن

نکادت تتصل الی المعظم فغشی علیہ الخ اور واقعہ بدگمانی اور ضرب سنانی
اور انتہاک حرمت بارتکاب غارت وغیرہ کا قبل از وقوع صلح کے ہے پس ان واقعات
و حوادث ناہنجاران پر اگر آپنے نصرت اعوان سے قطع امید فرماکر مصالحت فرمائی بعد
اسکے کہ آپکو قبل از انحراف اہل ساباط کے معلوم ہوچکا تہا کہ عمائد لشکر نے معاویہ سے
آمیزش کرلی ہے اور مصلحت صلح بنابر افادہ قاضی عیاض کے آنفاً معلوم ہوچکی کہ
امام مجاز ہوسکتا ہے تو اس مجبوری پر کوئی سقم شرعی اور عقلی اس مصالحت مین نہین
عاید ہوسکتا نہ اس مین تفویض خلافت دینیہ کی متوہم ہوسکتی ہے اور معاہدہ بیعت
بہی بعد دریافت ہونے اقسام موسعہ بیعت کے کہ بیعت علی السلطنۃ و بیعت بالکراہیۃ
و بیعت علی الضلالۃ و بیعت فضولی وغیرہا بنابر سیرت صحابہ جایز ہین تو آپکا بیعت
کرنا اگر ثابت ہووے تو وہ منحصر بیعت علی الخلافۃ الدینیہ کے نہین ہوسکتا اور جبکہ خلافت
امیر معاویہ کی بنصوص کثیرہ و افادات جمہ ریاست و سلطنت دنیوی تہی تو کسی معتقد
کی بیعت علی الخلافت الدینیہ سے ایسی خلافت کی اور ایسے خلافت کیلئے جسکا کفر
و فسق بہی مباح ہو قلب ماہیت نہین ہوسکتا کما فصلت فی الصدر تفصیلہ و وضحا
پس یہ صلح حسب افادہ قاضی عیاض کے بہی موجب خلع امامت حقہ و خلافت

حاشیہ صفحہ ۱۰۸ آپ یعنے لوگون نے کہا کہ یہ کلام اونہون نہین ادا کیا مگر اپنی ذات کو خلافت سے علحدہ کرلیا ہے اور معاویہ
کو خلافت حوالہ کردی ہے پس وہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپکا کلام قطع کردیا اور مال و اسباب آپکا لوٹ لیا
اور آپ کی چادر خز کو اوتار لیا اور یہ لوگ دو گروہ ہوگئے کچھ آپکے تابع رہے اور بہت سے لوگ آپ سے
منحرف ہوگئے (قرآن مین بہی گروہ قلیل کی مدح اور طوائف کثیرہ کی مذمت جابجا وارد ہے) سنان
بن الجراح اسدی ساباط کی اندہیاری مین پیشقدمی کرکے جا کہڑا ہوا جب آپ اوسکے قریب پہونچے سنان نے طعن نیزہ
سے اقدام کیا کہ جو آپکے فخذ مبارک پر زخم آیا قریب تہا کہ ہڈی تک پہونچے پس آپ غش ہوگئے انتہی

دینیہ نہین ہے وہو المطلوب اور بلاشبہ آپ اور دیگر حضرات امامت درجات خلافت
دنیویہ کو باعتبار قبض و تسلط کے اہلبیت مین محدود نہین سمجھتے تھے بلکہ اہلبیتؑ مین
مفقود دیکھتے تھے اور ہر غیر مقید شخص و طاغی و باغی کے بیعت طوعًا ناجایز اور کرہًا جایز
جانتے رہے ہین پس تابع خلفاے جور کے رہنا ائمہ طاہرین کا آپ حضرات کی امامت
حقہ و خلافت دینیہ کے مزیل و منافی نہین ہوسکتا حضرات انبیاء علیہم السلام اکثر
تابع ملوک و سلاطین دنیا کے رہے ہین مگر اونکی نبوت و رسالت مین شرعًا فرق نہین آیا
چنانچہ بعد انقراض زمانہ خلافت و نبوت حضرت آدم کے حضرت شیث پیغمبر کیومرث
بادشاہ کے بعد اور حضرت ادریس نبی بعد قلع و قمع کرنے اولاد قابیل کے اور حضرت نوح
بعد زوال سلطنت فرعان شاہ مصری کے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد ہلاکت
نمرود بابلی کے اور حضرت یوسف نبی بعد وفات ریان بن ولید بادشاہ مصری کے اور
حضرت موسیٰ بن عمران بعد غرق ولید بن مصعب فرعون مصر کے اور حضرت یوشع بعد
قتل کردینے بالق بادشاہ بلقان کے اور حضرت داؤد پیغمبر بعد قتل کرنے جالوت کے
اور حضرت سلیمان نبی اللہ بعد تسخیر جنات و طیور و غیرہا کے جامع النبوۃ والسلطنۃ
ہوئے ہین اور قبل اسکے اکثر حضرات ان مین سے اور دیگر انبیاء ذوی الاحترام اپنے اپنے
زمانہ نبوت مین تابع و مطیع و رعیت ملوک دنیا کے رہی ہین مثل حضرت الیاس و حضرت
الیسع کے کہ عہد سلطنت کیقباد کیانی مین تھی اور مثل حضرت ہود اور حضرت صالح کے
کہ زمانہ مملکت مین جمشید ملک عجم کے اور مفر بادشاہ مصر کے اور افریدون دادیانی کے تھی

تابع ملوک رہنا انبیاء کا

اور مثل حضرت یونس و دانیال پیغمبر کے اور مثل حضرت ارمیا کے جو تابع سکندر کے تھے اور مثل حضرت زکریا و یحیی و حضرت عیسیٰ کے عہد بادشاہت خاندان اشغانیہ کے بسر فرماتے رہے اور حضرت یوسف نبی اللہ تو عزیز مصر کے تابع و منقاد بحیثیت عہدہ وزارت و خدمت ملازمت کے رہے ہین جیسا کہ محاضرۃ الاوائل مین علامۃ المتعصبین علاء الدین نے نقل کیا ہے و فرعون یوسفؑ الذی استوزرہ و ملکہ علی مصر مگر انبیاء کی مطیع ہونیسے وہ سلاطین عصر دینی خلیفہ نہین ہوئے حالانکہ جملہ حضرات انبیاء مستحق وراثت ملکی حضرت آدم و حضرت شیث و حضرت نوح کے بالقطع والیقین تھے مگر اون مین بعض جامع النبوۃ والسلطنۃ بعد از انقراض مدت نبوت کی ہوئی اور اکثر انبیاء کو سلطنت حاصل ہی نہین ہوئی بلکہ مفہوم آیہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ حضرات بحالت مغلوبی کے شہید ہو گئے پس یہہ ہی حال حضرات ایمہ اطہار نوابان سید ابرار کا گذرا ہے کہ بعض حضرات جامع الامامۃ الحقۃ الدینیہ والخلافۃ الحقۃ الدنیویہ ہوے اور اکثر انھین کے مغلوبی کی حالت مین بسر کرتے رہے جس طرح انبیاء کی نبوت مین بوجہ حرمان سلطنت کے کوئی رخنہ نہین آیا اسیطرح حضرات ائمہ معصومین کی امامت دینیہ مین بوجہ فقدان تسلط و تصرف مذکور کے نقصان پیدا نہین ہوا ہے جو تاریخ الانبیاء و کتب سیر و اخبار بامعان نظر دیکھے ہوئی ہے اوسکو امام ہمام کا معاویہ کے تابع ہو کر رہنے مین کوئی شبہ و سفسطہ انکی امامت حقہ مین عارض نہین ہو سکتا ہے اور حدیث ما منا احدٌ الا وقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ سے یہہ متوہم نہین ہوتا ہے کہ بیعت کرنے سے ہر صاحب

شوکت خلیفة المسلمین ہو سکتا ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بیعت طاغی زمان کر لیجاوے
وہ طاغی کا طاغی باقی رہتا ہے اوس مین کچھ تغیر نہین ہوتا اور یہ حدیث منافی احتجاج
انا احتج علیکم کما احتججتم کے بھی نہین ہے اسلئے کہ دعوی خلافت بنابر قرابت
باعتبار استحقاق کے تہا اور تسلیم خلافت بسبب تغلب و استیلا کے واقع ہوئی
اور وہ متغلب بنی امیہ سے ہو یا بنی عدی سے اُسکے لئے خصوصیت کسی قبیلہ کی نہین
پس وہ بنی ہاشم سے کب مختص و مخصوص ہو سکتی ہے اس مقام سے یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہے کہ بسبب
بیعت اہل الحل والعقد سے خلافت حقہ کیا خلافت مطلقہ عام اس سے کہ علی السلطنة ہو یا
بنابر عہد مستخلف کے ہو یا باطلہ ہو متحقق نہین ہوتی کالبیعة للمعاویة فی قصة
الحکمین وبیعة مروان وعبد الملک فی زمان ابن الزبیر عندهم فهکذا بیعة
معاشر الخلفاء منهم عندنا اسیطرح تسلیم خلافت سے خلافت باطلہ منقلب اپنے بطلان
سے حق کی طرف نہین ہوتی ورنہ فضل فاضل کتاب ابطال مین نفرماتے واما معاویة
فانه کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالهم لا یخلون عن المطاعن فافهم
پس اگر امیر المومنینؑ و امام حسنؑ سبط خیر المرسلینؐ نے اون امراء کی بیعت بھی کر لی جنکی
امارت کا ذکر آیا اور جواز اونکی بیعت کا احادیث ملاحم و فتن مین ماثور ہے جیساکہ پیغمبر خدا
صلعم نے بجواب ابو ذر غفاری کے اطاعت امرائے جور مین حکم فرمایا کہ

۱ جیساکہ بیعت معاویہ کی قصہ حکمین پر اور بیعت مروان اور عبد الملک کی حیات ابن زبیر خلیفة الاسلام مین
نزدیک اہلسنت کے بھی غیر موثر و باطل و عبث تھی پس اسیطرح بیعت معاشر خلفاء کی نزدیک ہمارے غیر موثر و باطل
ہوئی ہے معاویہ ملوک اسلام سے تہا اور ملوک اپنی حالات مین مطاعن سے خالی نہین ہوتے۔

تسمع وتطیع وان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع یعنی امرائے جور کی اطاعت کر اگرچہ وہ تجھے مارین اور تیرے مال کو غصب کر لین تاہم اونکی حکم کو گوش تعمیل سن اور امتثالاً اطاعت کر انتہی اور معاہدہ بیعت مین بھی یہی الفاظ بالسمع والطاعۃ ہوتی ہین تو بعد از جواز شرعی بیعت امرائے جور کے آپ حضرات کی بیعت کر لینے خلافت دینی اور امامت یقینی کو ثابت کرنے والی نہین ہی اول تو الفاظ بیعت ہر دو حضرات کے کہین نقل نہین ہوئے ممکن ہی کہ وہ بیعت علی السلطنت صراحتاً یا بیعت علی الخلافۃ مجملاً او مبہماً ہون دوسرے عام لفظ بیعت کیلیے بالسمع والطاعۃ للخلیفہ ہین جو واسطے خلیفہ دین و ملک دنیا کی مستعمل ہو سکتی ہین اسلیئے کہ اطاعۃ السلطان واجبۃ بھی متفق علیہ ہے اور حدیث ابوذر غفاری اوسکی موید ہے تیسرے اگر بیعت مین لفظ صحیحہ شرعیہ وامثال ذالک بھی شامل ہون تاہم بعد جواز اطاعت سلطان کے اطاعت اوسکی صحیحہ شرعیہ کہی جا سکتی ہی چوتھے اطاعت امراء وائمہ جبروت مین صحابہ نے عبادات دینیہ مین ترمیم کر دینے کو جایز رکھا ہی اور امور ملکی معاہدات دنیوی مین بدرجہ اولے اطاعت کرنے امراء جور کی شرعاً مشروط ہو سکتی ہی چنانچہ ازالۃ الخلفا مین ماثور ہی کہ صلی ابن مسعود بمنی مع عثمان اربعاً فقیل لہ الحد ثنا ان رسول اللہ صلعم صلی رکعتین وابابکر و عمر فقال بلی ولاکن عثمان امام او اخالفہ والخلاف شر واضح ہو کہ اس حدیث مین لفظ امام بسیاق لفظ شر کے بمعنی بادشاہ کی ہی اور صاحب تحفہ نے بھی عقیدہ ششم باب ہفتم مین افادہ فرمایا ہی کہ امامت نزدیک اہلسنت بمعنی پیشوائی در دین اطلاق کنند الی ان قال وگاہے امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند فتد بر

لہ یعنی ابن مسعود نے (جو اصحابی کالنجوم کے نجم طالع ہین) خلیفۂ ثالث کے ساتھ مقام منی کہ وہ حالت سفر مین قصر نماز کی تہی) چہار رکعت نماز پڑہی اُنسے کہا گیا کہ آیا تمنے ہمسے نقل نہین کیا کہ رسول خدا اور شیخین نے دو رکعت نماز منی مین پڑہی ابن مسعود نے کہا کہ ایسا ہی ہی لاکن عثمان بادشاہ ہی آیا مین اونکے خلاف کرونگا اور ہو سکتا ہو حالانکہ بادشاہ کے خلاف کرنے مین شر و فتنہ ہی انتہی

اور مثل اسکی روایت مشکوۃ شریف کی ہے کہ ابن عمر خلیفۂ ثالث کیساتھ چہار رکعت بحالت سفر اور تنہائی مین دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے اور سیرت صحابہ سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر خدمت مین سلاطین وملوک اسلام کے ناجائز بلکہ موجب اہانت خدا قرار پایا گیا ہے کہ جو شخص بھی ارادہ نہی عن المنکر کا کرتا تھا حضرات صحابہ سے تخویف کیجاتی تھی کہ خدا اہانت کرتا ہے اوسکی جس نے بادشاہ کی اہانت کی تو ایسے جلالت اور جبروت والے امرا اسلام جنکے فسق پر نہی کرنا عند الصحابہ موجب اہانت خدا کا تھا باقتضای زمانہ بنظر تحفظ نفوس واموال مومنین کے ایسے امرا جور واجب الاطاعۃ ضرور تھے چنانچہ مشکوۃ کی کتاب الامارۃ و الخلافۃ مین زیاد بن کسیب عدوی تابعی سے منقول ہے قال کنت مع ابی بکرۃ تحت منبر ابن عامر وھو یخطب وعلیہ ثیاب رقاق فقال ابو بلال[۱] انظروا الی امیرنا یلبس لباس الفساق فقال ابو بکرۃ اسکت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ رواہ الترمذی اور یہ ابن عامر صحابی ہے جو طرف سے امیر معاویہ کی والی مصر وبصرہ تھا اور نام صحابی موصوف کا عقبہ بن عامر اور الجہنی باعتبار نسب کے ہے اور بنا بر افادہ صاحب تقریب یہ صحابہ مین فقیہ وفاضل کہا جاتا ہے اسوجہ سے کہ یہ از جملہ روسا مجاہدین امیر المومنین کے تھا اس روایت سے بھی تملک دنیا ہونا والیان معاویہ کا دلیل سلطنت امیر معاویہ کی ہے اور ظہور فسق اونکا ظاہر ہے

(۱) یعنی زیاد نے کہا کہ مین ابو بکرہ صحابی کے ساتھ تحت منبر ابن عامر کے بیٹھا تھا جبکہ وہ خطبہ پڑھ رہا تھا اور یہ باریک کپڑے پہنے ہوے تھا ابو بلال نے کہا کہ دیکھو ہمارا امیر لباس فساق پہنتا ہے ابو بکرہ بولے ساکت رہو مین نے رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے سلطان خدا کی جو زمین پر مسلط ہوا ہے اہانت کی اوسکی اللہ توہین فرماتا ہے انتہے

شاید کہ فسق موجب تفقہ فی الدین ہوا ہووے پانچوین بیعت آپکی بالکراہۃ خلفائے جور سے کر لینی تمامتر اشکالات کو رفع کرتی ہے جس کے جواز کی اسناد مفصلاً صدہا مین مذکور ہوئین فاحفظ

باب چہارم

ذکر امام حسینؑ کی بیعت اختیار نفرمانے مین ہے آپکا بیعت نکرنا اور امیر المومنین اور امام حسنؑ کا بیعت کر لینا علی رغمہا العامہ کسیطرح متبائن فی السیرۃ نہین ہوسکتا نہ حدیث الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان و حدیث ما منا احد الا یقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیتہ اہل زمانہ باہم معارض ہین کیونکہ باہم متعارض نہونا ہر دو حدیث کا تو اسوجہ سے ہے کہ خلافت حقہ صادقہ ضرور اولاد ابو سفیان پر حرام ہے اور جہانتک کہ ثابت ہوا اونکی امارت دنیویہ ہی ہو سکتی ہے اوسمین بہی ریاست صادقہ دنیویہ بوجہ اونکی ضلالت اور تابع شریعت نہونے اور علی الاعلان فسق و فجور کرنے کے صادق نہین آسکتی ہے اور اونسے بیعت کرنا نفس فعل بیعت کے مصحح خلافت کسیطرح نہین کما ذکرت مکرراً کیونکہ فسق خلیفہ اور اوسکی بیعت عمل صحابہ و تابعین سے جمع ہوتی پائی گئی ہین کما نبہت علیک مراراً ایسمین تناقض و تعارض ہی کیا ہوسکتا ہے اور تبائن فی سیرۃ الائمہ نہونا بیعت کرنے اور بیعت نکرنے سے اقسام خلافت و بیعت سے ہی ظاہر ہو چکا ہے اور جواب اسکا پانچ فصلونمین مذکور ہوتا ہے فصل اول جواب اجمالی مین فصل دوم جواب تفصیلی مین فصل سوم مین جواب آیات قرآنی سے دیا ہے فصل چہارم مین جواب لفظ بلفظ حسب احکام

ظاہری کے ہی فصل پنجم مین جواب حسب احکام باطنی کے دیا گیا ہے

فصل پہلی

اولاً اجمالاً حالی کیا جاتا ہی کہ حقیقت بیعت عہد خلافت یزید و عبد الملک کے تو معلوم ہو گئی کہ اوسمین اقرار و معاہدہ عبدیت لیا جاتا تہا اور داغ غلامی بیعت کرنیوالون کے ہاتہون اور گردنون پر لگاے جاتے تہے اور امام حسین کا یہ فرمانا کہ لا واللہ لا اعطیتکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقرلکم اقرار العبید[1] اوسی بیعت کیطرف دلالت کرتا ہی جسطرح بندگان ذلیل مثل بہائم کے داغ لگاے جاتے تہے اور اقرار رقیت و عبدیت کا لیا جاتا تہا اور جس خلافت پر کہ بیعت امام حسین سے طلب کیجاتی تہی وہ عہد نامہ امیر معاویہ با امام حسن سے بالکل خلاف تہی اسلئے کہ بعد امیر معاویہ کے خلافت کا تقرر بر بناے شوری ہونا چاہئے تہا جو امیر معاویہ نے برخلاف اوس نامہ کے یزید کو خود رائی سے خلیفہ اپنا مقرر کر دیا اور لوگون سے جبراً و کرہاً و تحذیراً عن الفتن بیعت لیلی جو یہ خلافت شرعاً بیعت طلب اور مستحق للبیعۃ قرار دیجاوی اور حدیث ابن عمر جو صدر مین گذری انکا ۲ صبر نا اوس بیعت بالکراہۃ والبلاء و تحفظاً عن الشرور کے تصدیق کرنیوالی ہی اور خلافت امام حسن تک بیعت مین یہ اختراع رقیت و داغ غلامی کا نہین ہوا تہا پس مابین سیر تہای

[1] یعنے قسم بخدا مین اپنا ہاتہ تمہارے ہاتہ مین مثل ہاتہ دینے ذلیل لوگون کے ندونگا اور تم سے لوگ مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہے [2] اگر خلافت یزید کے بلا ہوے تو ہمنے اوسکی ہاتہ بیعت کر لینے پر صبر کیا

ائمہ کے منافات بوجہ تغیر حیثیت معاہدہ بیعت کے نہین ہوئی ممکن ہی کہ یہ اختراع اگر عہد امامت امیرالمومنین یا عہد خلافت امام حسنؑ علیہما السلام مین واقع ہوتا تو یقین ہے کہ وہ حضرات بھی ہرگز اختیار نفرماتے جو یہ معاہدہ رقیت وداغ غلامی کسی ملت ودین مین فی وقت من الاوقات انبیا نے بھی بحالت تابع سلاطین ہونے اور اپنے ضعف واضطرار کے کبھی جایز تجویز نہین فرمائی ہین تو امام پر ایسی بیعت کا لینا جو احاد الناس کے لئے بھی اہل اسلام سے کوئی تجویز نہین کرسکتا کس طرح اختیار کرنا تجویز ہوسکتا ہی کہ بظاہر اسلام رقیت کا اقرار واطلاق ہر مسلمان پر روا نہین ہوسکتا نہ غیرت عرفی نہ حمیت شرعی اسکی موئد ہوسکتی ہے اور علاوہ ناجوازی رقیت للمسلم اور غیرت متعلم کے دیکھا جاتا ہی کہ شخص واحد بھی باختلاف اوقات وضرورت احوال متغیرہ کے متصدی افعال متنوعہ کا ہوتا ہے اور سجا آیا حضرات ائمہ معصومین کے مطابق سیرت حضرات مرسلین و برطبق سنت ختم النبیئین تھے اور انبیا علیہم السلام کے بھی حالات اور واقعات باعتبار حوادث واقعہ کے یکسان حالت پر نہین رہی صدر مین گذرا کہ حضرات انبیا مین بعض جامع النبوۃ والامارۃ اور بعض صاحب الرسالۃ فقط ہوئے ہین اب ہم سے زاید کہا جاتا ہے کہ حضرات انبیا مین مثل زکریا ویحیی کے جور امت سے شہید ہوئے اور حضرت جرجیس پیغمبر فلسطین کو بادشاہ موصل نے طرح طرح کے عقوبات سے اور مہرقیہ سلطان بابل نے دانیال پیغمبر کو سخت ایذاؤن سے شہید کیا اور حضرت عیسی پیغمبر کی رسالت پر نطیخس بادشاہ انطاکیہ بہدایت شمعون نایب عیسی کے ایمان لایا و بااآنحضرت

ف مماثلت حالات ائمہ با انبیا

وہ حضرت یہودیون کی شقاوت سے اس دار دنیا سے اوٹھا لیگئے اور بادشاہ انطاکیہ کچھ بھی امداد نکر سکا اور نجاشی سلطان حبش رسالتمآب پر اسلام لایا مگر اعانت اسلام مین کفار قریش کو مستاصل نکر سکا محاربات بدر و احد و خندق مین ہوا کین اور آخر حدیبیہ مین صلح باہم اسلام و کفر کی بمذاق صاحب المدارج کے عجیب شنیع ہو گئی اور بعد عزت و غلبہ اسلام و حکم قتال و علی زعمہم بعد رفع حکم تقیہ کے واقع ہوئی ہے اور بعض انبیا مخالف ملوک سے جن مین اکثر قتل ہو گئے اور اکثر موافقانہ بسر فرماتے رہے حضرت یعقوبؑ و حضرت ایوبؑ از انجملہ ہین چنانچہ علمائے سیر نے وجہ نزول مصائب حضرت ایوب مین لکھا ہی کہ جسوقت حضرت شعیب دربار شاہ مین بغرض دعوت اسلام تشریف لیگئے تو حضرت ایوبؑ وسکی مجلس مین رونق افروز تھے حضرت شعیب نے دعوت اسلام کی اور بلک نے ناشنوائی کی حضرت ایوب نے کچھ تائید حضرت شعیب کے درباره دعوت اسلام کی نہ فرمائی کما فی تاریخ الکامل لابن اثیر جو اس روایت سے مجلس ملوک کفرہ مین شریک ہونا انبیاء کا اور اونکے ساتھ معاشرت رکھنا ثابت ہوتا ہی ایک کیخسرو بادشاہ مجوسی تھا جسنے چارسو نبی قتل کر ڈالے پس کہان معاشرت اور کہان مخالفت اور وہ معاشرت بھی کیسی کہ امر معروف ادا نکرین اور مخالفت بھی کیسی کہ خود قتل ہو جاوین اور حفظ نفس کو جو واجب ہے بجا نہ لا سکین جو فرار وغیرہ سے میسر آسکتا تھا یہان پر سیر تھا مختلفہ انبیاء مین تباین کا احتمال کب ہو سکتا ہے بلکہ ہر نبی کو جو مقتضائے وقت تھا بجا لانا اوسکا حتماً لازم و واجب تھا انبیاء اللہ کی سیرتون اور خصلتون اور عملون کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک وقت

معاشرت انبیا با ملوک کفار

مین عاجز و ناچار دوسرے زمانہ مین ذی اقتدار ہوئے ہین پس نبی واحد کی اون خصائل
و شمائل و اعمال و اقوال مین جو بزمانہ عاجزی اور مصلحت زمان کی اونسے ظہور مین آئے
اور وہ سیرتین اور خصلتین جو بزمان اقتدار بضرورت مقام اونسے ظاہر ہوئیں اونمین
باہمدگر تناقض و تباعد و مباینت بوجہ تغیر مصلحت اوقات کے محظور نہین ہو سکتی یہی
حال سیر و آثار حضرات ائمہ کا ہے اور عہد رسالت ختمی منزلت مین تمام احکام شریعت
قبل از ہجرت نازل ہو چکے تھے مگر حکم زکوۃ و مناسک حج و حکم قتال اوسوقتمین بمعرض
التواے رکھی گئی جو نفاذ اونکا بعد از ہجرت سنہ ۲ ہجری مین بدر کبری سے شروع
کیا گیا چنانچہ تفسیر اتقان سیوطی مین منقول ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود
فی قولہ جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید قال السیف والایۃ مکیۃ
علی فرض القتال ما اخرجہ الشیخان من حدیثہ ایضا قال دخل النبی صلعم
مکۃ یوم الفتح وحول الکعبۃ ثلاثمائۃ وستون نصبا فجعل بطعنها بعود
کان فی یدہ ویقول جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا
جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید وقال ابن الحصار قد ذکر اللہ الزکوۃ
فی السور المکیات کثیرا تصریحا وتعریضا بان اللہ تعالی سینجز وعدہ لرسولہ
ویقیم دینہ ویظهرہ حتی تفرض الصلوۃ والزکوۃ وسائر الشرائع ولم توخذ
الزکوۃ الا بالمدینۃ بلا خلاف الی ان اورد من ذلک قولہ تعالی
وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ اور اسی قسم سے مکیہ ہو آیہ وافی ہدایہ

واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ الی آخرہ جو سورہ مزمل مین وارد ہی اور اوسوقت
حکم قتال نافذ ہے نہین ہوا تھا پس سیرت باہمدگر انبیا مین تناقض یا تباین یا تخالف
اور امتثال امر شریعت مین حضرت رسالتؐ کے تناقض کو یا اور کچھ کہا جا سکتا ہو بوجہ
تغیر احوال اور عدم مساعدت روزگار کے نہین کہا جا سکتا ہے نہ کلام ایزد باری پر
ایراد ہو سکتا ہی کہ قبل از وقت بصیغہ مضارع یقاتلون فی سبیل اللہ کیون حکم نازل کیا
اور آیہ لولا رجال مومنون ونساء مومنات الی قولہ لو تزیلوا لعذبنا
الذین کفروا منھم عذابا الیما تو بعد از نزول آیات قتال و بعد از نفاذ جہادات
شتے صلح حدیبیہ کے مصلحت مین خود خداوند تعالے نے ہی نازل فرمائی ہی پس چاہئے
کہ احکام خداوندی مین بھی تشتت اور تباین اور تناقض کا اعتراض وارد کیا جاوے
جو عین کفر ہے اور اصل ما بہ المدعا اس شان نزول آیات سے تغیر حالات زمان کو
دکھلاتا ہے کہ حضرت رسالتؐ نے باوجود نزول حکم قتال کے قبل از ہجرت جہاد نکیا
اور بعد از ان اختیار کیا اور ہر دو عمل پیغمبر کو متباین نہین کہا جا سکتا ہی پس اسیطرح

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۹ ملخص ترجمہ یہ ہے کہ آیہ جاء الحق محکم قتال مین ہے اور یہ مکیہ ہے اور رسول خدا صلعم جب یوم فتح داخل
مکہ ہوے تو اصنام جو گرد کعبہ تھے اس چھڑی سے گرائے جاتے تھے جو آپکے ہاتھ مین تھی اور یہ آیہ قتال جا الحق
تلاوت فرماتے جاتے تھے (جس سے معلوم ہوا کہ بعد انقراض زمان نزول حکم جاری فرمایا گیا) اور ابن جبار نے
کہا کہ اللہ تعالے نے زکوۃ کو سورتہاے مکیہ مین بیان فرمایا ہے بہت جگہہ اجمالاً و تصریحاً اور یہ کہ
قریب وعدہ پورا کریگا اللہ اپنے رسول کے واسطے اور دین قایم کریگا اور ظاہر فرماویگا یہانتک کہ
نماز و زکوۃ اور تمام احکام مفروضہ شریعت فرض کئے گئے اور زکوۃ نہین لیگئی مگر مدینہ مین ۱۲ اگر کفار مین مرد و عورتین مومن
ملی ہوئی نہوتین یا لی تو لاگر مومنین مشرکین سے جدا ہو جاتے البتہ ہم مشرکین پر عذاب الیم کرتے اور محتمل ہی کہ مراد یہ ہی ہو کہ اگر اصلاب
کفار مین مومن نہوتے اور اگر پیدا ہو کر جدا ہوتے تو ہم کفار پر عذاب دردناک کرتے

اگر ایک وقت مین حضرت امام حسن نے مصالحت کو اختیار کر لیا اور دوسرے وقت مین امام حسین نے اوسکو اختیار نفرمایا تو ہر دو امام کے اختیار کرنے و نکرنے پر (مثل سنن مختلفہ پیغمبر خدا کے جو ایک وقت مین جہاد نکیا اور زکوۃ کے احکام جاری نفرمائے اور مناسک حج ادا نہ کئے اور دوسرے وقت مین وقتاً فوقتاً جاری کئے اور پھر بعد از نفاذ جہاد کے حدیبیہ مین صلح فرمالی و پس ازان وہی احکام جہاد جاری کردیئے اس انقلابی حالت مین باقتضائے وقت) کچھ اختلاف عملی نہین کہا جاسکتا ہے ؎ داند آن کس کہ فصاحت بکلامی دارد ✤ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد - اور جس طرح ان للامام ان یعقد الصلح قاضی عیاض نے بعض آیات قتال کے فرمادیا ہے یہانپر باتباع حکم قتال کے کہا جاتا ہے کہ کافی حق امام کو پہنچتا ہے کہ علم اسرار آل مصلحۃ للاسلام قتال کو باوجود قلت انصار کے اختیار فرماوے وانکان لایظہر ذلک لبعض الناس وفی بادی الرای ایضا وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک بل اقول ان للامام ان یجاہد مع قلۃ الانصار علی علم اسرار المصالح لبقاء الاسلام وانکانت لاتظہر لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ مفسدۃ بینۃ لدفع المفاسد التی تکون اعظم منہا و لتحصیل الفوائد الاقصی منہا اذا لم تکن تلک المصالح الا بذلک اور مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ جس طرح قاضی عیاض اور اونکے اہل النحلہ کے مذہب

مین امام کے لئے صلح کر لینا مشرکین سے بنا بر مصلحت واحدہ خفیہ کے جائز ہے اگرچہ اوس صلح مین مفسدہ یسیرہ ہو بغرض دفع کرنے اوس مفسدہ کے جو اوس مفسدہ صلح سے زیادہ ہووے یا واسطے تحصیل ایسی مصلحت کے جو وہ مصلحت اوس مفسدہ سے زیادہ ہووے اور وہ مصلحت زیادہ نہوتی ہو مگر جبکہ وہ صلح مفسدہ والی اختیار نکیجاوے تو مین کہتا ہون کہ امام کے لئے حق پہنچتا ہے یہ کہ جہاد مع قلت انصار کے بنا بر ملاحظہ مصلحتون بقاے اسلام کے فرماوین اگرچہ وہ مصلحتین بعض لوگون پر سرسری نظر مین ظاہر نہون اور اگرچہ اوس جہاد مین مفسدہ ظاہرا اپنے تلف نفس و تاراجی خانمان کا ہووے بغرض دفع کرنے بہت سے مفاسد کے کہ جو اسلام مین طاری ہونیوالے زیادہ اوس سے ہون اور واسطے حاصل کرنے بہت سے فائدون کے کہ جو نہایت درجہ کے اوسکے مقابلہ مین ہون اور بلا اختیار کرنے اوس مفسدہ بینہ کے وہ فوائد حاصل نہو سکتے ہون اور جو طریقہ اثر سنت امام حسین کو در بارہ جہاد و عدم بیعت کے دیکھا جاتا ہے تو آپنے ایسا ہی اختیار فرمایا کہ اگر آپ تلف نفس و تاراجی خانمان کو اختیار نہ فرماتے تو تمام ریاضت نبوت حضرت رسالت کی برباد ہو جاتی اور اسلام منقلب بکفر صریح ہو جاتا اور فوائد اقصی بھی حاصل نہوتے۔

فصل دوسری

اب ہم جو تفصیلی کو بعض دفع مفاسد عظیمہ اور بعض تحصیل فوائد فخیمہ کے بیان سے بھی شروع کرتے ہین کہ دین حضرت رسالت مین کہ جسکا بقا و نفاذ تا قیامت ثابت ہے اور بعد ختمی نبوت کے

بموجب حدیث متواتر و مشہور انی تارک فیکم الثقلین اہلبیت و عترت پیغمبرؐ مین اصحاب کسا بس چار باقی رہے تہے جنکے ساتہہ حکم تمسک کرنیکا امت کو دیا گیا ہی کیونکہ شان نزول آیہ تطہیر سے بروایت صحیح ترمذی دریافت ہوا کہ رسول خدا نے بس انہین چار پر انحصار اپنے اہلبیت کا بقولہ ھولاء اہلبیتی فرمایا اور جو ام المومنین ام سلمہ نے اپنا شامل ہونا اوس کسا مین چاہا تو آنحضرت صلعم نے انتِ علیٰ خیرٍ فرما کر شامل کسا نہ فرمایا اور وہ چار علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی تہے نہ غیر اونکے اور رسولخدا نے انہین بارہا حکم تمسک کرنے ثقلین کا امت کو ارشاد فرمایا ہے حتے کہ آخر تکلم رسول امم یہ ہی وصیت تہی کما فی الصواعق المحرقہ پس بعد وفات سرور کائناتؐ کے زمانہ غدار نے بفحواے آیہ وافی ہدایہ[1] افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کے ظہور انقلاب کا دکہلایا کہ بیعت سلاطین کی جبراً و قہراً لیجانی شروع ہوگئی اور ان سلاطین کو خلفاے دینی اعتقاد کرنا بالحتم قرار پاگیا تو اسوقت منقلب مین جناب امیر و حضرت امام حسن علیہما السلام نے بملاحظہ قہر و استیلاء و تہدید احراق بیوت کے اور نیز بلحاظ مغلوبی قوم انصار کے کہ سعد بن عبادہ کو پائمال کر ڈالا اور اوس صحابی بدری کے حق مین قتلہ اللہ کہا گیا مصالحت اختیار فرمائی تہی اور جناب سیدہ نے بمصداق روایت بخاری لم تتکلم حتے ماتت کے خلیفہ وقت کی اطاعت و بیعت وغیرہ ولو کانت علی السلطنۃ ہرگز قبول نہ فرمائی اگر جناب سیدہ کے عقیدہ مین خلیفہ سقیفہ کی امارت حقہ و امامت دینیہ و خلافت صادقہ ہوتی تو بنا بر حدیث متفق علیہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات

---

[1] یعنی اگر پیغمبر وفات پاوین یا قتل کیا جاوین توتم اپنی ایڑیون پر پچھلے پاؤن اسلام سے کفر کی طرف پھر جاوگے

مَیتَۃً جَاھِلِیَّۃً کے بیعت خلیفہ سقیفہ مین کبھی درنگ نہ فرماتین چہ جائیکہ ترک بیعت حتیٰ مَاتَتْ پس امر خلافت مین طریق واضح مذبذبین کی نظر مین ملتبس رہا اور یہ اونکو اپنی کتب صحیحہ سے منکشف نہ ہوا کہ جناب امیر نے مصالحت یا بیعت بلحاظ اونکی خلافت حقہ دنیویہ کے بالرضا فرمائی تھی کما نقل السیوطی فی تاریخ الخلفاء وابن الحجر فی الصواعق المحرقۃ قال[1] لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ اَبَابَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَرَضِیْنَا لِدُنْیَانَا مَا رَضِیَ بِہِ النَّبِیُّ لِدِیْنِنَا یا بوجہ اضطرار کے جیسا کہ بخاری نے نقل کیا ہے فَلَمَّا مَاتَتْ[2] (فاطمۃ) انصرفت وجوہ النَّاس عنہ (عن علی) الی ان روی فلما رأی علی انصراف وجوہ النَّاس عنہ ضرع الی مصالحۃ ابی بکر الخ یا آپنے بغرض وغایت محافظت وبقائے نام اسلام اور بخوف ارتداد کے اونسے مصالحت کو مخالفت سے بدل فرما دیا جیسا کہ ابن عبد البر صاحب استیعاب نے ترجمہ رفاعہ بن رافع انصاری مین نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب امیر[3] اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا قَبَضَ رَسُوْلَہٗ قُلْنَا نَحْنُ اَھْلُہٗ وَاَوْلِیَآءُہٗ لَا یُنَازِعُنَا سُلْطَانَہٗ اَحَدٌ فَاَبیٰ عَلَیْنَا قَوْمُنَا فَوَلَّوْا غَیْرَنَا وَاَیْمُ اللہِ لَوْلَا مَخَافَۃُ الْفُرْقَۃِ وَاَنْ یَّعُوْدَ الْکُفْرُ وَیَبُوْرَ الدِّیْنُ لَغَیَّرْنَا فَصَبَرْنَا عَلٰی بَعْضِ الْاَلَمِ الحدیث یا بنا بر خلافت حقہ دینیہ کے

---

[1] بتحقیق رسول خدا نے حکم دیا ابوبکر کو یہ کہ لوگونکو نماز پڑھا دین پس ہم راضی ہوئے اپنی دنیا (یعنی خلافت) کیلئے ابوبکر کیلئے جو رسول خدا ہماری دینی عبادت کیلئے راضی بامامت ابی بکر ہوئے تھے [2] یعنی جب سیدہ کی وفات ہو گئی تو لوگون نے روداری جناب امیر سے منہ موڑ لیا تب آپ مصالحت ابوبکر پر مضطر ہو گئے [3] ہر آئینہ اللہ جب رسول خدا کو (جنت میں) اٹھا لیا تو ہم نے کہا کہ ہم اہل اور اولیا پیغمبر کے ہین ہم سے کوئی نزاع نہ کریگا پس ہمپر ہماری قوم نے انکار کیا اور بلکہ غیر کو والی امر بنا دیدیا قسم بخدا اگر خوف تفرقہ اسلام اور عود کفر اور بربادی دین کا نہوتا تو البتہ ہم بدل ڈالتے اور قلع قمع کر دیتے پس ہم نے صبر ہی بعض الم پر اختیار کیا بسبب خوف امور مذکورہ کے۔

جسکے ثبوت مین اجتک کوئی قول کوئی حدیث کوئی کلام ماثور نہین ہے بعد اسکے زمانۂ
عہد خلافت شاہ ولایت ونیز عہد امامت امام حسنؑ سبط رسالت منقرض ہوگیا اور
اوس انقلاب زمان نے پوری ترقی حاصل کرلی اور شباب ایام الف شہر کا شروع ہوگیا
کما قال اللہ تعالےٰ لیلۃ القدر خیر من الف شہر وقال انا اعطینٰک الکوثر محدث
جامع الاصول نے صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ مراد الف شہر سے زمانہ خلافت بنی امیہ کا
ہے اور رسولخدا کو بنظر تسلیہ خاطر کوثر عطا ہوا ہے جو آپ کو بمعاینہ تسلط بنی امیہ کے بعالم
خواب حزن وملال عارض ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ نظام عالم مین حکمرانی بنی امیہ
مقدر بالحتم ہوچکی تھی اور رسول محبوب خدا کے رفع ملال کا تسلیہ کوثر کی عطا سے کیا گیا
مگر بنی امیہ کی ریاست کو ملتوی یا برطرف نہین فرمایا اور امارۃ بنی امیہ کے شرور اور فتن
جو اخبار ملاحم مین ماثور ہین اور ظہور مصائب ومحن اونکے جبروت سے جو اہل زمین کو پہونچے
اور انقلاب شریعت جو اونکے آثار سے ہوا وہ زمانہ پر مخفی نہین ہین کہ اونکا سلوک طریقہ شنیعہ
اور اونکی سیرت ظلمت مجسم اور اونکی تقلب ضلالت مجسم تھی اور کلام منقول فضل فاضل
صاحب ابطال الباطل کہ عامۃ الناس یاخذون المذاہب من السلاطین
وسلوکہم والناس علی دین ملوکہم الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل
ماہم ہی عادۃً ورسمًا وطوعًا وکرہًا مسلم ومتحتم ہے پس اونکا زمانہ پراز جور وجفا و

۱؎ عام الناس سلاطین کا ہی مذہب اختیار کیا کرتے ہین اور اونہین کے مسلک پر سلوک کرتے ہین اور
آدمی دین ملوک پر ہی ہوتے ہین مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور اعمال صالحہ بجالائے ہین اور وہ
بہت تھوڑے ہین

مخالف شریعت غرّا ضلالات افزا اخبارًا و واقعاً ضرور ہوا ہے اگر مثالب امراء بنی امیہ مین
چند احادیث صحاح کی نقل کیجاوین تو اصل مقصد سے بُعد ہوجاتا ہے فمن شاء فلیرجع الی
کتب الامارۃ والخلافۃ وکتب الفتن والملاحم من صحیح البخاری والمسلم اور واسطے
ابقاے اسلام و ادامت شریعت خیر الانام ضرورت تہی کہ ایسا شخص جو ماحی بدعات
اور نافی ضلالات اور محرف محدثات و مصرف مسطلات بنی امیہ ہووے اور جو مصداق
حتے یمیز الخبیث من الطیّب کے فاروق حق و باطل اپنی سیرت و اثر سے ہوجاوے
منجانب شارع مامور ہو اور اہل عالم کو اپنے طریقہ عمل سے بتلادے کہ راہ مستقیم کہان ہے
اور شرور کی راہین کونسی ہین اور مامور ہونا من جانب الشارع حدیث فی کل خلف من
امتی عدول من اہل بیتی ینفون عن ہذہ الدین تحریف الضالین وانتحال
المبطلین وتاویل الجاہلین کما فی الصواعق المحرقہ سے بخوبی واضح ہے اور اوسوقت
مین بعد وفات شاہ ولایت اور سبط اکبر نبوت پس امام حسین ہی بقیہ اصحاب کسا تھے
جو یہ عہدہ تحریف ضالین کا اسوقت مین آپکی ذات سے مختص ہوگیا تہا اور حالت یہ تہی کہ عامۃ
النّاس باعتقاد صحیح اوسکو خلیفہ برحق و امام صدق علی العموم سمجھنے لگے تھے کہ جس کے
ہاتھہ پر بیعت کرنا جبرًا طوعًا رضًا جس طرح پر ہو واقع ہوجاوے پس اہل انصاف تجویز
فرماوین کہ کیا سبیل تہی تحریف ضالین اور انتحال مبطلین اور ابطال خلافت مضلین

ا یعنی ہر پچہلے زمانہ مین میری امت مین عدول میرے اہلبیت سے ہونگے پس وہ دور کرینگے اس دین سے تحریف و
تبدیل گمراہون کو اور مبطلین و مفسدین کی اوس نسبت کو جو وہ اپنے حق مین کہین گے کہ ہم خلفائے نبی ہین اور
جاہلون کی تاویلات کو انتہے

مسبد عین ومحدثین کے اگر امام حسینؑ بقیۂ اصحاب کسا بعیت یزید اکی اختیار فرما لیتے
اور نفی تحریف وتصحیف وتاویل کو بجا نہ لاتے تو کیا یہ اسلام اور یہ ایمان جو آج دنیا مین
فرقۂ شیعہ مین پایا جاتا ہے صفحۂ عالم سے یک لخت برخاست ہوجاتا اور تمام محنت
رسالت برباد ہوجاتی اندرینصورت اصحاب نصفت ہرگز یہ تجویز نہ کرین گے کہ سوائے
ابطال خلافت اور انکار بعیت اہل بدعت کے کوئی سبیل ابطال باطل واحقاق حق کی ممکن
تھی بلکہ اسلام مین آیندہ کے لئے اگر امام حسینؑ بعیت اختیار کر لیتے تو دیگر حضرات ائمۂ
طاہرین کا قول جنکو درجۂ صحابیت میں بہنین لیا گیا کب قابل پذیرائی ہوتا حالانکہ اسوقت
تک جناب امیر کے فتوی کو بہی بمقابلہ رجل بوال علے عقبہ کے ترک کیا جاتا ہے کما فی نور الانوار
فی اقسام السنۃ من شاء فلیرجع الیہ یہ ترک کرنا قول جناب امیر تو بچشم انصاف مین
علے الرغم پایا بہی جاتا ہے مگر امام حسین کی بعیت یزید کی خلافت پر اسلام کو ضرور مستاصل
کرنے والی تھی اسی لئے بغرض ادامت ایمان وابقاے اسلام وشریعت خیر الانام
کے خروج فرمانا خلیفہ مجمع علیہ پر آپنے بغرض ابطال خلافت اجماعی وریاست قہری کے
واجب سمجہا اگرچہ اوسکا نتیجہ تلف نفوس وتاراجی خانمان تہا اور وہ پیش نظر بہی تہا مگر اسکو
بمقابلہ مصلحت بقاے اسلام کے سہل تر گردانا اور بقاے دین محمدی کو گران تر ولقد ما
احسن ما قال من قال ؎ سر داد ونداد دست در دست یزید ؛ حقا کہ بناے لا الہ است حسین
کیونکہ اوسوقت مین خلافت یزید پر موجودین صحابہ نے جنمین بدریئن ورضوانین وبالعقبین
ومہاجرین وانصار والذین اتبعوہم حاضرین سقیفہ وتابعین خلیفہ بہی شریک ہوگئی تہی

اور عبد اللہ بن عمر اپنے حشم وخدم بلکہ اہل عالم کو یزید کی مخالفت پر تخویف فرما رہے تھے کہ مین نے
سنا ہے کہ رسول خدا صلعم فرماتے تھے ینصب[1] لکل غادر لواء یوم القیمۃ اور اس حدیث
کو انحراف بیعت یزید پر اس طرح منطبق کرتے تھے کہ ہمنے یزید کی بیعت کرلی ہے اور مین نہین
دیکھتا ہون اس انحراف سے زیادہ کوئی غدر کہ ایک شخص کی بیعت کیجاوے پہر اوسی
شخص سے مخالفت ومحاربت کرین انتہے آس تمام قصہ تخویف کو امام بخاری نے نافع سے
نقل کیا ہے تو خلافت حقہ دینیہ نظر عوام وگروہ انام مین بعد اس اجماع صحابہ وتخویف
غدر عصابہ لامحالہ حق خالص ملوک جبابرہ وسلاطین فجرہ وامراے فساق واصحاب
نفاق کا قائم ومستحکم قرار پاتا اور انحراف کو اونکی امارت سراسر ضلالت سے موجب غدر
اعظم حسب تہدید صحابی معظم جزما ویقینیا سمجہا جاتا پہر تو سیرتین اور خصلتین اون خلفاے
جبابرہ اور امراے فسقہ کے اگر امام حسین کا جہاد اور اختیار فرمانا مصائب کا درمیان
مین نہوتا ضرور واجب الامتثال ہوکر تمام امت مین داخل دین رسالت اور اون اصحاب
فجور کی اطاعت فی المعصیۃ وسنت وسیرت مشحونہ الضلالۃ عین عبادت رب العزت
وہم درجہ سنت ختمی منزلت اور ہر قول وہر فعل فجرہ فسقہ کا سلف سے خلف تک
مستحبات اور واجبات مین شمار ہوا کرتا بس ایسی حالت التباس وامر حق دور از قیاس
مین اگر اصحاب کسا کلہم اطاعت ومصالحت کے لباس مین خلفاے وقت سے معاشرت
رکہتے تو کیا کیا کچہہ اصل شرع مین افراط وتفریط مستقر وقایم نہوتی اور سراغ حقیقت دین پیغمبر

[1] یعنے ہر غادر اور بدعہد کا بروز قیامت جہنڈا نصب ہوگا۔

خدا کا روز قیامت تک دقیق نظرون کو بہی نہین ملتا اور حضرات ائمہ طاہرین آخرین کی کوئی بہی نہین سنتا کہ اونکو بہی بسبب استیلاے بنی امیہ و بنی عباس کے حق تصرف کافی امور الرعایا میسر نہین آیا جو اونکی شوکت سے لوگ شنواے حق ہوتے یہ امام حسینؑ کا ہی کام تہا کہ باوجود قلت اعوان دین خدا کو تہام لیا اور حق کو باطل سے اپنی طریقہ عمل محاربت و خروج علے الخلیفۃ المجمع علیہ سے متمیز فرما دیا اور یہ تمیز بین الحق والباطل کبہی بہی حاصل نہوتے تا ہنگامیکہ امام حسینؑ اس بار عظیم شہادت کو اختیار نہ فرما لیتے ولقد ما احسن ما قال من قال ؎ کارے کہ حسین اختیارے کردی ۞ در گلشن مصطفے بہارے کردی
از ہیچ ہمیبکے نیاید این کار ۞ واللہ کہ ای حسین کارے کردی

فصل تیسری

آپکے عدم بیعت اور تصدی محاربت مین اور بہی وجوہ عدیدہ واسباب سدیدہ اور تحصیل فوائد جدیدہ ہین لاکن یہان پر آیات سے شروع کیا جاتا ہے فوائد جدیدہ باسناد اخبار کے بعد ازان نقل کیجائیگی از انجملہ قولہ تعالے و تبارک مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ الآیۃ[۱] جبکہ مصیبت کا مقدر ہونا پیدایش سے پہلے نص قرآن مقرر ہو چکا تہا اور امام حسینؑ کو اس واقعہ سے اطلاع دیگئی تہی اور اوسکی قبولیت کا میثاق لیا گیا تہا کما یاتی بیانہ لہذا

[۱] یعنے کوئی آفت ملک مین اور تمہاری جانون پر نہین پڑی مگر وہ لوح تقدیر مین لکہی گئی پہلے انکی پیدایش سے اور یہ خدا پر آسان ہے۔ نعم

آپ بعلم تقدیر مذکور کے جواب مین اپنے خیر اندیشون کے اسی آیہ وافی ہدایہ کے مفہوم
اور ماحصل اور معنے کو مختلف الفاظ مین ادا فرماتے تہے چنانچہ وقت نہضت فرمانے
کے جب ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا کہ مین نے تمہارے دادا رسولخدا سے سنا ہے
کہ میرا بیٹا حسینؑ ارض عراق مین قتل کیا جائیگا اوس جگہہ کو کربلا کہتے ہین پس ای بیٹا بمجہے
اپنے سفر عراق سے غمناک نکرنا آپ نے فرمایا یَا اُمَّاهُ وَاَنَا وَاللّٰهِ اَعْلَمُ ذٰلِكَ وَاِنِّیْ مَقْتُولٌ[1]
لَا مَحَالَةَ وَلَیْسَ لِیْ مِنْ هٰذَا بُدٌّ وَاِنْ لَمْ اَخْرُجْ اِلَی الْعِرَاقِ یَقْتُلُوْنِیْ اَیْضًا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ
لَاَعْرِفُ الْیَوْمَ الَّذِیْ اُقْتَلُ فِیْهِ وَاَعْرِفُ مَنْ یَقْتُلُنِیْ وَاَعْرِفُ الْبُقْعَةَ الَّتِیْ اُدْفَنُ
فِیْهَا وَاِنِّیْ اَعْرِفُ مَنْ یُقْتَلُ مِنْ اَهْلِبَیْتِیْ وَقَرَابَتِیْ وَشِیْعَتِیْ الروایۃ اور بطن عقبہ
مین جبکہ عمر بن یوذان نے سفر بجانب کوفہ سے منع کیا اور حالات آمادگی اہل کوفہ بیان
کے تو آپ نے یہ فرمایا کہ لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّاْیُ[2] اور فرمایا وَاللّٰهِ لَا یَدَعُوْنَنِیْ حَتّٰی یَسْتَخْرِجُوْا هٰذِهِ
الْعَلَقَةَ مِنْ جَوْفِیْ کما فی اعلام الورےٰ اور یہ روایت ناسخ التواریخ مین بسند دیگر بدین
الفاظ ماثور ہے کہ لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّاْیُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یُغْلَبُ عَلٰی اَمْرِهٖ[3] الخ
او جو کوئی اپنی تدبیر یا کسی حیلہ وغیرہ سے بچنا چاہے تو حکم الٰہی خالی نہین جاتا ضرور

[1] یعنے ای نانی صاحبہ اور مین بہی قسم بخدا جانتا ہون کہ لامحالہ مین قتل ہونگا اور اوس سے مجہے کوئی چارہ نہین ہے اور اگر مین عراق کو نہ جاونگا تاہم مجہے وہ قتل کرینگے اور مین قسم بخدا البتہ جانتا ہون اپنے روز قتل کو اور اپنی قاتل اور مقتل کو اور اپنے مدفن کو اور مین جانتا ہون اُن ملاعنہ کو جو قتل کرینگے میری اہلبیت اور میرے قرابتدارون اور میرے شیعونکو الخ

[2] یعنے مجہپر یہ رائے مخفی نہین ہے قسم بخدا وہ لوگ مجہے نہ چہوڑینگے یہان تک کہ میرا دل یا فرمایا میرا جگر میرے جسم سے نہ نکال لین [3] یہ امر مجہپر پوشیدہ نہین ہے لاکن اللہ تعالے اپنے نفاذ حکم مین مغلوب نہین ہوتا ہی انتہے

اسپر جاری ہوتا ہی اور اسی طرح آپنے اپنی ہمشیرہ صدیقہ صغری زینب کبری سے تسلیۃً
ارشاد فرمایا کہ یا اختاہ کل الذی قضی فھو کائن[1] اور مخفی نرہے کہ مابین من
یعلم ومن لا یعلم کے بہت فرق ہے عارف امور شدنی کا وہی کیا جاتا ہی کہ جو قضا و
قدر پر رضا و تسلیم اپنا شعار رکھتا ہووے اگر عارف امور شدنی سے گریز کرجاوے وہ
حکم مقدر تو محو نہوگا بلکہ ضرور جاری ہوگا مگر صابرین کی فہرست سے نام اوسکا محو
کردیا جاتا ہے کما فی روضۃ الشہدا فی قصۂ زکریا علیہ السلام کہ از سرادقات غیبی ندا
بزکریا رسید کہ ہاتا توانی فغانی و آہے نکنی کہ نامت از جریدۂ صابران محو کنم انتہی اسمقام
پر شبہ مشہور کو رفع کرنا ضرور ہے اور وہ مسئلہ جبر و اختیار مین ہی کہ جو ہر موقع پر شبہ
ہوتا ہے یہانپر اسیقدر رفع شبہ کافی ہے کہ نزول مصائب و ورود بلایا کا سبب
دو وجہ پر پایا جاتا ہے ایک موافق اس آیہ کریمہ الا فی کتاب من قبل ان نبراھا
کے دوسرے بر طبق مفاد آیہ وافی ہدایہ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم
ویعفو عن کثیر[2] کے اور دونون مقام پر نزول بلایا کے تقدیم نہین ہوا کرتی تا ہنگامیکہ
موافق الا فی کتاب من قبل مین فائدہ فرید اس مصیبت سے جو مقرر ہوئی ہے اوسکے
یا اوسکے منصب کے لئے مقدر نہو جاوے اور دوسری جگہ کسب اعمال کو بعد نہ قبل
حدوث اوسکے لان اللہ لیس بظلام للعبید[3] آیات قرآنی سے ثابت اور متحقق

---

۱ یعنی ای خواہر وہ امر کہ حکم قضا اوسپر جاری ہوگیا پس وہ ضرور ہونیوالا ہے انتہی ۱۲ ۲ تمہین کوئی مصیبت نہین
پہونچتی مگر وہ جو تمہارے ہاتھون نے کسب کیا ہے اور اللہ بہت سے کسب معاصی سے درگذر بھی فرمادیتا ہی ۱۲ ۳
اسلئے کہ اللہ ظالم اپنے بندون کے حق مین نہین ہے ۔

ہی اور دوسری آیہ کے مفاد سے ظاہر ہے کہ نزول مصائب کا مکافات اعمال مین
کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہین اور اس شہادت امام حسین ع کے بعض مقاصد و نکات جو
بیان ہوئے اور جو بعض آیندہ بمعرض تحریر آتے ہین وہ نزول مصائب کی وجہ کو بخوبی
منکشف کرنیوالے ہین کہ خداوند تعالے انبیاء اور اولیاء پر جو مصائب مقدر کرتا ہے
سبب اُسکا فائدہ فریدہ سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ فائدہ مصیبت زدہ کی ذات سے
متعلق ہو یا اُسکے منصب اور عہدہ کے مقتضی ہو و دوسری آیہ قل ان کانت لکم الدار دوسری آیت
الآخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظٰلمین سے شبہ وارده رفع
ہوتا ہے اس آیہ کے مفاد سے ونیز آیہ قُلْ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ
اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کے معنے سے مستدرک
ہوتا ہے کہ موت سے بہاگنا اور کراہتہ کرنی ظلم ہے اور تمنا کرنا موت کا عند اللہ صادقین
کا مرتبہ ہے نہ عامۃ الناس کا اور جنکے لئے دار آخرت ہوتا ہے اور وہ عارف ماٰیکون
ہوتے ہین وہی لوگ موت کی آرزو کیا کرتے ہین اور اسی تمنائے موت کے معنے مین صحابہ
عظام سے معاہدہ بیعت لیا جاتا تہا کما فی المسلم فی روایۃ سلمۃ انّہم بایعوہ یومئذ
یوم الحدیبیۃ علی الموت اور مفسرین نے مثل علامہ زمخشری و ثعلبی و امام الرازی

ط۱ کیونکہ مفاد آیۂ کریمہ کا یہ ہی کہ کہو اے پیغمبر اگر دار الآخرۃ اللہ کے نزدیک مخصوص تمہارے لئے ہی اور دیگر مردمان اس سے بے نصیب ہین تو تم موت کی آرزو کرو (تاکہ بہشت مین پہونچ جاؤ) اگر تم سچے اپنے دعوے مین ہو اور وہ لوگ دعوی کرنیوالے دار آخرۃ کا ہرگز موت کی کبھی تمنا نکرینگے بسبب اُس بدکاری کے جو اُنکے ہاتھوں نے اقدام اُسکا کیا ہی اور اللہ خوب جانتا ہی ظلم کرنیوالونکو انتہے۔

ط۲ کہو اے پیغمبر یہود سے کہ اگر تمنے زعم کیا ہی کہ ہم اللہ کے دوست ہین نہ اور لوگ پس تم موت چاہو اگر تم سچے ہو۔

ونظام الدین نیشاپوری وقاضی بیضاوی ومسعودی وبغوی صاحب معالم التنزیل کے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ کان علی رض یطوف بین الصفین بصفین فی غلالة فقال له ابنه الحسن علیه السلام ماهذا زی المحاربین فقال علیه السلام یا بنی لا یبالی ابوک سقطت علی الموت او سقط الموت علیّ [۱] وزاد الحافظ ابونعیم وابن ابی الحدید بسنده فی هذا الکلام والله ان ابن ابی طالب یلعب بالموت کما یلعب الصبی بثدی امه اور اس آیہ کریمہ سے مفرورین جہاد کا موت سے ہرب کرنا دلیل اونکے ظالم ہونیکی بھی پائی گئی اور ظالم کو بحکم لاینال عهدی الظلمین کے منصب امامت نہین پہونچتا ہی پس جو لوگ کہ غزوات سی بہاگے وہ ظالم تہے نہ امام عالم اور امام حسینؑ نے موت سی فرار نہین کیا اور مثل شیر خدا کی بقوله سقطت علی الموت او سقط الموت علیّ کے مصداق ہوکر اپنی کو امام ہونا ثابت کردیا اور مدارج صادقین کو تمنائے موت سے زینت فرمادی پس امام حسینؑ کا موت کی طرف جانا ممدوح ہی نہ معیوب اور یہ فعل بنا بر آیہ کریمہ شریفہ کے ہے[۲] اور یہ منافی قوله تعالےٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کے نہین کہا جاسکتا چند وجہ سے ازانجملہ اس تہلکہ سے حکم حذر کرنے کا ہے کہ جس مین سوائے ہلاکت کوئی فائدہ ظاہری یا باطنی نہو مثل خودکشی کے اور بلا ضرورت کے وہ عمل کرنا کہ جو تلف جان ومال کا باعث ہو اور ثواب اوسپر مترتب نہ ہو بلکہ عدم فعل اور عدم اظہار کسی قول اعتقادی کا مرخص ومباح ہووے

[۱] یعنی جناب امیر جنگ صفین مین دونون صفونکے درمیان باریک لباس پہنے پہرا کرتے تہے امام حسنؑ نے عرض کیا کہ یہ محاربین کی شان نہین ہے فرمایا کہ اے پسر تیرا باپ پاک نہین رکہتا ہی خواہ مین موت پر گر جاؤن یا موت مجہپر گرے قسم بخدا ہر آئینہ پسر ابو طالب موت سے اس طرح کہیلتا ہے جیسے طفل شیرخوارہ اپنی ماں کی پستان سے کہیلا کرتا ہے انتہےٰ۔ [۲] ترجمہ صفحہ ۵۲ پر گذرا

تو ایسے عمل سے حذر کرنا تحت حکم آیہ ولاتلقوا بایدیکم الی التهلکہ کے آسکتا ہی اور
اسی بے سود موت کیلئے کہا جاتا ہے ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ٭ تو مرو در دہان
اژدرہا ـ کیونکہ دہان اژدرمین بالقصد جانے اور مر جانے سے جزا اور مدارج علیا نہین
ملتے بلکہ موجب مواخذۂ اخروی ہے لہذا یہ آیہ اس مقام پر صادق نہین آتا ورنہ جو حضرات
انبیاء و مرسلین ظلم و تعدی منکرین اور اشقیاے امت کے ہاتھہ سے بجرم دعوت اسلام کے
شہید ہو گئے وہان بھی بدلیل آیہ شریفہ کے کہا جاسکتا ہے کہ بجاے دعوت اسلام کے
اپنے گہر خاموش کیون نہین بیٹھے رہے اور اگر دعوت کرنے اسلام کی واجب تھی بعد اداے
حق دعوت فرار کیون نہین فرمایا اور ایسے موقع پر کیون نہین چُپ رہے جو قائلین کو اون
مواقع پر دستر سے ہوتی یہ سفسطیات جو امام حسینؑ کی جناب مین عاید کیجاتی ہین وہ سب
اون حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان مین بدرجۂ اولی صادق آسکتی ہین جنکا ذکر آیہ شریفہ
ویقتلون الانبیاء بغیر حق مین آیا ہے تیسرے آیہ وافی ہدایہ ولنبلونکم بشیء من
الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا
اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم
ورحمۃ واولئک ہم المہتدون[۱] ہے ہویدا اسکی آیات دیگر ہین جنسے ضروری ہونا امتحان
اہل ایمان کا پایا جاتا ہے قال اللہ تعالی احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا

تیسری آیت

[۱] اور البتہ ہم امتحان کرین گے ضرور تمہارا ساتھہ کسی شے کے از قسم خوف اور گرسنگی اور نقصان اموال و تلف نفوس وثمرات کے اور بشارت دیوے پیغمبر صابرین او ثابتین کو کہ جب اونکو مصیبت پہونچتی ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہین وہی لوگ ہین کہ انپر صلوۃ ہے اونکے رب کی جانب سے اور رحمت ہی اور وہی لوگ ہدایت پاے ہوئے ہین انتہی

وھم لا یفتنون وقال اللہ تعالی ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللذین جاھدوا منکم
وقال اللہ تعالے ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم والصابرین بلکہ بہشت برین
کا داخلہ مومنین کا امتحان جہاد پر ہے پایا جاتا ہے چنانچہ آیہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین اس معنی مین ناطق ہے
وقال ومن الناس من یقول امنا فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ
الآیۃ اور آیہ مسند لہ بشان امام مظلوم بالکل مطابق ہی جسکی تفسیر علمائے شرح وبسط سے فرمائی ہی
مگر اس مقام پر احتجاج بنوع دیگر مطلوب ہے کہ قولہ تعالے ولنبلونکم سے یہ امر محکم پایا گیا کہ نزول
مصائب کا بغرض امتحان اہل ایمان کے بحکم واجب الاذعان ایزد سبحان کے بہی ہوتا ہی پس امام حسین
نے بلحاظ امر مقدر کے جو تحتم طریقہ پر آپکو اپنے جد بزرگوار سے معلوم ہو گیا تہا توکل اللہ سے فقضے
فھو کائن فرماکر اپنی معذوری کو ظاہر فرمایا اور بغرض حصول مراتب صابرین وبشارت رحمت
وموردصلوات کے کہ یہ مدارج مخصوص انہین لوگون سے ہوسکتے ہین جو جامع مصائب مذکورہ
الآیہ ہون تمام مصائب امتحانی کو اختیار کرلیا اور جامعیت اسکی بلا اختیار کرنے مصائب
واشجان ونوائب وامتحان تشنگی وگرسنگی وقتل ونہب اموال وتلف اولاد کے جو ثمرات
قلب ہین ممکن نہین ونہین تہی لہذا آپنے حملہ تکالیف ناقابل برداشت کو اپنے لئے آسان
کر دکہلایا اگر آپ صبر وثبات ورضا وتسلیم کو کام نفرماتے اور قتل نفوس اور تاراجی اموال
اور بہوکہ وپیاس اور طرح طرح کے جراحات لسانی اور بد زبانی فرقہ اشرار کا تحمل نفرماتے
اور خوف وہراس اہل حرم کا کرتے تو یہ جامعیت آپکی مصائب مین کہان حاصل ہوسکتی

اور چشم نابینا مین بھی آپ کس طرح مستحق صلواۃ ورحمت پروردگار کے دکھلائی دیتے یہان
پر بھی موازنہ حضرت شعیا پیغمبر اور امام حسینؑ سبط پیغمبر کی سیرت اور اسوہ مین دکھلایا جاتا ہی
کہ حضرت شعیا پیغمبر کما فی التاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری جبابرہ بنی اسرائیل کے خوف سے
درخت کے تنہ مین جا چھپے اوس درخت کو اشقیاے امت نے مع آنحضرت کے چیر ڈالا اور
امام حسین نے اُن مصائب کو جو اِذَا اَصَابَتۡهُم مُّصِيبَةٌ مین مقدر کی گئی تہین بلا ہی
حذر اور روپوشی کے عارفانہ برداشت کر لیا اگر آپ بھی اختیار نفرماتے تو بھی مثل حضرت
شعیا پیغمبر کے آپکو اون بلاؤن میں گرفتار ہونا ناگزیر مہیر نہوتا اور مصداق لا یدعو نبی حتی یستجر جو
هذه العلقه من جوفی صادق آتا اور حکم لاکن الله تعـ یغلب علی امره کا اور کل
الذی قضے فهو کائن کا ضروری جاری ہوتا فالعاقل تکفیه الاشارة والا لا یکفی له
البشارة چنانچہ حضرت عثمان غنی نے کیا کیا انتظام اپنی حفاظت کا نہ فرمایا آیہ لا تُلْقُوا
بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ کو پیش نظر رکھکر ہلاکت اور موت بالشہادة سے بچنا چاہا اور
اور حویلی مین چھپ بیٹھے رہے اور میدان مین مردانہ جانا اور بلوائیون سے مقابلہ کرنا باوجود
حشم وخدم کی کثرت کے مصلحت نہ سمجہا اور بالاے بام سے ہی کلمات مصالحت خیز
وموافقت آمیز ادا فرمایا کئے اور کمال مرتبہ تقیہ بجالاے جو انپر حرام کہا جاتا ہے حتی کہ عطیات
بنی امیہ کی واپسی کا بھی وعدہ ذاتی مال سے اور معزولی عمال بنی امیہ کا اقرار بتقرر عمال جدید
صلحار کے ارشاد کیا اور ہر قسم کی رضا جوئی فرمائی کما هو مذکور فی تاریخ الاعثم الکوفی مگر وہ
حذر اور وہ تقیہ اور وہ وعدے اور وہ رضا جوئی کسی طرح سودمند نہوئی اور قضاء الٰہی

جاری ہوگئی پس اس مرنے سے تو مردِ شجاع کا کارزار مین بفحوائے یَقتُلُونَ وَیُقتَلُونَ کے قتل کرنا اور قتل ہونا ہے باظہار شجاعت بہتر ہے اور شجاعت بہی وہ جو امام حسین ع نے اور آپکے انصار قلیل التعداد نے لاکہون کے مقابلہ مین بحالت عاجزی و محصوری و گرسنگی و شدت تشنگی کے دکہلا دی کہ جو بہادران عراق اور تہوران آفاق اُنکے آب شمشیر سے سیراب ہوکر عالم گرمائے جہنم مین پہونچے اور بیوفایان کوفہ و ساباط اونکی ثابت قدمی سے بیتاب ہوکر پسپا ہوگئے مگر یہ کہ سیرت عثمانی محبوب و ممدوح ہو اور شجاعت امام حسینؑ نامرغوب و مقدوح ہو آنرا چہ علاج یہی اختلاف مابین صحابہ و ائمہ کا تبائن مذہبین کے ثبوت مین کافی ہو سکتا ہے کہ جو اس سیرت عثمانی کو امام حسینؑ نے اختیار نہین کیا اگر موت بالسیف سے چہپ کر مکہ یا مدینہ کے مامن مین محصور رہتے اور خون شجاعت بہاتے اور آبرو و مردانگی کہوتے تاہم امر شدنی کُلُّ الَّذِی قُضِیَ فَهُوَ کَائِنٌ پیش آتا ایسے مواقع کے نسبت امام حسینؑ نے فرمایا ہے ۵ فَاِنْ تَکُنِ الدُّنیَا تُعَدُّ نَفِیسَۃً[۱] فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعلٰی وَاَنبَلُ وَاِنْ تَکُنِ الاَرزَاقُ قِسمًا مُقَدَّرًا فَقِلَّۃُ سَعیِ المَرءِ فِی الکَسبِ اَجمَلُ وَاِنْ تَکُنِ الاَبدَانُ لِلمَوتِ اُنشِئَت فَقَتلُ امرِءٍ بِالسَّیفِ فِی اللّٰہِ اَفضَلُ اور افضل ہونا اسی وقت صادق آیگا جو جہاد سے فرار نکرے اور بلا اختیار خود محاربت کو اختیار کرے اور صبر و ثبات پر قائم رہے نہ یہ کہ جو سر پر آجاوے اور راہِ...

[۱] یعنی اگر دار دنیا نفیس شمار کیجاوے پس دار ثواب خدا کا ہے اُسسے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے اور اگر رزق بندگان کا مقدر ہو چکا ہے تو قلیل کوشش کسب معاش میں زیادہ جمیل و نیکو ہے اور اگر انسان کے بدن موت کیلئے پیدا ہوئی ہین دکہ حکم کل من علیہا فان اونپر جاری ہوتا ہی تو راہ خدا مین قتل ہونا افضل اور بہتر ہے

لئے موقع عذر کا نہ ملے اور گریز کرنے کے حیلے معطل ہون پس اوس وقت وہ فضیلت
نہین ہے جو بحالت قدرت کے اختیار کرنے مین ہے اور عبد اللہ بن زبیر نے مکہ
معظمہ مین جو بحکم من دخلہ کان آمنا کے مامن عام مسلمین کے لئے ہے اپنی حفاظت
اور خلافت مین بمخالفت یزید کے کافی ترقی حاصل کر لی تھی اور عبد اللہ بن حنظلہ
نے مدینہ منورہ مین علم محاربت یزید کی مخالفت پر اوٹھایا تھا اور باجماع اہل مدینہ
و لقایائے صحابہ اپنی قوت کو بعیت عامہ سے جمع کر لیا تھا اور اِن دونون ذی شوکت
رئیسون نے حرمین کو اپنا جائے پناہ گردانا تھا مگر الف شہر کی تاثیر نے باوجودیکہ
کسی نے ان مین سے باہر حرمین سے قدم نہین نکالا دونون کو نہ و بالا کر دیا کہ یکے
بعد از دیگرے قتل کر دیئے گئے اور موجب ہتک حرمت حرمین شریفین کے
ہو گئے اور جو جو خرابیان اُنکی اقامت کی وجہ سے حرمین شریفین مین یزیدیون اور
لشکر عبد الملک کی بدکاریون سے ظہور مین آئین اہل سیر نے اُنکو مجمل و مفصل
لکھا ہے اگر امام حسینؑ بھی ایسا ہی عمل فرماتے تو امر کائن تو ضرور پیش آتا مگر آپکی
اقامت بھی سبب ہتک حرمت کسی حرم کا حرمین سے ہو جاتی اب ہم مجموع آیات
مذکورہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ الخ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ الخ سے قدر مشترکا و نیز مجموع

اُن آیات سی جو ذیل آیہ ولنبلونکم بشیٔ کی نقل کی گئین ہین ایک آیت احسب النّاس ان یترکوا اور دوسری ام حسبتم ان تترکوا تیسری ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم چوتھی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ پانچوین ومن الناس من یقول اٰمنّا الآیہ ہین تحصیل مصالح وفوائد ودفع فتن ومفاسد کو جو قاضی عیاض نے امام مصلح کیلئے جایز تجویز کی ہین اس شہادت امام حسینؑ ہین ثابت کرتے ہین پس مخفی نرہے کہ آیات کریمہ سے قدرٌ امشترکًا مصائب کا اہل ایمان کے لئے مقدر ہونا بلا امکافات کے اور امتحان کا ضروری لیا جانا اور امتحان ہین تمناے موت وجہاد یعنی جان وخوف وجوع ونقصان مال ونفوس وثمرات کا شامل ہونا اور جنت ہین بلا امتحان کے داخل نہونا پایا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام جنکے مدارج کہین مومنین سے اعلیٰ وارفع ہین طرح طرح کے مصائب ونوائب ہین مبتلا ہوتے رہے اور قتل ہوا کیے جو مصداق من عبادہ المومنین کے امتحان سے مستثنی نہین کے گئے بلکہ ابتلاء انکا عام مومنین سے زیادہ تر ہوتا رہا ہے حدیث البلاءؔ موکلٌ بالانبیاء ثم الاوصیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل فی درجات العلےٰ اسکی شاہد ہے مگر حضرت ابراہیم خلیل جلیل کا امتحان ذبح اسمعیل ہین جسکی خبر آیہ قال یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ہین آئی ہے بحکم محکم وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کے مبدل بفدیۂ عظیم ہوگیا چونکہ حضرت تقدس وتبارک وتعالےٰ نے اوس فدیہ کے واقع ہونیکو فرما دیا تھا اور ظہور اوسکا بفحواے کُلُّ الذی قضے فھو کائن کے لابدی تھا اور فدیہ اسمعیل کے لئے اولاد اسمعیل ہی سزاوار تھے نہ اولاد حضرت اسحاق سے لہذا انبیاء بنی اسرائیل ہین جو شہید ہوئے وہ فدیہ اسمعیل

۱؎ بلا مقرر کیگئی انبیاء کیلئے پھر اوصیاء پھر اولیاء پھر اونکی امثال اور اونکی امثال کیلئے درجہ بدرجہ ۱۲ ؎ کہا ابراہیم نے اے میرے [illegible]

نہین قرار پائے پس وہ عظیم فدیہ از منہ انبیا مین سلف سے خلف تک ملتوی ہوتا چلا آیا حتے
کہ حضرت عبد اللہ پدر عالی قدر پیغمبر بھی وہ فدیہ مقرر ہوئے آخر وہ بھی مستثنی کر دیئے گئے
اور تصدیق کہ یہ صدقت الرؤیا کے عالم شہود مین بوجہ فدیہ عظیم مقرر ہنا انکی نہوئی
کہ فدیہ معصوم کا معصوم ہے مقبول درگاہ و منظور نظر بارگاہ قدس تہا پس بدستور وہ فدیہ عظیم
ظہور مین نہ آیا لاکن اُس فدیہ کی خبر حضرت زکریا پیغمبر اور ہماری نبی آخر الزمان کو کہیعص مین دی گئی
ہے چونکہ سرور عالم سید وُلدِ آدم ختم المرسلین جامع فضائل اولین و آخرین تہے اور انبیا و
مرسلین مین اکثر حضرات انبیا امتحان شہادت مین کامیاب ہوے تو وہ فدیہ عظیم بغرض
حاصل ہونے جامعیت کمالات مدارج انبیا رکے بہی آنحضرت صلعم کیلیئے زیبا اور ضروری
تہا ورنہ وہ جامعیت صادق نہ آسکتی تہی مگر آنحضرت صلعم بہی بوجہ ختم نبوت و بقاے
دین تا یوم قیامت کے درجہ شہادت سے باز رکہے گئے تا کہ کوئی معاند اسلام و ستمر داز گروہ
ظلام نہ کہہ سکے کہ مسلمانون کے پیغمبر نے دعوی نبوت کیا تہا آخر اپنے دعوے مین
سچے نہین تہے احقاق حق نکر سکے لہذا قتل کر دیئے گئے او سوقت بنا بر اس اعتراض کے
تمام نظام شریعت رب العزت حسکا بقا الی یوم القیامتہ ہے اور رہیگا بوجہ قتل پیغمبر کے
درہم و برہم ہوجاتا اور مثل قصہ اُحد کے ھلمّ الی اُدیا نکُم خاص و عام پکارنے لگتے
اس التواے شہادت نبی ؐ کے سبب ضرور تہا کہ بدل مین آپکی فدیہ قرار پانیکے کوئی ہم مثل
آپکا فدیہ کر دیا جاوے چونکہ آپنے بحق امام حسینؑ حسینٌ مِنّی وَ اَنَا مِن حُسَین فرمایا ہے لہذا معلوم
ہوا کہ وہ ہم مثل آپکا بس حسین ؑ ہی تہی جو فدیہ کے لئے آپکے بدل قرار پائی اور یہ آنحضرت صلعم

ؑ اپنے پہلے دین کیطرف پہر جاؤ ؑ حسین مجہ سے ہے اور مین حسین سے ہون

کا امتحان مثل دیگر انبیاء سلف کے امر شہادت مین باقی رہگیا تہا اسی لئے آپکے کمالات
جامع مین بمقابلہ شہداے مرسلین کے کمی تہی اوسکو امام حسینؑ کی شہادت نے پورا کردیا گویا
کہ امام حسینؑ متمم کمالات رسالتمآب ہوگئے اور رسالتمآب نے اسی یکجہتی و نیز دیگر مدارج متعددہ
کی نظر سے حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ فرمایا ہے اگر آپ بھی ذبح نکرتے اور وعدہ شہادت
کا نہ فرماتے تو فدیہ عظیم ٹلنے والا نہین تہا اور جمع ہونا کمالات مدارج مرسلین کا بھی خیر المرسلین
وخاتم النبیین مین ضرور تہا تو وہ فدیہ یا ذات بابرکات سرور کائنات کے ہوتے یا بوجہ
محذورات صدر کے آپکی ذریت طیبین مصداق اوس فدیہ عظیم کے کیجاتے کیونکہ اب
موقع اوس فدیہ کے ملتوی رہنے کا آیندہ کے لئے باقی نہین رہا تہا اور خداوند تعالے
[ع۱] قد صدقت الرؤیا الی قولہ وترکہا علیہ فی الآخرین [ع۲] فرماچکا تہا لہذا واقع ہونا اوسکا
لابدی وضروری حتماً وجزماً ہوگیا تہا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اور کوئی مصداق اس فدیہ
عظیم اسمعیل کے لائق بھی نہین تہا اوسکو بس خامس آل عبا نے ہی اختیار فرمالیا پر جو
بدا ذبح اسمعیل مین واقع ہوا تہا اور خداوند تعالے نے حضرت ابراہیم کی امتثال مین امر خواب کے
قد صدقت الرؤیا تا آیہ وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ [ع۳] وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْآخِرِیْنَ فرمایا ہے
اوسکو کہیعص پر عالم اعیان مین ظاہر کردیا کما مضی مکرراً جوان حروف مقطعہ مین کاف
سے کربلا اور حرف ہا سے ہلاکت اور یا سے یزید اور عین سے عطش اور صاد سے صبر حسینؑ
مراد ہے اور خبر اس فدیہ کی حرف مقطعات مین اس وجہ سے صادر فرمائی اور واضح
ارشاد نکیا کہ یہ امر شہ فی عالم اسباب مین رمز خفی رہے تاکہ حمقاء اپنے افعال کو عالم تکلیف

ع۱ تو نے اے ابراہیم اپنی خواب سچی کردی ع۲ اور ہمنے پچھلے لوگونمین اوسپر باقی رکہا ع۳ اور فدیہ دیا ہمنے اسمعیل کا ساتھ ذبح عظیم کے

ہین تابع مشیت الٰہی نہ سمجھ لین غرضکہ یہ حادثہ شہادت کا بوجوہ عدیدہ ناگزیر ہت اور گریز کرنا خاصان خدا کے خواص وشعار سے لامحالہ محال عادی ہے ۔
اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی ؛ نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزد ۔

فصل چوتھی

اب ہم بعد شواہد قرآنی کے بعالم اسباب ظاہری کے امام حسینؑ کی مجبوری کو ثابت کرتے ہین کہ آپ کو بلا اختیار کرنے سفر عراق وورود کربلا کے وبلا اختیار کرنے مقاتلت کے چارہ کار ہی نہین تہا اس وجہ سے کہ بعد تسلط یزید کے مدینہ منورہ مین آپ اس خوف سے اقامت نہ کر سکتے تھے کہ جناب امیر نے جو بزمان خلافت ابو بکر کے اہل مدینہ سے خانہ بخانہ تشریف لیجا کر اپنی نصرت کی ترغیب دی تو سوائے وعدہ ہائے زبانی کے کسی نے انصار سے آپ کی نصرت نہ فرمائی کما رواہ الجوہری فی کتابہ السقیفہ و فدک نقلہ ابن ابی الحدید عنہ فی شرحہ علے نہج البلاغہ اور مکہ معظمہ مین بہی آپ کے جان نثارون مین سوائے کوئی خیر طلبان زبانی کے موجود نہین تہا بلکہ کلہم منحرفین مبغضین دونون مقام پر بلکہ اکناف واطراف عالم مین بہرے ہوئے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے ابو جعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ كان اهل البصرة كلهم يبغضون عليا وكثير من اهل المدينة واما اهل مكة فكلهم يبغضونه قاطبة وكان قريش على خلافه اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین نقل کیا ہی اخرج السلفي في الطيوريات عن عبد الله بن احمد بن حنبل انه قال سألت

ا و ۲ کا ترجمہ صفحہ ۱۴۳ پر مذکور ہے

ابی عن علی و معاویۃ قال ؓ اعلم ان علیاً کان کثیر الاعداء چونکہ دونوں حرم میں آپ کو
ہتک حرمت کا بھی پاس و لحاظ بمعائنہ امر شد فی شہادت کے نسبت تھا جو وہ عبداللہ
بن حنظلہ و عبداللہ بن زبیر کی اقامت میں پیش آگیا کما ذکرنا ھما اور یمن اور حوالی یمن
میں اس وجہ سے اقامت کو قبول نہیں رکھا کہ جنگ جمل کا منبع فساد یمن ہی تھا ابو یعلی
بن منیہ یمن سے ہے وہ جمل لائے تھے جسپر ام المومنین سوار ہو کر میدان جنگ میں آئیں
تھیں اور ابو یعلی کی کمک پر طلحہ و زبیر مرادان جنگی ہوگئے تھے پھر تو یمن میں مبغضین کا مجمع
بجیلہ خون عثمان کا منتشر تھا کما ہو فی کتب السیر مذکور مفصلاً پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ آپ الفرار من
المطر والقیام تحت المیزاب کی مثل میں تشریف لیجا کر اختیار کرتے اور باقی ممالک اسلام
بھی تسلط بنی امیہ سے مبرا نہیں تھے سوائے اسکے کہ بعد شہادت امام حسن ؑ کے بس اہل
عراق نے ہی سلسلہ جنبانی نصرت و اعانت کی جناب امام حسین سے کی تھی چنانچہ ابو مخنف
نے لکھا ہے کہ تحرکت الشیعۃ بالعراق وکتبوا الی الحسین ؑ بعد قتل اخیہ فی خلع
معاویۃ والبیعۃ لہ اور جلد عاشر بحار میں اس طرح مذکور ہے وبلغ اھل الکوفۃ ھلاک
معاویۃ وعرفوا خبر الحسین ؑ فاجتمعت الشیعۃ فکتبوا الیہ ثم سرحوا بالکتاب مع
عبداللہ بن مسمع وعبداللہ بن وال الی ان نقل ثم لبثوا اھل الکوفۃ یومین بعد تسرحھم
بالکتاب وانفذ وا قیس بن مسہر و عبدالرحمن بن عبداللہ وعمارہ بن عبداللہ الی الحسین ؑ

خلاصہ ترجمہ صفحہ ۱۴۲ اس دور روایت کا یہ ہو کہ کل اہل بصرہ اور اکثر اہل مدینہ اور کل اہل مکہ و قریش جناب امیر کے عدو تھے
اور جناب امیر کے بہت سے دشمن تھے انتہی ۱ یعنی بعد شہید ہونے امام حسن ؑ کے اہل عراق نے درخواستیں خدمتمیں امام حسین ؑ کی دربارہ
معزولی معاویہ اور خلع کرنے بیعت کی اسکی خلافت سے بھیجیں جبکہ معاویہ کا انتقال ہوگیا ۲ یعنے اہل کوفہ کو مرگ معاویہ

ومعہم نحو مائۃ وخمسین صحیفۃ من الرجل والاثنین والاربعۃ وھو مع ذلک یتانّی ولا یجیبہم فورد علیہ فی یوم واحد ستۃ مائۃ کتاب وتواترت الکتب حتی اجتمع عندہ فی ثوب متفرقۃ اثنا عشر الف کتاب انتہی پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل عراق نے حیات امیر معاویہ سے ہی خلع بیعت معاویہ پر ارادہ کر کے امام حسین سے اجازت چاہی تھی اور بعد معاویہ کے تو اونکی اصرار نے کوئی حد ہی نہین رکھی آپ کہانتک حجت خدا کو تمام نہ فرماتے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اطراف ممالک اسلام مین تو آپکی معاند جمع تھے مدینہ منورہ چھوڑ کر اونکی طرف کس طرح جاتے اور یہان اہل عراق اپنی حجت خطوط متواترہ کے ذریعہ سے تمام کر چکے تھے پس بحکم شریعت ظاہرہ امام حسینؑ ضرور مجبور تھے کہ بغرض اتمام حجت عراق ہی تشریف لیجائین دیگر مقامات کی طرف نہ جائین اور اسباب ظاہرا اونکی طلب پر کوئی وجہ انکار کی پیدا ہی نہین تھی مگر آپنے حضرت مسلم کو بغرض نقادی قلوب اہل عراق کے بھیجا امام شعبی سے مروی ہے قال بائع الحسین اربعون الفا من اہل الکوفۃ علی ان یحاربوا من حارب ویسالموا من سالم

کی خبر پہونچی اور اونہین دریافت ہوا کہ امام حسینؑ مدینہ سے مکہ مین تشریف لے آئے ہین تو شیعان کوفہ جمع ہوئی اور آپ کو خطوط طلب مین لکھے اور ہمراہ ابن مسمع اور ابن والی کے بھیجے پھر دو دن کے بعد ڈیرہ سو خط قیس وعبد الرحمن وعمارہ کے ہاتھہ ایک ایک اور دو دو چار چار شخصون نے لکھکر روانہ کئے اور امام حسین خطون کے پہونچنے پر تامل کنان تھے اونہین جواب نہین دیتے تھے اسپر چھ سو خط ایک دن مین آپکی خدمت مین پہونچے اور متواتر خطوط آتے رہے یہان تک کہ متفرق بستون مین بارہ ہزار خط جمع ہو گئے ۱ یعنے امام حسین ع کی بیعت چالیس ہزار اہل کوفہ نے اس معاہدہ پر کی تھی کہ جس سے امام حسین ع لڑین ہم بھی لڑینگے اور جس سے صلح کرین ہم بھی صلح کرینگے ۔ اسکے بعد اخبار صحرائی پر آپ اعتماد کر کے کسطرح نقض عہد مسلمین کو منظور فرماتے

جب آپ کو خبر بیعت اہل کوفہ معلوم ہو گئی اور مکہ مین اشرار خونخوار بلباس حجاج جمع ہونے شروع ہو گئے تو پاس حرمت حرم آپنے فرما کر سفر عراق اختیار فرما لیا پس آپکا عراق کو تشریف لیجانا باسباب ظاہر بوجہ مامون نہونے صفحات اسلام بخوف تعرض حامل مدینہ و بدخواہی والئ مکہ اور بوجہ طلب و اتمام حجت اہل کوفہ اور بغرض ہدایت امت اور مخصوص رعیت کی نجہ اہل ضلالت سے ضروریات سے ہو گیا تہا نہ یہ کہ اپنی تنہائی اور اہل کوفہ کی بیوفائی پر بہی آپنے قصد جہاد ہو ر دا یراد مصمم و متحتم فرما لیا تہا جو محل اعتراض ہو سکے پس اس مقام سے وہ شبہ بوجہ احسن مرتفع ہوتا ہی کہ جو بمفاد آیہ فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین سے پیدا کیا جاتا ہے تاکہ امام حسینؑ بملاحظہ عدد لشکر غیر موجود کے ترک عزم سفر کو اختیار فرما لیتے کیونکہ یہ احکام بحالت اختیار جہاد کے لئے وارد ہوئی ہین اور بحالت اضطرار و معدومی قلت اعوان و انصار کے ادسی محاربت کو دفاع لکھتے ہین کہ جو بغرض دفع ضرر پیش آمدہ کے کیجاوی اور اس مین کسی عدد اعوان کی شرط نہین ہی اور اثنار راہ مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو معلوم ہوئین تو ایسی حالت مین کہ آپکے لئے کہین جگہ رستگاری کی نہین تہی تمام عالم دشمن تہا یا گروہ عہد شکن تہا کہ نصرت پر آپکی آمادہ نہوا کیونکہ اہل مکہ و اصحاب مدینہ سب جانتے تہے کہ یہ سفر آپکا خالی ہلاکت سے نہین ہی مگر کوئی ان مین سے سوائے عزیز و قریب قلیل العدد کے ہمراہ نہوا آپ کہان واپس تشریف لیجاتے پر اہل کوفہ ہی تہے کہ جنکو غیرت دلا کر تابع فرما سکتے اور او نہین پر حجت اپنی طلب کی ختم کرتے اور جب وہ حقیقت

ا ترجمہ صفحہ ۲۶ پر گذرا

قریب کوفہ پہونچے اور نوبت داخلہ شہر کوفہ کی نہین پہونچی تھی کہ وہ امر تقدیری آپ کو
بمقام کربلا پیش آیا جو رسولخدا کو حدیبیہ پیش آگیا تہا کہ ناقہ سواری پیغمبر کا یکا یک بیٹھہ
گیا صحابہ نے ہر چند ناقہ کو سرزنش کیا مگر وہ نہین اُٹھا اوسوقت آپنے فرمایا ماخلاءت
القصوی وما ذالک لہا بخلق ولکن حبسہا حابس الفیل ثم قال والذی نفسی بیدہ
لا یسالونی خطۃ یعظمون فیہا حرمات اللہ الا اعطیتہم ایاہا الخ کما فی المشکوٰۃ
او وہ حالت آپکو ذوالجناح کے رُک جانے سے بمقام کربلا پیش آئی کہ ہر چند آپنے ذوالجناح کو
بڑہانا چاہا اوسنے ایک قدم بڑھنا نہ چاہا کما فی روضۃ الشہدا پس جس طرح رسولخدا نے
اپنے ارادۂ دخول حرم کو بوجہ مانع ہونے امر تقدیری کے ملتوی فرمایا اور خلاف مصالح
ظاہری حشم کوتاہ بینان کے نہ حکم سیف جاری کیا نہ داخل حرم ہوئے اسیطرح امام
حسینؑ نے حکم تقدیری کی امتثال مین قیام کر کے اقامت کربلا کی اختیار فرمائی اور کوئی
حیلہ یا دوسری جگہ اختفا کی تلاش نہ کی کیونکہ امام حسینؑ کے مرکب کا کربلا مین رکنا اور
آگے نہ بڑہنا مصداق ماخلاءت القصوی کے واقع ہوا اور جس طرح پیغمبر خدا نے
حدیبیہ کی صلح پر فرمایا تہا کہ مین وہی منظور کرونگا جو مشرکین چاہینگے جس مین تعظیم کعبہ
رہے اسی طرح امام حسین نے بھی یہ باور فرمالیا تہا کہ اشقیا کو میرا قتل کرنا مقصود ہے
اور بیعت وغیرہ کا بہانہ ہے کیونکہ امام حسنؑ مصالحت کر کے سم قاتل سے کب بچے

مدا یعنی ناقہ قصوی کی عادت ایسی نہین تھی تہک رہنے کی مگر اسکو اُسنے روکا ہے جس نے فیل ابرہہ کو روکا تھا اور قسم بخدا کہ قریش کچھہ خواہش مجھسے نہ کرینگے کہ جس مین تعظیم حرم ہو مگر یہہ کہ مین اُسے قبول کرونگا انتہے

جو مین بعد بیعت محفوظ رہونگا پس ارادہ قتال کو مصمم و منظور فرمالیا تہا اور یہی امر تقدیر
اپکے لئے مقدر ہوچکا تہا لقد ما احسن ما قال من قال ؎ چلتے چلتے جو رکا اسپ
تو حضرت نے کہا ✤ نہین معلوم کہ اس دشت کو کیا کہتے ہین ✤ آئی ہاتف کی صدا
گھوڑے سے اوترو شبیر ✤ یہ وہ صحرا ہے جسے کرب بلا کہتے ہین - یعنے وہ کربلا
جس کا پتہ تمکو رسولخدا صلعم نے دیا تہا کہ وہ تمہارا مقتل ہے پس نوبت یہ آئی
کہ آپ افواج یزیدی کے ہجوم مین محصور ہوگئے اسوقت بہی آپنے اتمام حجت کے
بغرض اتمام حجت کے بہت بچنا چاہا لاکن سواے دفاع کے کوئی چارہ کار نہین ملا اور
اسکے ثبوت مین ایک روایت ہے جس مین عمر سعد نے ابن زیاد کو نامہ کہا ہے
بدین مضمون کہ ھذا حسین قد عطانی عھدا ان یرجع الی المکان الذی اتی منہ
وان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ ما لھم و علیہ ما علیھم
وان یاتی الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیریٰ ما لما بینہ و بینہ و فی
ھذا رضا و للامۃ صلاح پس یہ نامہ شاہد ہے کہ امام حسینؑ نے انتہا درجہ پر حجت
اشقیاء امت پر ہر طرح سے ختم فرمادی تہی حتیٰ کہ پسر سعد شقی نے بہی اوسکو تسلیم کرلیا تہا

ہٹ یعنے یہ حسین موجود ہین انہون نے پیمان کرلیا ہے کہ اپنے وطن کو واپس جائین
یا کسی سرحد کو کفار کی سرحدون مین سے چلے جائین اور ایک شخص معمولی عام لوگون مین مسلمانون کے
ہونگے اور اونکے لئے وہی حق ہوگا جو عام مسلمانون کے لئے ہے اور اونکے ذمہ وہ واجب و لازم رہیگا
جو عوام مسلمانون کے ذمہ ہے اور اگر یزید خلیفہ کے پاس جائین تو اپنا ہاتہ اوسکے ہاتہ مین دیدینگے
اسوقت یزید جو امر درمیان اپنے اور انکے مناسب سمجھیگا اوسی کی موافق ہوگا اور اس مین رضاے
الٰہی اور امت کی صلاح ہے انتہی

یہان پر یہ شبہ البتہ سخیف ہو سکتا ہی کہ آپ کے لئے واپسی وطن کی اور اطراف عالم کی
پر خطر تہین تو آپنے وعدہ رجوع اور واپسی کا کس منشار پر فرمایا اور جب آپ خلافت
اولاد ابو سفیان کو حرام جانتے تہے اور داغ غلامی کو کسیطرح گوارہ نفرماتے تہے
تو یہان اوسکو کیون قبول فرمایا پس بنابر صحت روایت کے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سبب
معاہدے حقیقۃً منظور نہین تہی صرف اتمام حجت تہا کما احسن ما قال ے حسین
اور طلب آب سے آمعاذاللہ * تمام کرتے تہے حجت سوال آب نتہا۔ اسیطرح اقرار بیعت
بغرض اتمام حجت کے تہا ورنہ معاذاللہ اور اس وجہ سے بنی امیہ کی شقاوت وعداوت
کو اس انتہائے اقرار سے عالم پر ظاہر کر دینا تہا تاکہ اہل زمانہ علانیہ طور پر جان لین
کہ مابہ النزاع جو امر بیعت کو کہا گیا تہا وہ بھی بنی امیہ کو مد نظر نہین تہا بلکہ خون عثمانؓ
کا بہانہ قتل مقصود تہا جیسا کہ عبید اللہ بن زیاد کے جوابات سے بنام ابن سعد کے
یہ منشا اونکا ظاہر ہوتا ہے چنانچہ عمر سعد کا نامہ جب اوس شقی ازلی کے پاس پہونچا تو
یہ شعر اوسنے پڑہا ع۱ الآن قد علقت مخالبنا بہ یرجو النجاۃ ولات حین مناص
اور عمر سعد کو لکہا ع۲ انی لم ابعثک الی الحسین لتکف عنہ ولا لتطاولہ ولا لتمنیہ السلامۃ
ولا لتعتذر لہ ولا لتکون لہ عندی شافعا الخ اور ایک خط مین ابن سعد کو تحریر

ع۱ یعنے اب تحقیقی طور پر کہ چنگل ہمارے اونکے بدن مین گہپ گئے اوسپر وہ آرزو نجات کی رکھتے ہین حالانکہ
وقت رستگاری نہین رہا ع۲ یعنے مین نے تجھکو ہرگز امام حسینؑ کی طرف نہین بہیجا تاکہ تو دست کشی کرے
اونسے اور نہ اس لئے بہیجا ہے کہ تو اونکے بارہ مین فکر کرے اونکی رستگاری مین نہ اسلیئے بہیجا ہے کہ اونکے واسطے
سلامتی کی خواہش کرے اور نہ اسلیئے کہ اونکے واسطے معذرت چاہے اور نہ اسلیئے کہ تو مجھسے اونکی شفاعت کرے الخ

کیاکہ ان حل بین الحسین واصحابہ وبین الماء فلا یذوقوا قطرۃ کما صنع بالتقی
عثمان بن عفان اور ایک خط میں ابن زیاد نے رقم کیا اذا ورد کتابی فامنعہم من خیر الماء
ما استطعت وضیّق علیہم ولا تدعہم یذوقوا الماء وافعل بہم کما فعلوا بالزکی ۱۵ان
عثمان یہ مکتوبات ابن زیاد کے بعد اسکے کہ وہ حال اطاعت اور وعدہ بیعت امام حسینؑ
سے مطلع ہوچکا تھا علے الاعلان منادی کنان ہین کہ اگر امام حسینؑ تقیۃً وتحذرًا لنفسہ
بیعت بھی فرما لیتے تاہم شر بنی امیہ سے جان بر نہوتے امام حسن نے مصالحت فرمالی تھی وہ
کب شہید ہونے سے محفوظ رہے اور عبد اللہ بن جعفر طیار کا امان نامہ عامل مدینہ سے
لکھوا کر پاس امام حسینؑ کے بھجوانا اور قیس بن اشعث کا انزل علی حکم من بنی عمک فانہم
لن یروک الا ما تحب کہنا باعتبار اثر نجات کے بمقابل معاہدہ تحریری صلحنامہ
امیر المومنین امیر معاویہ با حضرت امام حسنؑ کے گیدڑ کا فرمان اور بادشتران تھا
اس لئے کہ امیر معاویہ کی عظمت اور عدالت اور دینی صلاحیت کے سکے سواد کثیر
کے قلوب پر اب تک منقش ہین اونکا معاہدہ بھی واجب التعظیم اور واجب الاذعان
ہونا چاہیے اور عامل مدینہ تو وہی شخص اموی تھا کہ جس نے خبر شہادت امام حسین سنکر
عجت نساء بنی ہاشم عجۃ کعجیج نسوتنا غداۃ الارنب پڑھا تھا اور انما الدم بالدم والصدع بالصدع

یعنے درمیان حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے اور درمیان آب دریا کے حایل ہو کہ وہ ایک قطرہ بھی پانی کا نہ چکھین جیسا کہ کیا گیا
ساتھ پرہیزگار عثمان بن عفان کے ۲؎ یعنے جبکہ میرا نامہ پہونچے تو امام حسین اور اون کے اصحاب کو تمنوع
ہونے سے حتے المقدور باز رکھ اور اون پر تنگی کر اور اونکو مہلت نہ دے کہ وہ پانی چکہ لین اور اون کے
ساتھ وہی عمل کر جیسا کہ اونہون نے عثمان پاک کے ساتھ عمل کیا ہے انتہے ۳؎ مطلب جسکا یہ ہے کہ زنان
ہاشم کا گریہ مثل گریہ زنان بنی امیہ کے روز قتل عثمان کے ہے اور اونکے نوحہ وزاری عوض مین صدمہ عثمان کے ہے

لکھا تھا پس ایسا شخص اپنے امان نامہ کی کیا تعمیل کرتا بجز اسکے کہ خدع و مکر سے شہید کردیتا
اور قیس بن اشعث خارجی ابن خارجی کا قول و بول برابر تھا اور جبکہ امیر معاویہ صحابی
عادل نے اپنے عہد نامہ پر وفا نفرمائی بلکہ عکس و نقیض سے کام لیا تو یہ گروہ غصون
عامل مدینہ ہوں یا سردار لشکر خلیفہ کب وفا کر سکتے تھے مضمون صلحنامہ امیر معاویہ سابقاً
گذرا کہ اسمین یہ اقرار انکا مندرج ہوا تھا کہ ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض
اللہ وان اصحاب علی و شیعتہ آمنون علی انفسہم و اموالہم الخ کما فی الصواعق
جو اس صلح کی بنا پر جملہ گروہ صحابہ اور شیعہ علیؑ کا تابع و منقاد انکا ہو گیا تھا اور کوئی
ان میں مدعی خلافت اور داعی بغاوت نہیں ہوا لاکن ایفا اوس معاہدہ امن و امان
مردمان و شیعان شاہ مردمان کو امیر عادل نے کس طرح نکث سے پورا کیا ہے کہ رشید
ہجری اور حجر بن عدی الکندی کو جو ذوی الوجوہ اصحاب امیر المومنین سے تھے
مع جماعت شیعہ و اتباع امیر المومنین علیہ السلام کے بجرم شیعیت قتل کردیا
کہ عراق میں کوئی نام اور شیعان علی سے نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اوسکو زیاد بن سمیہ
عامل معاویہ نے قتل کیا یا اوسکے ہاتھ پانوں کاٹ ڈالے یا اوسکی آنکھیں نکال لیں
یا اسکو سولی دیدی اور بقیۃ السیف کو عراق سے خارج کردیا اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے
گیارہویں جلد شرح نہج البلاغہ میں ابو الحسن المدائنی صاحب کتاب الاحداث سے
امیر معاویہ میں بسط و اطناب کے ساتھ نقل کیا ہے اور عبارت موجزہ ملخصہ اسکی یہ ہے وکان اشد الناس[2]

[1] بتحقیق مردمان محفوظ رہینگے جیسے کہ اب ماموں ہیں خدا کی زمین میں اور اصحاب اور شیعہ
اپنی جسمان اور مال سے محفوظ رہیں گے [2] یعنے امیر معاویہ کے عہد سلطنت میں شیعہ

حینئذ اہل الکوفۃ من بہا من شیعۃ علی فاستعمل (معاویۃ) علیہم زیاد بن سمیہ
وضم الیہ البصرۃ فکان یتتبع الشیعۃ وھو بہم عارف فقتلہم تحت کل حجر ومدر
واخافہم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبہم علی جذوع النخل
وطردھم وشردھم عن العراق فلم یبق بہا معروف منہم انتہی اور امام حسینؑ
تو ہادی اور پیشواے شیعان تھے وہ بعد اختیار کر لینے صلح کے ناکثین عہد اور بغضیہ
خواہان دم عثمان کے ظلم و جور و تعدی سے کس طرح مصئون رہ سکتے اونکے دعوے
امامت کرنے نکرنے پر کچھہ تعدی منحصر نہین تہی اُنکا امام شیعہ ہونا ہی حیلہ قتل کو کافی
تہا یہانتک جواب باسباب ظاہر اور مطابق شریعت مطہر حالی کیا گیا ؛

فصل پانچوین

ب باحکام باطنی بنا بر بشارات و اخبار رسول یزدانی و بر طبق سجایاے انبیاء علیہم
السلام کے تکالیف مقربین کو بیان کیا جاتا ہے جس سے مامور ہونا امام حسین کا اخذ شہادت
کے لئے ثابت ہوتا ہے مخفی نرہے کہ تکالیف مخصوصہ بندگان مقربین کیواسطے
مقرر ہوتی ہین جو عامہ آدمئین سے وہ بالکل متعلق نہین کیگئین اور حضرات مقربین

مبتلای بلا اہل کوفہ تہی کہ اُسی جگہ کثرت شیعان علیؑ کی تہی پس امیر معاویہ نے اُنپر اور اہل بصرہ پر زیاد بن سمیہ یعنی عبد اللہ
بن عون کو عامل مقرر کیا اور وہ شیعان علیؑ کو خوب جانتا تہا اُسنے تتبع کر کے یعنی ڈہونڈ ڈہونڈ کر پتھر اور ڈہیلون کے
نیچے شیعونکو قتل کیا اور اُنکو خوفناک کر دیا اور ہاتھہ پاؤن اُنکے کاٹ ڈالے اور آنکھین اُنکی نکال لین اور شاخہاے خرما
پر اُنکو سولی دیدی اور عراق کے ملک سے اُنکو بدر کر دیا اونمین سے کوئی مشہور شیعہ عراق مین باقی نہین چہوڑا انتہی

علے قدر مراتب اُن تکالیف خاصہ کے مکلّف کئے گئے ہین حضرت آدم ابو البشر
جنّت ادنی ہین جو باغہائے دنیا سے تہا اکل گندم سے ممنوع کئے گئے حالانکہ گیہون
ازجملہ ماکولات طیبہ کے ہے اور خداوند تعالے فرماتا ہے الطیبات للطیبین او
حضرت آدم ضرور معصوم اور طیب تہے تاہم ماکول طیب سے ممنوع کی گئی اور نہی الٰہی ازجملہ
احکام شرعیہ ہی باقی نوع البشر مین کسیکو شریعت مین اس ماکول حلال سے ممانعت
نہین ہوئی اور ممنوع ہونا آپ کا دلیل مکلف ہونے کی ہی اور مکلف ہونا اُنکی دار تکلیف
مین ہونے کی ہی اور خلد برین دار التکلیف نہین ہے پس وہ بہشت آدم باغہائے
دنیا سے تہا ورنہ شیطان رجیم کا خلد برین مین داخل ہونا اور اُنکو یا حضرت حوا کو اغوا کرنا
اور اُن دونون مین سے کسیکا فریب مین آنا اور مرتکب ترک اولی ہونا بفحوائے
حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ محال ہی اور فریب و ارتکاب وغیرہ خلد برین سے
تعلق نہین رکھتا جیسا کہ حضرت آدم و حوا اور شیطان سے ظہور مین آیا نہ کوئی خلد برین
سے خارج ہوتا ہے حالانکہ حضرت آدم و حوا جنت سے نکالے گئے اور ابلیس بہی جو داخل
ہو گیا تہا معہ طاوس خارج از جنت کیا گیا اور صاحب مواقف نے بہی تنزیہ حضرت
آدم مین آپکا نبی ہونا زمانہ قیام جنت کے اور حضرت حوا کا آپکی امت مین ہونا
بیان کیا ہے اور نبوت اور نبی ہونا اور انکی امت کا موجود ہونا جنت مین دلیل
کامل دار التکلیف ہونے اوس جنت کی ہے بہر نوع حضرت آدم پر نہی اکل گندم

ٹ یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین کو نکل جاوے

کی ذات کی تکلیف مین وارد ہوئی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے فرزند اسمٰعیل
کی قربانی پر مامور ہوئے کما مضی ذکرہ آنفاً یہ حکم قربانی کا مخصوص او نہین حضرت کی ذات
خاص سے تہا ورنہ انسان کی قربانی شریعت الٰہی مین بوجہ عام جاری نہین ہوئی اگر یہ
حکم داخل ملت حنیفی ہوتا تو تمام اسلام و یہود و نصاریٰ انکی اقتدا کرتے چنانچہ آیہ
فبھداھم اقتدہ[1] آیا ہی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ جنگ عمالقہ مین بلا شرط وجود لشکر کم و کمتر
و بیش و بیشتر کے مامور ہوئے تہے اور حکم ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا
مائتین پر انکا جہاد منحصر نہین تہا اگر بنی اسرائیل ہمراہ آپکے لڑائی مین شریک ہوتے یا وہ
شریک نہوئے اور قولہ تعالے بقولۃ عنہم اذہب انت والٰہک وانا ھٰھنا قاعدون[2]
کہہ کر بیٹہہ رہے ہر حالت مین آپ مامور بجہاد تہے کہ آپکو تن تنہا عمالقہ سے لڑنا
لازم ہوچکا تہا چنانچہ آپ بذات واحد عوج بن عنق کے مقابلہ مین تشریف لیگئے اور
اسکو قتل کیا اگر آپ قتل ہوجاتے تو بوجہ خصوصیت حکم جہاد کے کسیطرح مطعون نہو سکتے
تہے اور حضرت داؤد پیغمبر نے بہی لشکر جالوت سے تنہا ہی مقابلہ کیا تہا اور تاریخ کامل
ابن اثیر مین منقول ہی کہ حضرت ایوب پر جبکہ مصائب کے شدائد ہوئے تو انکی بی بی نے
کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو دعا کرو کہ یہ مصیبتین ٹل جاوین حضرت ایوب نے قبول نہین
کیا اور صبر کرنا ہی ان مصائب پر اختیار کیا کیونکہ آپ مرتبہ رضا و تسلیم مین فرد کامل
تہے لہذا مال اور اولاد و زراعت و مویشی کے تلف و ہلاک ہوجانے کو اپنے نفس پر آسان
کرلیا اور دعا سے حذر فرمایا تاکہ جریدہ صابرین مین نام مندرج رہے اور رسول خدا صلعم

[1] ترجمہ صفحہ ۲۶ پر گذرا [2] تم اور تمہارا الٰہ لڑنے جاؤ اور ہم یہان بیٹہے ہوئے ہین

بہی بعض تکالیف عبادتی مین مخصوص تہے اور خصائص آنحضرت صلعم بہت ہین جو امت
اُنسے علیحدہ ہے از انجملہ آیہ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج
مین آپکے لئے ممانعت ہے اور امت کیلئے تبدیل بدل ازواج کے مباح ہی اور
امہات المومنین ازواج ختم المرسلین کے لیے بہی آیہ یا نساء النبی من یات منکن
بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لها العذاب ضعفین وکان ذلک علی اللہ یسیرا
ومن یقنت منکن الی قوله نؤتها اجرها مرتین الآیہ مین عذاب وثواب المضاعف
مقرر ہوا ہے جو عامہ امت کی عورتین اور مرد اس مضاعف سے بوجہ عام بری اور محروم
ہین اور ان تکالیف مخصوصہ مین وہ امتحان بہی شامل ہوئے ہین جو ما فوق الحرج
فی الدین کے ہین کما عرفت مفصلا فبناءً علی ذلک حضرت امام حسین علیہ السلام
بہی خروج الی العراق اور محاربت اہل شقاق پر پہلے ہی سے مامور ہو چکے تہے جو بحسب
شرع شریف کے وہ محاربت حکم دفاع کا رکہتی ہے اور تکمیل مدارج ختمی رسالت
اور شفاعت امت و فدیہ عظیم صاحب خلت اسپر متوقف تہی اس مقام پر شواہد
دعوی شفاعت و مدارج صاحب شہادت کو نقل کیا جاتا ہی حدیث صحیح مین وارد ہے
کہ قال جبرئیل یا نبی اللہ ان اللہ قد حکم علیهما ان الحسن یموت مسموما
والحسین یموت مذبوحا وان لکل نبی دعوة مستجابة فان شئت کانت
دعوتک لولدیک الحسن والحسین فادع اللہ تعالی ان یسلمهما من السم
والقتل وان شئت کانت مصیبتهما ذخیرة لک للعصاة من امتک یوم

لے ملخص ترجمہ یہ ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ یا نبی اللہ بیشک اللہ تعالی نے مقدر کیا ہے ان دونون

القیٰمۃ فقال النبی یا اخی جبرئیل انا راض بحکم ربی لا ارید الا ما یریدہ و
قد احببت ان تکون دعوتی ذخیرۃ لشفاعتی فی العصاۃ من امتی ویقضی
اللہ فی ولدی ما یشاء کما فی المنتخب للفخری اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ رسولخدا
نے قبل از واقعہ شہادت ہر دو صاحبزادگان کی بغرض شفاعت امت کے شہادت
کو قبول فرما لیا تھا پس شہادت سبطین گویا مونہہ مانگی مراد رسول الثقلین کی تھی
اور رسولخدا کی مصلحت اور اقرار اور قبول بالرضا امام حسین کے اختیار فرمانیسے
بدرجۂ اقصےٰ اصلح وانسب ومفید تر ہے لہذا امام حسین کو قبولیت اپنے جد بزرگوار
کی واجب الانتثال اور لازم التعمیل تھی ہر چند بلا اجر شفاعت ہوتے اگر محض رضاو
تسلیم ہے اوس مین ملحوظ ہوتی تاہم ضروری ولابدی تھی اور جبکہ اوس شہادت مین
ذخائر شفاعت اور حصول مدارج بھی مکنون ومضمون تھی تو اوسکا اخذ فرمانا بدرجۂ
اولیٰ واقصیٰ وبمرتبہ اعلیٰ وقصوی امام حسینؑ کو بطیب خاطر وشوق مافوق وا حب
ولازم ہوگیا تھا اور یہ ہی وجہ تھی کہ امام حسینؑ روز عاشورا بدا کا خوف فرماتے
تھے کہ کہین ایسا نہو کہ شہادت میری ملتوی ہو جاوے اور شہادت امام حسین کی

کے لئے یہ کہ حسنؑ زہر سے شہید ہون اور حسین ذبح کئے جاوین اور پیغمبر کے واسطے دعا ہے مستجاب ہے
پس اگر آپ چاہین تو دعا کیجئے گا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو خداوند جلیل زہر اور قتل سے بچا دیوے اور اگر آپ چاہین
تو یہ مصیبت اون دونون کی شہادت کی آپ کی امت عاصی کے لئے ذخیرہ شفاعت بروز قیامت ہوجاوے
پس رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل مین حکم رب سے راضی ہون اور مین وہی ارادہ کرنیوالا ہون جس کا خداوند
عزوجل نے ارادہ فرمایا ہے اور مین دوست رکھتا ہون یہ کہ میری دعا امت عاصی کی شفاعت مین ذخیرہ ہووے اور جو خدا نے میرے دونون لڑکے
حق مین مقدر فرمایا ہے وہ جاری ہووے انتہے

خبر بدت ممتد قتل واقعہ سے اسرار مخفیہ و امور باطنہ سے نہین رہی تہی کہ زمانہ خلافت ظاہری جناب امیر مین زبان زد عرفا، و قرع سمع اشقیا ہو چکی تھی جناب امیر ؑ نے راہ صفین مین بمقام کربلا پہونچکر اس واقعہ کے اطلاع اپنے اصحاب کو دی اور آپکی صحابہ جب عمر سعد کو مسجد کوفہ مین داخل ہوتے دیکھتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ هذا قاتل الحسین بن علی جسیر [illegible] عمر نے امام حسین سے کہا کہ سفہا مردم البسا زعم کرتے ہین کہ مین آپکو قتل کرونگا امام حسین نے فرمایا انہم لیسوا السفہاء ولکنہم حلماء اما انہ تقر عینی ان لا تاکل بر العراق بعدی الا قلیلاً[1] کما فی الارشاد للمفید رح تو یہ خبر مشتہر مسلمات سے ہو چکی تھی جسکے واقع ہونے کا یقین متحمات سے مستقر تھا اس مین کوئی حیلہ جا بنری کا مخطور نہین ہوتا تھا نہ یہ امور باطنی سے رہا تھا جسکو احکام ظاہری سے معارض و مخالف توہم کیا جاوے اور جلد عاشر بحار مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسین نے جب یزید کا فرمان دربارہ طلب بیعت یا قتل کردینے کے عامل مدینہ سے سنا تو آپ اپنے جد امجد کے روضہ مین شب کے وقت تشریف لیگئے اور شکایت امت اور طلب رخصت فرمائی اور خداوند عز وجل سے مناجات کی کہ الٰہی اس معاملہ مین جو تیری رضا ہووے وہی مین اختیار کرون اوسوقت امام حسین خضوع و خشوع مین مصروف بکا تھے اور قبر مطہر رسول دا ور پر اپنے سر مبارک کو رکھے ہوے مناجات

---

[1] ہر آئنہ وہ لوگ سفیہ نہیں ہین بلکہ عاقل و عارف ہین خبردار ہو کہ میرے خنکی چشم کا باعث ہی کہ تو میرے بعد عراق کی گیہون نہ کہائیگا مگر تہوڑی یعنے میرے بعد دنیا مین کم مدت متمتع ہو گا۔

فرما رہے تھے کہ جو آپ کی آنکھ اُس حالت خشوع مین جھپک گئی تو عالم رویا مین دیکھا کہ یکایک پیغمبر خدا صلعم تشریف فرما ہین اور ملائکہ آپکے یمین و یسار اور سامنے حاضر ہین اور آپ فرماتے ہین حبیبی[۱] یا حسین اراك عنقریب مرملا بدمائك مذبوحا بارض کرب وبلا من عصابة من امتی وانت مع ذلك عطشان لاتسقی وظمان لاتروی حبیبی یا حسین ان اباك وامك واخاك قدموا علی وهم مشتاقون الیك وان لك فی الجنان لدرجات لن تنالها الا بالشهادة فجعل الحسین علیه السلام فی منامه ینظر الی جده ویقول یا جداه لاحاجة لی فی الرجوع الی الدنیا فخذنی الیك ادخلنی معك فی قبرك فقال رسول الله صلعم لابد لك من الرجوع الی الدنیا حتی ترزق الشهادة وما قد کتب الله لك فیها من الثواب العظیم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام حسینؑ نے مناجات مین اپنا معاملہ بطریق تعدی اشقیا رکے خداوند تعالے کی رضا پر منحصر فرما دیا تھا جو رویاے صادقہ مین اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے امر تقدیری کو سُنلیا کہ پیغمبر خدا نے خبر عالم قدس سے آپکو حالی فرما دی کہ مین تجھے

[۱] یعنے پیارے میرے اے حسین مین تجھے دیکھتا ہون کہ عنقریب تو اپنے خون مین آلودہ ہے اور اُس حالتمین تو پیاسا ہے اور سیراب نہین کیا جاتا ہے (کہ اشقیاے امت سے کوئی تجھے پانی نہین دیتا ہے) وہر آئینہ پیارے میرے اے حسین باپ اور مان اور بھائی تیرے میرے پاس آئے تھے اور وہ تیرے دیدار کے اور تیری ملاقات کے مشتاق ہین اور ہر آئینہ تیرے لئے جنت مین البتہ درجات عالیہ ہین کہ تو اُن مقامات پر فائز نہوگا تا بیکہ شہید نہووے اس رویاے صادقہ مین امام حسین اپنے نانا کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے یا جداہ مجھے دنیا کے جانے کی ضرورت و حاجت نہین مجھے ابھی اس قبر مین لیلیجے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ تجھے چارہ نہین ہے کہ جو دنیا مین نہ جاوے یہانتک کہ شہید کیا جاوے اور وہ ثواب عظیم جو خداوند تعالے نے تیرے لئے مقرر فرمایا ہے تجھے ملے انتہی

خون بھرا اور پیاسا اور مذبوح دیکھتا ہون بمقام کربلا کے اور تجھے بلا اخذ شہادت کے چارہ
نہین ہی پس امام حسین سفر عراق اور فوز شہادت سی بعد اطلاع پانے امر تقدیر الٰہی کے کسطرح
باز رہ سکتے تھے جن حضرات اور جن اشخاص نے کہ اپنے کو ہلاکت سی بچانا چاہا چار و ناچار
امر قضا انپر بہی جاری ہوگیا کما نبہت علیک سابقًا اور جو امام حسینؑ نے خود برضا و رغبت
اسکو اختیار فرمایا تو آپکے مدارج عالیہ وس سے ظاہر ہوئے کہ رسولخدا صلعم نے حسین
منی وانا من حسین فرمایا پس امام حسینؑ کا طرف کربلا کی جانا برطبق اسوہ ہای اولوالعزم
انبیاء کے دو نو وجہ پر صادق آتا ہی ایک یہ کہ اگر آپنے حرمین سے بہ نیت حذر از ہتک
حرمت حرمات اللہ و خوف جان و مال و کف بیعت جو سفر اختیار کیا تہا تو حضرت ابراہیم
خلیل اللہ نے ایک مرتبہ بخوف آرز سے کوہستان ایران کو ہجرت فرمائی دوسری مرتبہ
بخوف نمرود کے طرف شام و مصر کی ہجرت اختیار کی کما فی کتب السیر اور حضرت موسی نے
بخوف فرعون کے سفر شام کا اختیار فرمایا دوسری مرتبہ بیت المقدس سی بصرہ تشریف
لے آئے کما قال محمد الحنفیہ فے احتجاج ہجرتہ الی جبل العقیق اور رسالت مآب صلعم نے
بخوف قریش مکہ کے چند مرتبہ طائف وغیرہ آخرش مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جو سراقہ
بن جعشم نے پیغمبر خدا صلعم کا بہ نیت قتل تعاقب کیا مگر تقدیر ایزدی سے اوسکا ارادہ
پورا نہوا ورنہ مثل حادثہ امام حسینؑ کے وہی سانحہ بسبب عدم نصرت مصاحب کے رسولخدا صلعم
کو بھی پیش آجاتا اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ مطلق ہجرت فرمانا اور سفر عراق اختیار کرنا
معیوب نہین تہا ایسے مواقع پر ہجرت حضرات انبیاء پہلی اختیار کر چکے ہین اونکی جان سلامت

رہنے اور امام حسین کا شہید ہو جانا نہ اونکے قبضہ قدرت مین تہا نہ آپکی اختیار مین تہا
بلکہ یہ امور تقدیری ہین اور اگر آپنے شہادت کو جاکر سفر کیا تو آپکا جانا مثل تشریف لیجانے
حضرت اسماعیل کے بغرض قربانی بجانب منی کے تہا کہ جس طرح ذبیح اللہ اپنے حال قربانی
سے مطلع ہوکر تشریف منی کو لے گئے اور اثناے راہ مین اغواے ابلیس پر ملتفت
کچہ بہی نہوئے اسی طور پر امام حسین نے بملاحظہ مصالح و فوائد و حصول مدارج و شفاعت
امت کے یہ سفر اختیار فرمالیا اور جو اخبار موحش بیوفائی اہل کوفہ کے اثناے راہ مین آپکو معلوم
ہوتی تہین وہ تمام مصدّق آپکی تعبیر رویا کے تہین جبکہ آپ مامور ہوئے تہے
تو وہ خبرین آپ کیلئے موجب انصراف کیونکر ہوتین بلکہ سبب زود روی کا طرف
شہادت کی سمجہنی چاہئین آپ تو مبشر بہ شہادت تہے اور امر تقدیر الٰہی پر شاکر اور راضی برضاے
او تعالی ہو چکے تہے اس مین تو آپکا مرتبہ عرفان مین اعلی وارفع ظاہر ہوتا ہے اور حال رضا و
تسلیم اور پیشقدمی فرمانی آپکی انصار جان نثارونکا دیکہنا چاہئے کہ باشتیاق تقرب
الٰہی کے پیش قدمی شہادت کیلئے فرماتے تہے اور اپنے سینون کو تیر و سنان مین دیکر جہاد
مین غرق بخون و آلودہ بخاک ہو جاتے تہے پس امام حسین اس ماموری شہادت پر حرمین
شریفین مین یا یمن یا سواد و نواح بلاد مین کس طرح اقامت اختیار فرما سکتے تہے کہ خود عالم
رویا مین رسولخدا صلعم سے بشارت شہادت کی معہ تعین مقتل کے پا چکے تہے اور اوسکا
لابدی ہونا معلوم فرما چکے تہے بلکہ اثناے سفر مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو ملتی تہین
وہ قدرۃً مثل اس غرض مصلحت کی ہو گئین کہ جو حضرت اسماعیل کو راہ منی مین منع قربانی

مین بمقام جمرۂ اولی و وسطی و اخری کے حالی گئی تہین اور اسیوجہ سے امام حسین اپنی خیر اندیشون سے بر طبق بیوفائی اہل کوفہ کے فرماتے تہے کہ انی رأیت رسول اللہِ فی المنام وامرنی بما انا ماضٍ اه اور یہ بہی فرماتے تہے کہ للہ الامر من قبل ومن بعد وکل یوم ربنا ھو فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد اللہ علی نعمائہ وھو المستعان علی اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یبعد من کان الحق نیتہ والتقوی سریرتہ اسیکا ترجمہ ہی جو صدر مین گذرا کہ اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی نہ عارف است کہ از راہ سنگ برخیزد اور امام حسین کا رخصت کی اجازت دینا اپنی رفیقون کو بقولہ ع فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام بوجہ عام نہین تہا بلکہ یہ خطاب حقیقۃً او نہین لوگون سے تہا کہ جو اثناے سفر مین آپ کے عزم کوفہ اور بعیت اہل کوفہ بدست حضرت مسلم و مرگ معاویہ کو سنکر بامید واری مناصب امارت کی ساتہہ آپکی ہوگئی تہی اور نام اونکی آپکو معلوم تہے کہ فہرست شہدا مین تقدیر نے درج نہین کئے ہین ایسے طماع لوگ اگر حاضر رہتے تو انسے اندیشہ مخالفت کا تہا اور وہ زیادہ موثر ہوتا اب ملخص جواب دربارۂ اختلاف سیر تہائی ائمہ علیہم السلام کے یہ ہے کہ متتبع کتب اخبار و سیر پر پوشیدہ نہین ہے کہ اثار حضرات صحابہ مین بلا عوارض حرج ومرج بحالت اختیار و اقتدار کے مہبت سے تعارض و تناقض مین جو اس سال

١ یعنے ہر آئنہ مین نے رسولخدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہی اور مین اسے بجا لاتا ہون جو مجہو حکم دیا ہی اور ہر امر اللہ ہی کی قبضۂ قدرت مین ہی قبل سے اور بعد سے اور ہر یوم کی نئی شان اوسکی ہی حکم سے ہے اگر حکم قضا نازل ہووے جسکو کہ ہم لوگ مرغوب رکہتے ہین بس ہم اللہ کی حمد اوسکی نعمتون پر کرتے ہین اور وہی مددگار ادای شکر مین ہی اور اگر قضا حیلولہ کرے خلاف امید کے بس وہ شخص کہ نیت اس شخص کی حق کے ساتہہ ہی اور اوسکی خصلت مین پرہیزگاری ہے اس قضا سے حذر نکریگا۔

٢ ترجمہ صفحہ ۲۸ پر گذرا

مختصرہ مین بالاستیعاب نقل کرنا موجب طوالت ہی پس ایسے ایرادات واہیہ تقدیماً بالحفظ
اور دفعاً للدخل فی الصحابہ حضرات ائمہ طاہرین پر وارد کئے جایا کرتے ہین تا کہ طرف مقابل
سے کوئی معترض سیرت صحابہ پر نہووے حالانکہ مابین آثار صحابہ اور اسوہ ہاے
ائمہ طاہرہ اسیقدر بون بعید کافی وبس ہی کہ حضرات ائمہ طاہرین بنا بر تغیر حالات
وبتقاضائے مقامات وبضرورت اوقات بسر فرماتے تہے جو بحالت متغیرہ وضرورت
وقتیہ کے طریقۂ عمل آپ حضرات کی مختلف فیہ نظر آتے ہین حالانکہ اصل شریعت سے
کوئی فعل کوئی اثر انحضرات کا متجاوز نہین ہوا جیسا کہ مفصلاً گذرا اور بادی النظر مین
بلا لحاظ مراتب بندگان مقربین وبلا اعتبار مدارج انبیا و ائمہ طاہرین کے کہ اونکے لئے
احکام مخصوصہ اور خصائص مختصہ ہین اگر باحکام ظاہر امر بیعت ومصالحت فی امر
الخلافہ کو دیکہا جاوے تو یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جس طریقہ بیعت کو علی زعمہم امیر المومنین
وسبط اکبر ختم المرسلین نے اختیار کر لیا تہا وہ بیعت علی السلطنہ تہی اور معاہدہ سلوک
کا اوس مین بنا بر حکم قرآن وسنت کے مشروط ہوتا تہا اور حضرات مبیعین باسباب ظاہر
مرتکب فسق وفجور کے حین مصالحت ومبایعہ نہین تہے اور یزید کی بیعت بمعاہدہ
عبودیت بلا شرط وشروط کے کیجاتی تہے اور یزید جیسا خلیفہ تہا ضرور ننگ اسلام و
ننگ اہل اسلام وموجب ہتک شرع خیر الانام وسبب شماتت کفرہ ظلام تہا اوسکی بیعت
مین علانیہ مخالفت احکام ملک علام لازم تہی جسکی خبر مخبر صادق مصدوق نے
حدیث اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین مین بقولہ عباد اللہ خولاً کے اعلام فرما دی تہی اور

ماجبکہ اولاد ابو العاص ۳۰ نفر ہو جاوینگے بندگان خدا کو خدمتگار و غلام بنا دینگے

اسی خبر کے ترجمہ کو امام حسینؑ نے فی قولہ لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید بیعت نکیجیو یزید کے ارشاد فرمایا تہا لہذا اوس مبایعت مزعومہ اور اس مبایعت محتومہ مین کہ جو داغ غلامی بہی لگائے جاتے تھے تباین کُلّی ہی اور اوسکے اختیار کرنے اور اسکے اختیار نہ کرنے مین منافات متوہم بہی نہین ہوتے خصوصًا دربارہ خلافت دنیویہ کے جس کا اخذ کرنا اور ترک کردینا امر اختیاری تہا اور ترک اوسکا منافی شان خلافت دینیہ کے نہین تہا جیسا کہ گذرا کہ رسولخدا صلعم نے تصرف وحکمرانی بلد الامین کو صلح حدیبیہ مین فروگذاشت فرمادیا تہا تاہم حضرت رسالت نبی اللہ متحققًا وجزمًا تہی اگرچہ شاک فی النبوۃ شک کنان رہی اسیطرح ائمہ طاہرہ کی ترک حکمرانی ہے اگرچہ تابعین مشکک صلح حدیبیہ آنحضرات علیہم السلام کی امامت سے انکار کرین مگر عند اللہ اونکی امامت متحقق ہی بر خلاف قول وفعل حضرات ہمہائے کے کہ بلا تغیر احوال وبلا توجیہ مآل از ہمہ گر مخالف فی الفتوی وفی الاعمال ظہور پذیر ہوتے رہے ہین یہانپر بفحوائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے چند تا اختلاف بطور نمونہ از خروارے حالی کیجاتی ہین سابقًا ارشارۃً مذکور ہوا کہ حصص غنائم مین مابین سنت شیخین کے بون بعید تہا کہ جو عہد رسالت مین اور زمانہ ابوبکر مین مسلمانون کو علی السویہ تقسیم ہوا کیا وہ عہد خلافت فاروق اعظم مین مبدل ہوگیا کہ حصے مہاجرین اولین کے آخرین سے اور انصار سے اور اونکے حصے تابعین سے از ہمہ گر متمیز فرمادیے گئے کما نقلہ ابن ابی الحدید فی الجزو السابع ۔من شرح علی نہج البلاغہ اور عثمان غنی نے

تو سب سے علحدہ سنت مقرر فرمائی کہ اپنی قوم کے حقوق کی افزائش مین ایسے بڑہے کہ خزاین
ارض اونکے ہی ہاتھہ مین دیدیئے اور فرماتے تہے کہ لو کان بیدی مفاتیح الجنۃ لاعطے
بنی امیۃ اور امر استخلاف مین بہی ایسا ہی تباین رہا کہ جمہور صحابہ اور مسلمین نے جنکا اجماع
علی خطاءٍ علی اعتقادہم واقع نہین ہو سکتا حضرت عتیق کو خلیفہ بنایا اور حضرت رسالت
صلعم کی نسبت کہا جاتا ہی کہ استخلاف من عند النبی صلعم و نیز من عند اللہ موجب ہرج
و مرج و سبب فتنہ و فساد کا ہو جاتا جیسا کہ صاحب تحفہ نے عقیدہ اول و چہارم مین
مین اس ہرج و مرج کو بسط و اطناب سے افادہ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہی کہ خلیفہ باتفاق
رعایا و برضا سے برایا ہی مقرر ہونا چاہیئے چنانچہ صاحب تحفہ نے عقیدہ چہارم مین تصویب
استخلاف مین جو باتفاق رعایا ہو یہ فقرہ تعریضاً بالثلاثۃ فرجیہ نقادہ ہی حوالہ قلم کیا ہے
زیرا کہ نصب او بر ذمہ مکلفین واجب است کہ وقت حاجت بر وفق مصلحت آن وقت
یکے را از خود رئیس سازند پس تعیین آن رئیس مفوض بصوابدید ایشان باشد تا در اطاعت
او قصور نکنند و مثل مشہور کہ نواختہ را نباید انداخت ملحوظ دارند انتہی بقدر الحاجۃ
اور افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ مصلحت وقت حاجت کی ملحوظ خواطر
حضرات ثلاثہ نہوئی کہ خلیفہ اول نے نصب امام کو ذمہ مکلفین کے واجب نجانا اور
اس مثل نواختہ را نباید انداخت کو فراموش فرما کر استخلاف من شخص واحد دون الرعایا
کو اپنی خود رائی سے اختیار کر لیا اور سنت نبوی کی حرمت بہی علی زعمہم ترک استخلاف
مین باد ہوائی فرمادی اور خلیفہ دوم نے تو سب سنتون کو بالائے طاق رکھہ کر

استخلاف کو بھی قایم رکھا اور اُسکو ترک بھی کردیا اور مصلحت ذمہ مکلفین کو بھی
ملحوظ رکھا اور اسے ترک بھی فرمایا نہ حق استخلاف ادا کیا نہ ذمہ رحایا اُسکو چھوڑا
بلکہ جلسہ شوریٰ پر نصب امام کو منحصر کیا اگر خلافت عثمان غنی کی بر طبق اجماع مکلفین
کے ظہور مین آتی تو مصداق نواختہ را نباید انداخت کے ہرگز نوبت بلوی کی نہ آتی
لہذا شوریٰ بحکم اجماع امت کی نہین ہوسکتا اور خلیفۂ ثالث نی باوجود یقین کر لینے
اپنی موت کے ایک سیر کو بھی شیخین کی اختیار نکیا چالیس روز تک محصور رہے اور کسیکو
اپنا خلیفہ مقرر نکیا نہ کسیکا استحقاق خلافت بیان فرمایا تا امت اُسکو اپنا خلیفہ
بنا لیتے نہ امر خلافت کو شوریٰ پر چھوڑا یہ بھونچال سیر تھا ئے ثلاثہ حضرات کے اگر صاحب
تحفہ کو مدنظر ہوتین تو ہرگز نصب امام کو بصوابدید مکلفین کے افادہ نفرماتے مگر وہ
کیا کرین ایک قاعدہ بنا بر عمل ایک خلیفہ یا بر طبق جماعت صحابہ کے مقرر کرتے ہین
وہ دوسرے خلیفہ یا دوسری جماعت صحابہ کے عمل سے منتقض ہوتا ہی کہان تک
ان بے جوڑ سیرتون کو صحابہ کی جمع کرسکتے ہین کہ ہر ایک متعارض و متناقض ہے
ہین یہان تو امیر خسرو کا بھی دم بند ہی کہ کسی بیت مین آثار متباینہ صحابہ کو خسرو
نے باقتضای عاجزی و بیچارگی جمع نہین کیا

باب پنجم

بیان مین اولاد ائمہ طیبین کے دربارۂ دعوے خلافت وانحراف از امامت ائمہ ہدا کے

ہے جاننا چاہیے کہ خروج فرمانا صاحبزادگان ائمہ معصومین کا دلیل اونکے دعوی امامت کی نہین ہے اور دعوے خلافت کرنا مجبر خلافت حقہ دینیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ علاوہ خروج انکا متغلبین پر بنا بر دفاع مظالم کے تہا یا بغرض انتزاع خلافت دنیویہ مغصوبہ کے ہوا ہے جس خلافت کو کہ وہ حق ثابت سادات کا جانتے تھے اگر وہ فتحیاب ہوتے اور خود متصرف رہتے تاہم یہ امر غیر ثابت تہا کہ اُنہون نے اذن تصرف ائمہ معصومین سے حاصل نہین کیا بلکہ ممکن تہا کہ اوسوقت مین تصرف اونکا باذن آنحضرات کے بطور جائز ہوتا چونکہ یہ وقوع نہین ہوا لہذا محض خروج پر اُنکے مذہب کو محمول کرنا بنا بر خلافت اجماعی کے درست نہین ہوتا اور دعوے خلافت اولاً غیر ثابت ہے ثانیاً خلافت باعتبار معنی کے مفید بوجہ عموم کو ہے ممکن ہے کہ دعوے سلطنت کا کیا ہووے اور خلافت دنیویہ کو اونہون نے حسب استعمال و عرف کے خلافت سے تعبیر کیا کیونکہ اونکے عہد مین بادشاہون کو اسلام مین خلفا ہی کہتے تھے چنانچہ عہد خلفاء عباسیہ مین دو دو و تین تین و چار چار فی وقتٍ واحدٍ خلیفہ ہوئے ہین چونکہ ان سلاطین کی بھی سلطنت باجماع امت اور بر طبق بیعت از یوم فلتت مرسوم ہو گئے تھے تو اُن دو دو و چار چار خلفائے دنیویہ کی خلافت و سلطنت پر عامۃ الناس کے بیعت ہوتی رہی دیکھو خلف الدین دیکھو اوائل صدی ثالث مین عباسی بغداد کے خلفاء اور سادات طبرستان ملک رے و دیلم کے خلفاء اور طباطبائی علوی حسینی سادات یمن کی خلفاء اور اموی اندلس کے خلفاء قائم و مستقر تھے کما فی تاریخ الخلفا للسیوطی پس اسی عہد اور اسی رسم پر اگر دیگر سادات اولاد ائمہ نے بھی سلطنت خواہی

از نام خلافت فرمائی اور اونکے غیر وقتاً فوقتاً سادات اور غیر سادات سے فی وقت
واحد خلفا ہوتے رہے تو یہ خروج اور یہ دعوی اُنکا کسیطرح اور کسی طور پر موہم
اُنکی خلافت دینیہ کیلئے نہین ہوسکتا اور چونکہ امارت دنیویہ مین بہی حقیت بنہج خاص
ہے کما سبق فی الصدر اگر اولاد ائمہ نے اس امارت کو اپنا حق ہی سمجھہ لیا ہووے
اور اپنی امارت کو دینی ہی کہا ہو تو امارت حقہ دنیویہ کے اعتبار سے تاہم محل اعتراض
نہین کہ ائمہ اربعہ کوفی و اصبحی و شافعی و شیبانی اس امارت کبرے و خلافت عظمی
کے ممہدہ اور تیار کردہ قواعد اہلسنت سے محض مخالف اور منکر یا نابلد رہے ہین جنکی
بحالت مخالفت و انکار یا عدم معرفت اور شناخت امام زمانہ کی ہے قضا کر گئے
اور حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃً جاھلیۃً پر کچہہ التفات نفرمایا بنابر
سیرت ابن عمر صحابی جلیل کے کہ اونہون نے بپاس حدیث مذکور کے حجاج بن
یوسف کے پاون پر عبد الملک مروانی خلیفہ کے بیعت فوری کر لی کما نقلہ ابن ابی الحدید
فی الجزو الثالثہ عشر من شرحہ علی نہج البلاغۃ اور موکد اسکی حدیث آخر فانہ لیس احد من
الناس یخرج من السلطان شبرا فمات علیہ الا مات میتۃً جاہلیۃً کما فی الصحیح لمسلم ہی
دیکہو خلفاے بنی امیہ و بنی عباس جو ائمہ اربعہ کے امام زمانہم تہے اور جنکی خلافت
باحادیث متوافرہ مرویہ کنز العمال و کتاب الانافہ و تاریخ الخلفا للسیوطی اور نیز
حسب افادت قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے خلافت بنی امیہ

ا؎ جو شخص بغیر جاننے اپنے امام زمانہ کے مرجاوے تو وہ کافر مرا ۲؎ ترجمہ اسکا صفحہ ۶۳ پر گذرا

مسلم الثبوت اور بنا بر اعتراف ابوشکور صاحب کتاب التمہید کے خلافت
عباسیہ داخل شریعت حقہ اور نافذ بغیرہ عیوب تہے وہ ایمہ اربعہ کے مذہب مین
ظالم و لصّ و متغلب تھے اور اونپر خروج کرنا مسلمانون کو واجب تہا چنانچہ علامہ زمخشری
نے تفسیر آیہ ولا ینال عہدی الظالمین مین لکہا ہی کہ وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ
یفتی سراً بوجوب نصرۃ زید بن علی رض وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللصّ
المتغلب المتسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباہہ وقالت لہ امراۃ اشرت
علی ابنی بالخروج مع ابراہیم ومحمدٌ ابنی عبد اللہ بن الحسن حتی قتل فقال لیتنی
مکان ابنک وکان یقول فی المنصور واشیاعہ لو ارادوا بناء مسجد وارادونی
علی عدّ اجرہ لما فعلت اور محمد شہرستانی صاحب ملل نے ترجمہ فرقہ جارودیہ مین لکہا
ہے وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ علی بیعتہ (ای علی بیعۃ الامام محمدٌ بن عبد اللہ بن الحسن) ومن
جملہ شیعتہ حتی رفع الامر الی المنصور فحبسہ حبس الابد حتی مات فی الحبس وانما قتل محمدٌ بالمدینۃ
بقی الامام ابو حنیفہ علی تلک البیعۃ تھے اور مذہب امام مالک کا باب اول

ع۱ ابو حنیفہ پوشیدہ نصرت زید کی واجب ہونیمین فتوی دیتے تہے اور زید کی نصرت مین اور خروج کیلئے خلفاء پر مال بہیجتے تہے کہ وہ دزدان
دین اور مستولی بقہر نام رکہتے تہی ساتہ امام و خلیفہ کے مثل دوانقی کے اور اوسکے جو مشابہ خلافت اجماعی پر ممتاز ہوئے (زید
بن علی نے ہشام بن عبد الملک پر اور محمد و ابراہیم نے دوانقی پر خروج کیا تہا) اور ایک عورت نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تمنے میرے
بیٹے کو ابراہیم و محمد پسران عبد اللہ بن الحسن بن امام حسن کے ساتہ خروج کرنیکا اشارہ کیا تہا حتی کہ وہ بیٹا میرا قتل ہوگیا فرمایا
کہ کاش مین تیرے بیٹے کی جگہ ہوتا اور ابو حنیفہ فرمایا کرتے تہے منصور دوانقی اور اوسکے مشابہ خلفاء کی حق مین کہ اگر یہ لوگ مسجد بنانے کا ارادہ
کرین اور وہ مجہے اوسکی خشت شماری پر مامور کرنیکا ارادہ فرمائین تو مین بجا نہ لاونگا ع۳ ابو حنیفہ بیعت پر امام محمد بن عبد اللہ بن
حسن کے اور اونکے شیعون مین تہے حتی کہ امر طرف منصور کے مرتفع ہوگیا پس ابو حنیفہ کو منصور نے دائم الحبس کر دیا یہانتک کہ قید مین ہی ابو حنیفہ
مر گئے اور جب امام محمد مدینہ مین قتل کیے گئے تو ابو حنیفہ اونکی ہی بیعت پر ثابت رہے اور منصور دوانقی کی بیعت اختیار نہین کی

ذکر بیعت مکرہین مین مذکور ہوچکا ہی بلکہ امام مالک بیعت عامہ و خلافت ہر بے گانہ کو دیکھکر
اصل طریقہ خلافت اجماعی و استخلاف اہل الحل سے بد دل ہوکر خلافت مروجہ الوقت
مین تمیز شخصے فرماتے تھے چنانچہ ابن الزبیر کی خلافت کو مروان بن الحکم خلیفہ مبیع و مجمع علیہ
الامۃ اور عبد الملک مروانی کی خلافت پر کہ جو بہ خلفاء اثنا عشر سے شمار کیا گیا ہی ترجیح
دیا کرتے تھے کما نقلہ ابن عبد البر صاحب الاستیعاب فی ترجمۃ ابن الزبیر حالانکہ یہ انکا عقیدہ
مخالف مذہب جمہور محدثین اہلسنت اور منافی اونکے قواعد و آئین شرائط امامت کی ہے
اسلئے کہ عبد الملک مروانی کو بافادہ راس المحدثین قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے
خلفاء اثنا عشر مین منسلک کیا ہی اور خلافت مروان کی بالقطع والیقین منوال سقیفہ
پر منسوج ہوئی ہے اور جو شرط دعوے امامت مع السیف کے خلیفہ و امام کے لئے متحقق
اہلسنت ہی وہ مروان کی فتوحات اور تسلط ممالک اور تسخیر صفحات اسلام اور قبل ازین
بیعت اہل الحل و اصحاب دول سے بعمدہ وجہ ثابت ہی چنانچہ علامہ دمیری نے حیوۃ
الحیوان مین تحت لغت اُود کی خلافت مروان کو سلسلہ خلافت ثلاثہ مین بعد معاویہ
بن یزید کے اس طرح لکھا ہی ثم قام مروان بن الحکم بوئع لہ بالخلافۃ بالجابیۃ[1]
ثم دخل الشام فاذعن اھلھا لہ بالطاعۃ ثم دخل مصر بعد حروب کثیرۃ فبایعہ اھلھا
اور امام محمد بن ادریس شافعی اپنے امام زمانہ ہارون رشید کی خلافت سے مثل سادات

[1] پہر مروان بن الحکم قایم ہوا بعد معاویہ بن یزید کے اور اوسکی خلافت پر بیعت بمقام جابیہ کی گئی پس از ان مروان داخل شام ہوا اہل شام نے اوسکی اطاعت قبول کی پہر وہ بعد محاربات کثیرہ کے داخل مصر ہوا اوس وقت اہل مصر نے بہی مروان کی بیعت کرلی ؛

بنی فاطمہ کے منحرف تھے چنانچہ بجرم انحراف ہمراہ سادات کے یمن سے گرفتار
ہوکر رشید خلیفہ کے حضور مین دس ملزم کے شمول مین پیش ہوئے امام رازی
رسالہ فضائل امام شافعی مین نقلاً عنہ لکھتے ہین کہ فلما انتہی الامر الیّ قلت یا
امیر المومنین عبدک وخادمک محمد بن ادریس قال الرشید یا غلام اضرب عنقہ
قلت یا امیر المومنین کانت اتہمنی بالانحراف عنک والمیل الی العلویہ انتھی
بقدر الحاجۃ اس عبارت سے صاف صاف انحراف امام شافعی کا امام زمانہ رشید خلیفہ
مجمع علیہ الامۃ من اہل السنۃ سے ثابت ہوا اور امام احمد بن حنبل شیبانی کا منحرف و منکر ہونا امام
زمانہ و خلیفہ یگانہ معتصم باللہ عباسی کے مذہب و خلافت سے ۲۲۰ھ کے واقعہ سے بھی
ظاہر ہے جو حافظ سیوطی نے ترجمہ معتصم مین اشارۃً لکھا ہے وضرب (المعتصم) الامام احمد
بن حنبل وکان ضربہ فی سنۃ عشرین اور علامہ دمیری نے ترجمہ معتصم مین نقل کیا ہے
واستمر الامام احمد بن حنبل محبوساً الی ان بویع المعتصم فاحضر الامام احمد الی بغداد
وعقد لہ مجلساً للمناظرۃ وفیہ عبد الرحمن والقاضی احمد بن ابی داؤد وغیرہما فناظروہ
ثلثۃ ایام ولم یزل معہم فی جدال الی الیوم الرابع فامر بضربہ فضرب بالسیاط فلم
یزل الواسعۃ فی جدال الی ان قالوا یا امیر المومنین اقتلہ و دمہ فی اعناقنا فرفع المعتصم یدہ
ولطم بہا وجہ الامام احمد فخر مغشیاً علیہ ولم یزل احمد یتوجع حتی مات انتھی ملتقطاً

ع۱ جبکہ میری باری پیشی کی آئی تو مینے کہا کہ یا امیر المومنین تیرا بندہ تیرا خادم محمد بن ادریس ہون رشید نے
فرمایا اے غلام اسکی گردن ماردے مینے کہا یا امیر المومنین کیا تو نے مجھے اپنی خلافت سے متہم بانحراف
فرمایا ہے اور جانب دار علویہ کا سمجھا ہے ع۲ معتصم نے امام احمد کو مارا اور امام احمد ایک مدت

پس یہ ایمہ اربعہ اگر مخالف مذہب وعقیدت مین خلفاء زمانہ اور منحرف اونکی خلافت سے نہوتے بلکہ اونکو خلفاء مفترض الطاعت مین باور کرتے اور پیشوائے دین اونکو مانتے اور اونکے بوجہ اطلاق تابع ومنقاد اور اونکی خلافت پر صحیح الاعتقاد رہتے تو اونپر خروج کرنے کے فتوے جاری نکرتے اور بیعت کرنے والونکو اونسے انحراف کرنے پر ترغیب نہ دلاتے کما مضے فی الباب الاول اور خود حبس اور ضرب سے ممتاز نکیجاتے اور مثل سادات علویہ کے گرفتار ہوکر مجرم قرار ندیجاتے اور اونکو اپنی جان بچانے مین تقیۃً اتہمتی بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ کی عرض کرنیکی ضرورت موافق مذہب شیعہ پیش نہ آتی اور اونکی تعمیر مسجد کو ناجائز نگردانتے جو یہ ناجوازی خلفاء کے کفر پر دلالت کرنے والی ہے ورنہ مرد مسلم کا تعمیر مسجد کرنا کسیطرح ناجائز نہین ہوسکتا ان تمام واقعات ذلت وخواری اور تعمیر مسجد کی ناجوازی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات اربعہ اونہین خلفاء زمان کو جنکی خلافت عامہ مثل خلافت یوم سقیفہ ہجوم مردمان سے قایم اور مستقل ہوگی تہی خلیفہ برحق نہین جانتے تہے جو اس عقیدت سے خلافت ثلاثہ خودبخود مستاصل ہوتی ہے یا یہ کہ یہ ایمہ اربعہ قواعد وشرائط امامت متخذہ اہلسنت سے ہے نابلد تہے جو اپنی امام اور خلیفہ انام کے لئے علماء متاخرین اہل سنت نے

بقیہ صفحہ ۱۶۹ قید مین رہے حتی کہ معتصم سے بیعت کیا گیا اور مجلس مناظرہ منعقد ہوئی تین دن امام احمد سے مناظرہ رہا آخر اونکو کوڑے مارے گئے یہانتک کہ علما نے کہا کہ امام احمد کو قتل کرد و خون ہماری گردنون پر ہے اگر یہ صادق ہے پس معتصم نے امام احمد کے مونہہ پر تہپڑ مارا کہ وہ غش کہاکر گرگئے اور ہمیشہ دردناک رہی حتے کہ مر گئے

وہ شرائط مثل استیلا بر متغلبین وقہر متصلصلین واستیصال متبدعین واقامت جمعہ
واعیاد وتجہیز جیوش برائے جہاد اور تنفیذ احکام اور حفظ حدود دار السلام اور
تزویج صغار اور قسمت غنائم بر انفار قرائجہ نقادہ سے تجویز فرمائی ہین اور یہ سب
امور خلفاء بنی امیہ وبنی عباس مین معہ استخلاف مستخلفین واجماع مسلمین خاطر خواہ اہلسنت
کے جمع تھے خصوصًا استیصال متبدعین عندہم مین یہ خلفاء بحکم محکم مرور عالم امراء
جور کے لقب سے فرازہو چکے تھے کہ قتل واستیصال سادات فاطمیہ وعلویہ مین رافضیہ
کامل حاصل کر چکے تھے تاہم یہ ائمہ اربعہ حق خلافت مطلقہ اپنی خلفاء زمانہ کے معرفت
نکر سکے اور انسے منحرف ہی رہکر رہگرای عالم بقا ہو گئے یہ جہل علانیہ امام زادونکے
خروج علے الجبابرہ مجمع علیہم سے جو بنظر دفاع ہوا ہے کہین زائد بلکہ باہم نسبت منافات
کے رکھتا ہے کیونکہ دفاع شرعًا واجب ہے اور عدم معرفت امام زمانہ بالاتفاق مستوجب
موت جاہلیت ہے فافہم وزیادہ ازین با احکام شریعت ظاہرہ کے اکثر مواقع پر خصرات
صحابہ بھی مغالطات مین غوطہ زن رہے ہین جنکی تفصیل طویل ہی مختصر ایک دو روایتین
لکھی جاتی ہین صاحب جامع اصول نے فضائل قبائل مخصوصہ مین عمران بن حصین
سے نقل کیا ہی مات النبیؐ وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیفًا وبنی حنیفہ وبنی امیہ
اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہی قال رسول اللّٰہ الملک فی قریش پس اہل الحل والعقد نے
حضرات صحابہ وتابعین مین سے اسی قوم بنی امیہ کے ملک وسلطنت پر بعیت بنا
زندگی خلافت حقہ دینیہ کر فرمائی اور کراہت نبویؐ کو فراموش کیا کہ آنحضرت تا رحلت

اس قوم سے رنجیدہ و ناراض رہے اور انکی امارت کو ملک فرمایا ہے نہ خلافت دینیہ
اور نہ سمجھو کہ انکی خلافت پر خلاف سنت حضرت رسالت مآب اور نہین تھا کہ اجماع امت
ہوا اور یہ کہ اہل الحل یہ بھی اپنی تواجد مین نہ سمجھے کہ تقیہ کو امت خلف اہلسنت کے حرام گردانیگی تو
ہمارا یہ فعل تقیہ پر بھی محمول نہوگا بجز اسکے کہ ہماری سیرت مخالف سنت ہوکر امیر معاویہ کی
سنت کی تبعیت مین شمار ہوگی اور یہی وجہ بھی ہو کہ اہل الحل نے بملاحظہ استحقاق تصرف
بیت المال کے بھی ہر جگہ بیعت کو اختیار فرمایا ہی جو نقادی فعل ہر بیعت سے یہ راز منکشف
ہوسکتا ہو کہ اہل الحل بنظر تمسک ثقلین کبھی بیعت علی الخلافۃ ذریت ختم المرسلین پر جمع نہوئی کیونکہ
حضرات ائمہ طاہرین اسراف و نوال کیلئے زر و مال نہین رکھتے تھے اسی اونچے طرح طرح جیسے معترض ہین
جیسے کہ اخذ روایات مین بھی اونسے منحرف ہین اہل الحل والعقد نے براہ نقادی افراد بنی امیہ و
وخلفاء بنی عباس کے بیت المال کو شام و عراق مین دیکھکر اپنی سکونت دار الخلافتون مین
اختیار فرمائے تاکہ حسب ضرورت فوراً ہر فاسق ظالم مدعی خلافت کی بیعت ہوجاوے و حجاز و یمن
خراسان سے اہل الحل کی طلب مین انتظار نکیا جاوے اور جمیل صحابہ مین روایت ضرب نہیب صحابہ کے جو جامع
الاصول کی کتاب الجہاد مین مروی ہی بس کافی ہو کہ فرمایا رسول خدا نے الا احدکم متکیا علی
اریکتہ قد یظن ان اللہ عز لم یحرم شئیا الا ما فی القرآن الحدیث اور یہ لوٹ مار صحابہ کی
اور عمیل تاراجی ملک کا خروج سادات علی شخص واحد سے مرتبہ مین کہین زائد ہی جو صحابہ کا جہل
قبیح اور حرص فضیح اس تاراجی سے ظاہر ہی اور زید شہید کو فرقہ زیدیہ بر بنا اپنی مروت کی خواہ کچھ ہی اعتقاد

لے ایا تم مین کوئی تکیہ لگائے ہوئے نہین ہی جو گمان کرتا ہو کہ خدا نے کوئی شے حرام نہین کی مگر جو قرآن مین مذکور ہے۔

کرین مگر فرقہ اثنا عشریہ اونکو بہر وجہ عالم وفقیہ جانتے ہین اور خروج اونکا متغلبین بنی امیہ پر اگرچہ بہ نیت انتزاع سلطنت کے ہی ہوا ہو لکن اس مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور ملحوظ ہے اور یہ خروج ہر گز خالی اجر سے نہین ہو سکتا اور محمد اور ابراہیم کے لئے تو ائمہ وشیوخ اہلسنت نے ہی اجازت خروج کی دی تہی اونپر کیا شماتت ہو سکتی ہی کما مضے فی ذکرہما سابقاً اور یہ خروج ذریت رسالت سی جس نیت وارادہ سے کہ ظہور مین آیا اُس سے یہ امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات خلافت باجماع امت کی معتقد نہین تھے ورنہ خلفار مجمع علیہم پر کسطرح خروج فرماتے اور اس خروج کی خصوصیت اُنسی ہی نہین یہ خروج وانحراف خلفار مجمع علیہم پر ہر زمانہ مین ہر ایک قوم مسلمان کرتے رہے ہین اور وہ باعتقاد تابعین خلفار کے باغی ومرتد کہلائے گئے ہین جو اس انحراف وخروج سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی اتفاق کل جماعت واجماع امت برضا ورغبت کسی خلیفہ کے خلافت پر نہین ہوا اس مقام پر اسمائے منحرفین کو جدول مین دکھلایا جاتا ہے جسکا پتہ ونشان کتب سیر وتواریخ سے بخوبی ملتا ہے

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	سعد بن عبادہ صحابی مالک بن نویرہ وغیرہ قبیلہ بنی یربوع	مواقف ومنہاج السنہ نہایۃ العقول انہم قالوا نصلی ولانزکی کما فی الصحاح صفحہ ۱۳ رسالہ ہذا بافادہ ابن حزم

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	علی والعباس	قال عمر فرأیتماہ کاذباً غادراً خائناً کما فی المسلم
	بنو ہاشم کلہم	صحیح بخاری فی روایۃ الزہری
	امام حسن مجتبی	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	زبیر بن العوام	شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۸۰
	مہاجرین وانصار	ایضاً
	قبائل عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عمر فاروق	سعد بن عبادہ	منہاج السنۃ ونہایۃ العقول
	خالد بن ولید	روضۃ الاحباب در ذکر خلافت ثانی
	طلحہ وزبیر	تاریخ الخمیس وکنز العمال در ذکر استخلاف ابی بکر
	جناب امیر وحضرت عباس	قال عمر رأیتمانی کاذباً غادراً خائناً کما فی المسلم
	امام حسین	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	قبیلہ عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عثمان غنی	گروہ گروہ وقبائل قبائل	مدنی ومصری وکوفی وبنی ہذیل وقبیلہ عمار وبنو غفار
	عرب وعراق ومصر	کمافی المعارف والصواعق المحرقہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب وامام حسن مجتبی کے مخالفین ومعاندین ومبغضین و منحرفین وناکثین کی حد انتہا ہی نہین کتب سیر انکے ذکر سے مملو ہین۔

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
امیر معاویہ	قبیلہ اوس وخزرج	تاریخ الخلفاء من اخبارہ
	اہل کوفہ	تاریخ ابو الحسن المدائنی والو سائب الکلبی
یزید بن معاویہ	اہل کوفہ قاطبۃً	
		؍؍ اور ۴۰۰۰ ہزار کا بیعت حضرت مسلم کی کر لینا
	امام حسین معہ جماعت شہداء	کتب مقتل وتاریخ وسیر
	عبد اللہ بن زبیر معہ اہل مکہ	تاریخ الخلفاء
	عبد اللہ بن حنظلہ معہ اہل مدینہ	ایضاً
عبد اللہ بن زبیر	مروان بن الحکم معہ اہل شام	حیوۃ الحیوان
	اہل مصر اتباع مروان	
عبد الملک	نافع بن ازرق در بصرہ	معارف ابن قتیبہ
بن مروان	مختار بن ابو عبیدہ ثقفی	
	عمرو بن سعید اموی	معارف ومیزان الا…
	صالح بن مسرح تمیمی	معارف
	عبد الرحمن بن محمد اشعث	ایضاً
	عبد اللہ بن زبیر ومصعب	ایضاً
ولید بن عبد الملک	سعید بن المسیب	حبیب السیر
	عمرو بن عبد العزیز	تاریخ الخلفاء

خلفاء	متحیرین و مخالفین	سند کتب
ولید مذکور	سعید بن جبیر	حبیب السیر
	عطا بن مجاہد	ایضاً
	طلق بن حبیب	ایضاً
	عمرو بن دینار	ایضاً
سلیمان بن عبدالملک	قتیبہ بن مسلم حاکم خراسان	حبیب السیر و فی المعارف کان عاملاً للحجاج حتی قتلہ وکیع التمیمی (من قبل الحجاج)
	ابو ہاشم بن محمد حنفیہ	ایضاً
یزید بن عبدالملک	بنی عباس	بہ دعوت خلافت و طلب نصرت زمانہ یزید سے کر رہے تھے کما فی حبیب السیر
	ابو عکرمہ	ایضاً
	شوذب	ایضاً
	یزید بن مہلب	ایضاً
ہشام بن عبد الملک	اہل کوفہ ہمراہی زید شہید	مشہور بین الجمہور
ہشام بن عبدالملک	ابراہیم امام	حبیب السیر

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
〃	ابومسلم	حبیب السیر
ولید بن یزید	زید بن ولید	حبیب السیر و تاریخ الخلفاء
	رعایا و برایا	ایضاً

اور یہ اسماء اُن اشخاص و قبائل کے ہین کہ جنہون نے علانیہ خلفاے وقت سے مخالفت زبانی یا کراہت قلبی کی یا خروج بالسیف کیا ہے اور یہ وہ خلفا ہین جنکو اہل حدیث نے مثل قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے مصداق حدیث لایزال امر امتی قائما حتی یمضی فیہ اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش مین تجویز و تشخیص فرمایا ہی کما فی فتح الباری اور کلھم یجتمع علیہ الناس کو منطبق کیا ہی اگر کہا جاوے کہ خلافت خلفاء کے بعد قلع قمع و قتل و اہلاک منحرفین کے مجمع علیہ الامۃ و متحقق ہوگی تھی تو معتقدین خلافت اجماعی انصافاً فرماوین کہ آیا بیعت اہل الحل والعقد اور اونکا اور بعض دون بعض کا اجماع علی الخلافۃ آخر خلفاء کی خلافت و امامت بتحقق اور برحق ہونیکو کافی تھا تو یہ خونریزی جماعت مسلمین کی محض اونکے انحراف کی وجہ پر جو اُنھون نے اتفاق بعض الامۃ مین شرکت نہین کی اور خلیفہ کو مستحق خلافت نہین دیکھا کب شرعاً جائز تھا جو مجبوراً اونکو ہم راے اپنا بنایا جاے اور اگر وہ مجبور اً قہر و غلبہ خلیفہ سے شریک اتفاق بھی ہوے تو یہ قہری اتفاق کب اجماع شرعی ہو سکتا ہی اور دوسری شق یہ ہے کہ اگر بیعت و اجماع اہل الحل او بعض دون البعض کافی نہین اور خونریزی منحرفین

سے ہی خلافت ثابت ہوتی ہی تو کیا یہ عبث فعل بیعت اہل الحل والعقد کار آمد ہوا حالانکہ
خلیفہ قاہر کیلیے اپنی خلافت قایم کرنے مین صرف تیغ زنی کفایت کرتی ہے اور حقیقۃً یہ ہی
ہوتا بھی رہا ہی کہ یوم سقیفہ سے تا زمان آواخر خلفا بس متغلبین کے قتل و قمع سے استقرار و
استحکام خلافت کا حاصل کیا گیا ہے مصرع ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند ۔ پھر
یہ بدعت خلیفہ سازی اور اہل الحل کی دستار بندی گو کیا دخل خلافت کی صحت مین ہو سکتا
ہے جناب امیر کی خلافت پر عامہ امت نے بیعت کی تھی کما فی تاریخ الخلفا صحابہ بدرئین اور اصحاب
جمل و صفین نے کب انقیاد و طاعت اختیار کی جو اب امت کو خلافت اجماعی کے برحق ہونے
پر ایمان لانے کے خلاف سیرت صحابہ بدر و جمل و صفین کی تکلیف دیجاتی ہی اور جن لوگون
نے کہ اولاد ائمہ طاہرہ سے امام العصر کی سعایت جبابرہ سے کی وہ سب مصداق آیہ
لیس من اہلک کے بدمذہب اور بے دین ہو گئے تھے ع پسر نوح با بدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد ۔ مثل زید بن الحسن کے کہ ولید بن عبد الملک مروانی سے
سعایت کر کے امام محمد باقر علیہ السلام کو شہید کرا دیا اور مانند علی یا محمد بن اسمعیل برادر زادہ
امام موسی کاظم کے کہ ہارون رشید خلیفہ عباسی سے سعایت کر کے آپکو محبوس کرا دیا حتی
کہ اوسی محبوسی مین آپ شہید کیے گئے اور جعفر بن امام علی النقی کا حال ابتدا مین ضرور
قابل ملامت کے تھا کہ انواع انواع کے فسق و فجور مین مبتلا رہا اور وکلاء ناحیہ مقدسہ کی سعایت
خلیفہ عباسی سے کی اور خود دعوے خلافت بھی کیا اسیوجہ سے کذاب مشہور ہوئے بالآخر
توبہ و انابت کی اور رجوع بحق فرمایا اونکے بارہ مین حدیث صاحب العصر والزمان

حلیف القرآن خلیفۃ الرحمن کی کتاب اعلام الوری مین مروی ہے جو انکو مثل برادران
حضرت یوسف کی مثل فرمایا ہے باقی اولاد ائمہ طاہرین کا مذہب ہرگز مخالف طریقہ
مرضیہ جعفریہ کے ثابت نہین مثل یحیی بن زید شہید اور ابراہیم بن امام موسی کاظم و عبد اللہ
بن الحسن بن امام حسن و ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن المذکور اور عبد اللہ بن حسین بن
زید بن امام زین العابدین و محمد بن عبد اللہ بن الحسن ملقب بنفس زکیہ و زکریا بن امام
محمد باقر و محمد بن عبد اللہ بن الحسین موصوف و یحیی بن عمر کے کہ جو احفاد زید شہید سے ہین
اس مقام پر صاحب تنزیہ اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مجرد خروج بسیف دلالت
بر انکار امامت امام وقت ندارد فافہم اور سعایت کرنی امام العصر کی جبابرہ وقت
سے نہ بربنار مخالفت مذہبی کے ہے ہو سکتی ہے بلکہ حسد و کینہ و حرص علے الامارۃ
اکثر بحکم نفس امارہ دینیات پر غالب ہوتا رہتا ہے چونکہ ہر امام زادے معصوم نہین
ہوتے تو ہر فعل و قول اونکا حجت نہین ہو سکتا فمن البصر فلنفسہ ومن عمی فعلیہ اور
مفہوم حدیث من سلک علی سنتی فہو منی الی نفی سیادت پر حجت عجیب و غریب ہے
اولاً اس حدیث کی سند ہی کیا ہے جو حجت گردانی جاوے اور جس کتاب مین کہ یہ منقول
ہے وہ دیوان حضرت ابوہریرہ سے ماثور ہوگی نہ کتب صحاح اخبار نبویہ ثانیاً اسکے
معارضت مین حدیث دیگر اکرموا اولادی الصالحین للہ والطالحین لی البتہ موجہ ہے
اسلئے کہ اسکے مؤید بہت سے اخبار ہین جیسے حکم تعظیم اہلبیت کی واجب ہونے کا متفق علیہ
ہے چنانچہ حضرات عامہ حدیث ثقلین کو تعظیم اہلبیت پر ہی محمول کرتے ہین پس جبکہ

اولاد طالح آپکی بھی لائق اکرام وتعظیم کے بحکم حدیث ثابت ہوئی تو اوس اولاد کی نفی
آپکی آل سے کسطرح صادق آسکتی ہی لہذا یہ حدیث الطالحین لی لا محالہ مُسقط اوس
حدیث مستدل بہ کے ہی ثالثًا سلمناہ مگر یہ کہان معنے حدیث سے پایا گیا کہ اولاد بدمذہب
آل رسول سے نہین ہین یہ معنے اوسوقت صحیح ہوتے جبکہ الفاظ حدیث بدین نہج وارد
ہوتے مَن سَلَکَ مِنۡ آلِیۡ عَلیٰ سُنّتِیۡ فَھُوَ مِنّیِ وَمَنۡ لَمۡ یَسۡلُکۡ عَلَیۡھَا فَھُوَ لَیۡسَ مِنۡ آلِیۡ پس بفرض
ورود معنے اس حدیث کے بس اسیقدر ہوسکتے ہین کہ جس شخص نے آپکے طریقہ پر سلوک
کیا وہ شامل آپکی اولاد کے مرتبہ کے ہوگیا اور اولاد نبی مین صالح وطالح ہر قسم کے
ہین بلکہ مفہوم حدیث مستدل سادات عدیم البصیرۃ پر اسوجہ سے حجت ہے کہ وہ معتقد اُس
خلافت مجمع علیہا کے ہین جو سنت نبوی مین داخل نہین اور وہ خاص سنت صحابہ مین
حادث ہوئی ہی تو عدم سلوک اونکا مخالف سلوک سنت نبوی کے ہوا پس وہ بنابر
احتجاج معترض کے ضرور آل نبی سے خارج ہین فتدبر رابعًا بین الآل وبین الامۃ کے
تفریق اور عمدہ شناخت بین الصحابہ واہلبیت النبی کی تمیز سے جو چند حدیثون سے
ہوگئی ہی واضح ہے جو جائے شُبہ واشتباہ باقی نہین حدیث متفق علیہ شان ہین آل محمد کی وارد
ہوئی ہے جو صاحب مشکوۃ نے صفحہ ۳۵۹ پر نقل کی ہے قال صلعم اللّٰھم اجعل رزق
آل محمد قوتا وفی روایۃ کفافًا محشی فرماتے ہین ای بقدر ما یمسک الرمق من المطعم
وقیل ای کفایۃ من غیر اسراف وای قوتًا یکفہ عن الجوع اور اوسی صفحہ مشکوۃ پر حدیث
متفق علیہ شان ہین صحابہ عظام کی منقول ہی قال رسول اللّٰہ صلعم فواللّٰہ لا الفقر اخشی

علیکم ولٰکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا
کما تنافسوھا وتھلکم کما اھلکتھم ملخص ترجمہ حدیث اول کا یہ ہے کہ رسول خدا نے
صلعم دعا فرمائی کہ بارخدایا آل محمد کے لئے رزق بقدر قوت مقرر فرما اور ترجمہ حدیث
ثانی کا یہ ہے کہ آپنے صحابہ سے فرمایا کہ مین تمپر فقر کا خوف نہین کرتا لاکن انبساط دنیا
کا خوف کرتا ہون جیسا کہ پہلے لوگون پر دنیا منبسط ہوئی تھی اور تم دولت دنیا سے
رغبت کروگی جیسا کہ پہلے لوگون نے رغبت دنیا سے کی اور تم ہلاک ہوجاؤگے جیسے وہ
لوگ ہلاک ہوئی تھے اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین تصدیق
فرمائی ہے کہ ایسا ہی ہوا اور فتوحات حاصل ہوئین اور باہم گراونمین تحاسد وتقاتل
واقع ہوا اور وہ مشرک تو نہوئی مگر رغبت دنیا مین آلودہ ضرور ہوگئے جیسا کہ رسولخدا نے
خبر دی تھی مگر یہ کہ اونکے انبساط دنیا کو ہواخواہان بیت المال وزلہ خواران مطبخ خلفا
وامرا نے دینی فتوحات واسلامی اشاعات سے تعبیر فرمالیا اور کچھ پاس قول خواجہ کائنات
کا نکیا اب دیکھہ لیا جاوے کہ آل محمدؐ کون ہین اور سلف سے کیا اونکی حالت رہی ہے
اور صحابہ کون تھے اور کیا شان وشوکت اونکی ہوئی ہے پس بمصداق مَن سلکَ علےٰ سنتی
فھو من آلی کے کون رسول رسولخدا صلعم کی آل ہونے کے مستحق ہین خامسًا اگراس
حدیث کو صحیح مانا جاوے تاہم سلوک علی السنۃ ہنوز ما بین تتنازع فیہ ہے پس
جس طرح اہلسنت فرقہ شیعہ سے نفی آل نبی ہونے کی کرتے ہین اوسی حجت سے فرقہ شیعہ
فرقہ اہلسنت سے نفی آل نبی ہونے کی کرسکتے ہین یہ حدیث بنفسہ وبلفظہ وبمعناہ ثبت

یامنافی آل ہونیکو کسی فریق کے نہین ہے ہان احادیث صدر سے پایا گیا کہ حضرات صحابہ لامحالہ آپکی آل و اولاد مین نہین ہین اور حقیقۃً وہ آپکی نسل مین بھی نہین بلکہ بسط دنیا سے پایا گیا کہ یہ حضرات سالک مسلک نبی نہین تھے اگر سلوک علی سنتہ النبی فرماتے تو دنیا او نپر منبسط نہوتی وما یعقلھا الا العالمون فاٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

صحت نامہ کتاب کشف الخلافۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	شیعہ	شیعہ ہی	۹۴	۱۳	حدیث	اور حدیث
۲۴	۱۲	تمام سطر		۹۵	۱۱	ہوجاتا ہی	ہوا جاتا ہی
۴۰	۲	فقد	فتد	۹۹	۲	یجعل لہ	یجعل اللہ لہ
ایضاً	۳	البنی	النہیٰ	۱۰۰	۳	ماروا ہم	مارووہا
ایضاً	۳	از پیغمبر	بعد از پیغمبر	۱۰۵	۷	اخرج	اخروج ابن
۴۵	۱	نہین تھی	نہین سمجھے گئے	۱۰۶	۸	ملکت	مملکت
۵۱	۱	مالحق	بالحق مین	۱۱۶	۹	نامہ	عہد نامہ
۵۲	۸	مانزلت	مازلت	۱۱۷	۵	کا کینا	کا کرلینا
۵۳	۱۵	لفظ	بلفظ	۱۱۸	۱۰	تاریخ	التاریخ
۵۳	۳	یغضب	یغضب غضب	۱۲۰	۳	اور کچھ	اور جو کچھ
۵۶	۴	مین دیگئی ہی	اب دیکھو	۱۲۷	۱	نیریدا	یزید
۵۶	۵	اعتراض	اعراض	۱۵۹	۱۱	فرمائی	فرمانا
۵۷	۳	کسطرح	پھر کسطرح	۱۶۷	۲	بغیرہ عیوب	بغیر عیوب
۶۶	۱۰	معاہد	معاہدہ				
۷۰	۱۶	تجہیز	تجہیز				
۷۸	۱۲	جناب	جناب امیر				
۸۲	۲	الحموینی	الحموینی و تاریخ الخلفا				

باہتمام سید اختر حسین مالک مطبع ... پریس امروہہ

دفعہ اول قیمت فی جلد ۰۶ ر علاوہ محصول

الحمد والمنة

التماس

سلیس اردو کے شایقین کو اس رسالہ کی زبان اسوجہ سے کہ اسمین عربی لغات اور مرکبات زیادہ ہین بمقابلہ بول چال اخبارات اور ناولون کے ضرور ناپسند بلکہ بالطبع شدید بکروہ ہوگی حتی کہ ورق گردانی کے بعد اسکو ردیات مین فروخت کردینا تجویز کرینگے کیونکہ اسوقت مین زمانہ نزاودسی تحریر کو مقبول النظر کیا ہی جسمین مطلق زبان ہندی ہو اور استعارات بھی ایسے ایسے نئے نئے استعمال کیگئے ہون جنمین وجہ شبہ کی بھی مشبہ بہ مین حاجت نہوے و مصنف علام کو بخاطر داشت اخوان زمان کے اس بول چال مین لکھنا دشوار نہین تھا مگر التزام اسکا چند وجہ سے ضرور مشکل تھا اوّل یہ کہ واقعات و فرضی حکایات کا ہر زبان مین قلمبند کرنا اوسکے ماہرین اور انشا پردازون کیلئے کچھ مشکل امر نہین ہی مگر جب کسی خاص علم کو کسی زبان مین لکھا جاویگا تو اوسمین اوس علم کی مصطلحات کا ترجمہ لغوی لکھنا یا اوسکی بیان مسائل مین معانی لغات مصطلحہ کو ساتھہ ساتھہ لکھنا ایسی حالت مین کہ ہر زبان ہر قسم کے مصطلحات علمیہ مین مکمل نہین ہی بالضرور ناممکن ہی اور مثال اوسکی یہ ہی کہ علم ہیئت مین الفاظ خط استوا اور منطقة البروج اور شعراے شامی و شعراے یمانی اور معدل النہار ضروری الاستعمال ہی اردو نویس اگر اپنی زبان مین علم ہیئت کا رسالہ لکھنا چاہین اور وہ ان الفاظ کو بوجہ اسکے متروک کرین کہ یہ سب مرکبات عربی کے لفظین ہین تو اونکو اردو مین کوئی لغت یا لفظ ایسا نہ ملیگا جو انکا ترجمہ لفظی ہوسکے اگر وہ ان الفاظ کے معنے اپنی زبان مین بیان کرنا اختیار کرینگے تو وہ علم ہیئت کا رسالہ نرہے گا بلکہ اوسکو حل لغات و حل مصطلحات کہنا چاہیئے

اس دشواری وناچاری سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ علمی رسالہ تابع ہر زبان کا نہین ہی بلکہ ہر زبان تا وقتیکہ اپنی وسعت الفاظ سے خود مکمل نہو جاوے تابع اوسکی ہوتی ہی تو یہ کسقدر مشکل تر امر ہی کہ تابعدار کو تابع بنا دیا جاوی اوسپر یہ مستزاد ہی کہ حضرات سلاست پسند اوسی رسالہ وکتاب کو مقبول رکھتے ہین جو اونکی فہم ومذاق سے باہر نہون لاکن اسکا کیا علاج ہی کہ حضرات شائقین علمی مطالب کو جو بلا درس وتدریس کے حاصل نہین ہوسکتی اخبارات اور حکایات کی درجہ مین لانا چاہتی ہین یہ مشکلات کسطرح حل ہوسکین تا وقتیکہ وہ حضرات اپنا تہوڑا سا وقت تحصیل علمی مین صرف نکرین اور مصطلحات دینیہ و علم مناظرہ سے واقف نہو جاوین اور کم از کم ایسے رسائل کو مکرر سہ کرر مطالعہ نفرماوین کیونکہ متعدد مرتبہ کی دیکہنے اور غور وفکر کے ساتہہ سمجہنے سے ضرور سہولت ہوجاتی ہے اور مطلب خود بخود سمجہہ مین آنے لگتا ہی اور دوسری وجہ جو ملحوظ خاطر مصنف علام کے پائی گئی ہی یہ ہے کہ عربی لغات کا ترک کردینا جو دین اسلام کی زبان ہی اور انگریزی وغیرہ الفاظ کا استعمال جایز رکہنا عاقبت بین کی نظر مین سبب ضعف ایمان کا ضرور ہی کہ رفتہ رفتہ اس نفرت واجنبیت پر احکام شرعی کے لغات و مصطلحات دلسے محو ہوجاینگے اور بوجہ مانوسی و مشغولی زبان انگریزی کے نماز جماعت مین قواعد پریڈ کے بولیان بیساختہ زبان سے جاری ہوا کرینگی پس حضرات ناظرین سے بصد التجا گذارش ہی کہ اس رسالہ کو ایک نظر بفہم مطالب ملاحظہ فرمالین یہ باعتبار مطالب اقصی دریا ہے جو کوزہ مین سمایا ہی اس رسالہ کا ناظر اصول مباحث امامت وخلافت سے ضرور ماہر ہوسکتا ہی بشرطیکہ توجہ خاطر سے اسکے مضامین پر نظر ڈالی فقط انا احقر الکونین السید احمد حسین مہتمم مطبع

دو قطعہ تاریخی از جناب سید فقیر حسین صاحب ولد المرحوم عالیجناب سید محمد حسین صاحب قبلہ الرضوی اعلی اللہ مرتبتہ ونور تربتہ الہلوری درگاہ ضلع بستی

قطعہ

شد ثابت حق کہ در او خلافت گفت مہتمم بمن ز راہ شوق
عجب این نسخہ محقق بہ کشف الحجاب و اقسام باطن
سر تاریخ بابت حق فہم دل بجز این اسرار اہلبیت
بگفتم سال طبعش باول شاد کہ بمل مطبوع گشتہ

قطعہ دیگر ۱۳۲۰ھ

نسخہ کشف الحجاب و اقسام باطن
طبع شد از فیض رب سلیم نرل
باول خوش گفت جمع الف با فقیر
چاپ شد کشف الحجاب ۱۹۰۲ء

قیمت مجلد ۶/

۱۱ دسته ۵ تخته